www.naqshbandiaowaisiah.com

ماھنامہ

المرشد

چکوال

ستمبر
2004ء

قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

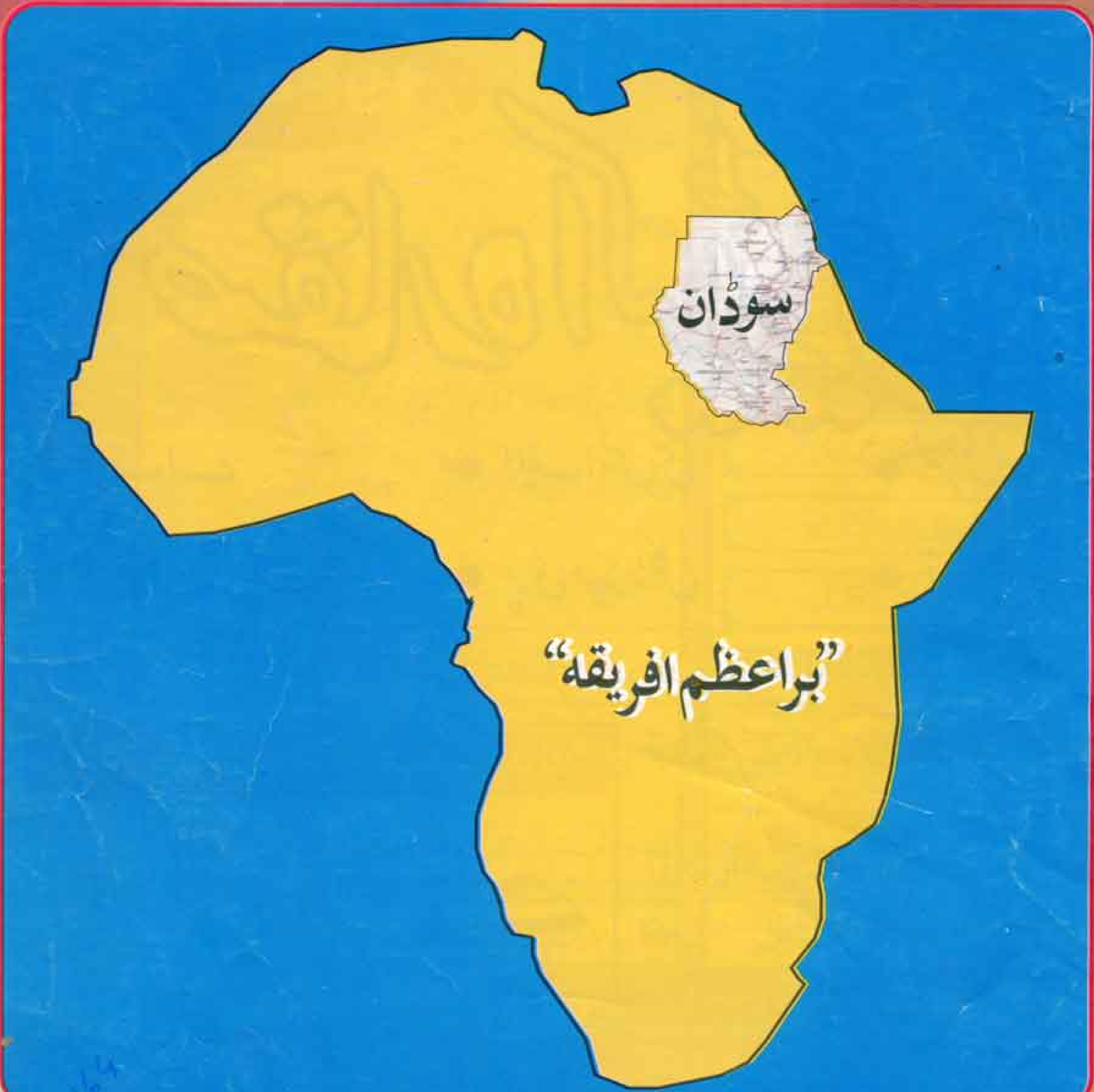

مغرب کی حریصانہ نظریں اب سوڈان کے تیل کے ذخائر پر۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

المُرشد

ماہنامہ — چکوال

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ستمبر 2004ء رجب/شعبان ۱۴۲۵ھ

جلد نمبر 25 ✵ شمارہ نمبر 14

مدیر

چودھری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر : ضمیر حیدر

سرکولیشن مینیجر : رانا جاوید احمد

کمپیوٹرڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

اس شمارے میں

1- (اداریہ)	محمد اسلم	3
2- اسلام بہترین طرز حیات کا نام ہے	امیر محمد اکرم اعوان	4
3- کائنات میں بندہ مومن کی اہمیت	امیر محمد اکرم اعوان	12
4- روح اور عقل کا فرق	امیر محمد اکرم اعوان	20
5- گوشہ نشینی کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں	امیر محمد اکرم اعوان	28
6- قرآن حکیم کے مفاہیم بھی محفوظ ہیں	امیر محمد اکرم اعوان	36
7- جینا سیکھیے	پروفیسر حافظ عبدالرزاق اویسی	43
8- امیر المکرم خاموش کیوں ہیں؟	پروفیسر راجہ محمد اسلم	48
9- کیا امریکہ کا اگلا ہدف سوڈان ہوگا؟	محمد اسلم	52
10- معاشرے میں مثبت تبدیلی لانے کیلئے	اشفاق احسان	55

بدل اشتراک	سالانہ
پاکستان	250 روپے
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش	
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ - یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فارایسٹ اور کینیڈا	60 امریکن ڈالر

انتخاب جدید پریس - لاہور 042-6314365

ناشر - پروفیسر عبدالرزاق

رابطہ آفس = ماہنامہ المُرشد' اے - ٹی - ایم - بلڈنگ' پل کوریاں' سمندری روڈ' فیصل آباد - فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk

E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المُرشد' اویسیہ سوسائٹی' کالج روڈ' ٹاؤن شپ' لاہور - فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

ادارہ سوسائٹی میں اداروں کے جھگڑے میں ملوث
ہو کر جس سے اذیت ناک صورت حال پیدا ہوئی
میں اس غلطی کو محسوس کرتے ہوئے معافی کا طالب ہوں
نیز آئندہ کیلئے میں ذاتی طور پر اداروں سے کنارہ
کشی اختیار کرتے ہوئے ان سے قطع تعلق کرتا ہوں۔
اس ضمن میں جو تحریر و تقریر مجھ سے سرزد ہوئی
اس غلط فہمی و کج فہمی سے جن احباب کی دل آزاری
ہوئی مجھے معاف فرمادیں اور میرے حق میں دعا کریں کہ
اللہ کریم آئندہ ایسی صورت حال سے محفوظ رکھے

23/5/2006

یہ معافی نامہ آفتاب اقبال احمد اویسیہ سوسائٹی ٹاؤن شپ لاہور کی طرف سے ہے۔ جنہوں نے شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی زیر سرپرستی چلنے والے تعلیمی اداروں میں اویسیہ سوسائٹی کے چند افراد اور انتظامیہ سے مل کر ان پر قبضہ کرنے کی کوشش کے سلسلے میں ایک اہم کردار ادا کیا تھا۔ اللہ کریم انہیں معاف فرمائے۔ آمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ ••• امریکہ کا اگلا ہدف

افغانستان اور عراق میں ظلم و ستم ڈھانے کے بعد اب امریکہ اور اس کے اتحادی سوڈان میں تیل کے ذخائر پر نظریں جمائے ہوئے ہیں۔ دنیا کے وسائل پر قابض ہونے کی خواہش میں امریکہ نے پہلے دہشت گردی کا بہانہ بنا کر افغانستان کے نہتے عوام پر بم برسائے پھر عراق میں تیل کے ذخائر کا کنٹرول سنبھالنے کے لئے عراقی حکومت پر مہلک ہتھیار رکھنے کا الزام لگایا اور اس پر چڑھائی کر دی۔

عراق میں صدام حکومت کے خاتمے کے بعد امریکہ نے ملک کا چپہ چپہ چھان مارا مگر وہ کہیں سے بھی مہلک ہتھیار برآمد نہ کر سکا۔ افغانستان کی طرح اب عراق میں بھی امریکہ کو سخت ترین مزاحمت کو سامنا ہے۔ جس کے باعث امریکی معیشت کا بہت بڑا حصہ عراق میں خرچ ہو رہا ہے۔ امریکہ اپنی گرتی ہوئی ساکھ بحال رکھنے اور اپنی معیشت کو سہارا دینے کے لئے للچائی ہوئی نظروں سے سوڈان کی طرف دیکھ رہا ہے کیونکہ سوڈان کے پاس دو ارب بیرل خام تیل کے ذخائر ہیں اور ان ذخائر پر قبضہ کر کے امریکہ اپنے معاشی معاملات کو بہتر بنانا چاہتا ہے۔

جس طرح امریکہ نے افغانستان اور عراق کے قدرتی وسائل پر قبضہ کرنے کے لئے ان پر بے بنیاد الزامات عائد کئے تھے اسی طرح وہ سوڈان پر بھی الزام تراشی کا سلسلہ شروع کئے ہوئے ہے۔ سوڈان کے داخلی فسادات کو ''نسل کشی'' سے تعبیر دے کر امریکہ یہ ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے کہ سوڈان کی اسلامی حکومت کی موجودگی میں وہاں پر دیگر قبائل کو آزادی سے زندگی بسر کرنے کی اجازت نہیں۔ حالانکہ یہ تمام تر حالات خود امریکہ کے پیدا کردہ ہیں اور اس نے سوڈان کی اسلامی حکومت کو پریشان کرنے کے لئے وہاں پر زر خرید افراد کو ملک میں دنگا فساد کے لئے تیار کیا ہے۔

انتہائی دکھ کی بات تو یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی ایک ایک کر کے مسلمان ممالک کو تباہ و برباد کر رہے ہیں لیکن ابھی تک مسلمان ممالک کے حکمرانوں نے کوئی مشترکہ اور جامع حکمت عملی وضع نہیں کی۔ وہ یہ بات بھی بھول رہے ہیں کہ اگر آج وہ اپنے برادر اسلامی ملک کی تباہی پر خاموش بیٹھے رہیں گے تو خدانخواستہ کل اگر ان پر بُرا وقت آ گیا تو کوئی ان کی مدد کو نہیں آئے گا۔ موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ اسلامی ممالک کے حکمرانوں متحد و منظم ہو کر اہل کفار کی چیرہ دستیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی کریں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسلام بہترین طرزِ حیات کا نام ہے

زندگی میں جتنی آسانیاں ہیں یہ اسلام نے دی ہیں اور جتنی مشکلیں ہیں ہم نے اسلام کو چھوڑ کر پیدا کر رکھی ہیں اور اب تو نفاذِ اسلام نفاذ اسلام میں ہم نے اسلام کی ایسی تعبیریں بنا دی ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں پتہ نہیں یہ کوئی لوہے کا پنجرہ ہے جو ہم پر کس دیا جائے گا اس میں ہم زندہ بھی رہ سکیں گے کہ نہیں۔ اتنا ڈرا دیا ہے ہم نے لوگوں کو حالانکہ اسلام ایک بہترین، آرام دہ، خوبصورت، آبرومندانہ زندگی کا نام ہے۔

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 16-4-2004

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

الرٰ کتٰبٌ احکمت اٰیٰتُہٗ ثم فصلت من لدن حکیم خبیرo الا تعبدوا الا اللہo اننی لکم منہُ نذیرٌ وبشیرٌo وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعاً حسناً الی اجل مسمی ویوت کلَ ذی فضلٍ فضلہٗo وان تولوا فانی اخاف علیکم عذابَ یوم کبیرo الی اللہ مرجعکُم. وھو علی کل شیءٍ قدیرٌo

گیارہویں پارے میں سورۃ ہود کی ابتدائی آیات مبارکہ میں ارشادِ باری تعالےٰ ہے کہ قرآن حکیم ایک ایسی عالی شان کتاب ہے جس کی تمام آیات تمام جملے تمام فقرے متحکم ہیں، ان میں کوئی رائی برابر بھی کسی تبدیلی کا کوئی شبہ بھی نہیں ہے کہ کبھی کسی زمانے میں کوئی حالات ایسے ہو جائیں کہ ان میں کوئی تبدیل کرنا پڑے، یعنی قرآن حکیم ایسی عالیشان کتاب ہے جس کے ساتھ کی دوسری کتاب اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہے۔ آسمانی کتابیں جو نازل ہوئی تھیں برحق ہیں لیکن وہ اپنے زمانے کے حالات کو زیرِ بحث لاتی ہیں، اُن کے احکام ہمیشہ کے لئے نہیں تھے، ساری دنیا کے لئے نہیں تھے، اُن لوگوں کے لئے تھے جن کی طرف وہ کتابیں نازل ہوئیں اور اُس زمانے کے لئے تھے جب تک اُن کتابوں کا زمانہ رہا، لیکن قرآن وہ کتاب ہے، ایک ایسی کتاب ہے، کتٰبٌ۔ ایک ایسی کتاب ہے۔ احکمت ایتہٗ۔ جس کی آیات متحکم ہیں، کوئی زمانہ مادی ترقی کا کتنا بھی سفر طے کر جائے انسانی زندگی اور انسانی رہن سہن پہ کچھ فرق نہیں پڑتا، اگر فرق پڑتا ہے تو زندگی کے وسائل پر پڑتا ہے، مثلاً بہت ترقی ہوئی انسان پیدل اور گھوڑے کی بجائے ہوائی جہاز پر بیٹھا، مہینوں کا سفر ایک گھنٹے میں ہو گیا لیکن صورت سفر تبدیل ہوئی مقصد سفر تو تبدیل نہیں ہوا، جس مقصد کے لئے پہلے سفر کرتا تھا آج بھی اُسی مقصد کے لئے سفر کرتا ہے، غذا سوکھی کھاتا تھا، دال روٹی کھا لیتا تھا، آج برگر کھا لیتا ہے، اشیاء میں تبدیلی ہوئی، انسان کی بھوک اور ضرورت میں تو تبدیلی نہیں ہوئی، اُسے کھانے کی ضرورت پہلے بھی تھی اُسے کھانے کی ضرورت آج بھی ہے، حصولِ رزق کی ضرورت پہلے بھی تھی آج بھی ہے، پہلے مختلف ذرائع تھے آج ذرائع بدل گئے، معاشرت میں، رہنے سہنے میں، کہیں حقوق کے تحفظ کی ضرورت، کہیں اپنے دفاع کی ضرورت، کہیں دوسرے کی مدد کی ضرورت، یہ ساری چیزیں بالکل وہی ہیں جو روزِ اول سے انسان کے ساتھ آ رہی ہیں۔

کتاب کریم نے انسان کی پوری زندگی کو گزارنے کے اصول متعین فرما دیئے، اب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سفر کیا سانڈنی پر سفر کیا لیکن اونٹ اور سانڈنی پر سفر کرنا فرض نہیں فرمایا اللہ نے۔ صاحب استطاعت پر حج فرض فرمایا، طریق سفر متعین نہیں فرمایا، اگر طریق سفر بھی متعین کر دیا جاتا ہے کہ جی اونٹ پر ہی حج کرو گے تو آج کے

زمانے میں یہ سمجھا جاتا کہ اسلام زمانے کا ساتھ نہیں دے پارہا' اور اگر مسلمان عمل بھی کرتے تو غیر مسلم مذاق اڑاتے کہ دیکھو اس دور میں یہ کہاں سے اونٹ پر بیٹھتے ہیں اور کہاں تک جاتے ہیں اور برسوں لگا دیتے ہیں۔ وسائل سفر کو زیر بحث لایا ہی نہیں گیا' مقصد سفر کی بات کی گئی ہے۔ اب بحری جہاز ہے یا موٹر کار ہے یا بس ہے یا گاڑی ہے یا سائیکل ہے یا ہوائی جہاز ہے یہ سفر کے وسائل ہیں' وسائل کو نہیں پوچھا گیا' اسلام نے مقصد کی بات کی ہے' پھر حصول ذرائع کی بات کی ہے' اس سے منع فرمایا کہ آپ کسی کا ٹکٹ چھین کر جہاز پر چڑھ جائیں اس کی اجازت نہیں دی۔ جہاز پر جانے سے نہیں روکا لیکن حلال اور جائز طریقے سے اپنا سرمایہ کما کر جائیں' اچھا کھانے' اچھا پہننے سے اسلام نے منع نہیں کیا' منع اس بات سے کیا ہے کہ دوسرے کے وسائل چھین کر اپنے لئے آسائش پیدا کرو تو یہ حرام ہے' خود محنت کر کے کماتے ہو تو جتنی استطاعت ہیں اچھا کھاؤ اچھا پہنو بلکہ صاحب استطاعت کا اپنی حیثیت کے مطابق لباس نہ پہننا جرم ہے۔

واما بنعمته ربک فحدث. اس آیہ کریمہ کے تحت مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ اللہ کی اُن نعمتوں کا جو اُس نے تمہیں دی ہیں ذکر کرو' یہ بھی شکر کا ایک طریقہ ہے کہ اللہ نے یہ نعمت مجھے دی ہے' اس طرح وہ فرماتے ہیں' کہ لباس سے نظر آئے کہ اس آدمی کی حیثیت کیسی ہے' اگر تمہارے پاس گاڑی ہے تو وہ اُس معیار کی ہو جو تمہارا معیار ہے' جتنی تمہاری استطاعت ہے' اور یہ اللہ کے شکر کا بھی ایک طریقہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمت لوگوں کو نظر آنی چاہئے کہ اس پر اللہ کا یہ احسان ہے' ہاں اس سے منع فرمایا ہے کہ دوسرے کے وسائل چھین کر گاڑی خریدنے کی بجائے پیدل سفر کرلو۔

> مال غنیمت میں جو قالین آئے وہ خسرو پرویز کے کمرہ خاص کے تھے جب اُن پر چلتے تو ٹخنوں ٹخنوں پاؤں قالین میں دھنس جاتا تو فرماتے بخ بخ ابو ہریرہؓ عنہ وہ وقت یاد رکھ تو ایک کنگال آدمی تھا۔

اب ہماری بدقسمتی یہ بھی ہے کہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کے پاس وسائل دنیا نہیں تھے لیکن مسلمانوں کے پاس سب سے بڑی دولت تھی محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود عالی' آج اُن مصیبتوں کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کی معیت میں جھیلیں' جب مکہ والوں نے مقاطع کر دیا اور شعب ابی طالب میں' ایک گھاٹی میں' بند کر دیا گیا مسلمانوں کو اور شہر والوں نے معاہدہ کر لیا کہ ان سے کوئی خرید و فروخت نہیں ہوگی' کوئی انہیں تحفہ نہیں دے گا' کوئی قیمتاً چیز نہیں دے گا' کوئی صدقہ نہیں' کوئی مفت نہیں دے گا' کسی طرح کا انہیں کچھ نہیں لیا دیا جائے گا' تو بات یہاں تک پہنچی کہ پرانے چمڑے جلا کر اُن کی خاک پھانک کر بھی صحابہؓ نے گزارا کیا۔ اس عالم میں اُن کے ساتھ بیویاں بھی تھیں' اُن کے ساتھ معصوم بچے بھی تھے' لیکن کسی نے اسلام سے سرمو انحراف نہیں کیا' دامن رسول اللہ ﷺ کو چھوڑنے کا تصور نہیں' ہجرت کرنا پڑی تو معمولی بات نہیں تھی' غریب بھی تھے لیکن ایسے ایسے افراد بھی تھے جن کی بہت بڑی جاگیریں تھیں' جائیدادیں تھیں' گھر تھے' مال و دولت تھا' سب کو چھوڑ کر حضور ﷺ کی معیت میں آ گئے اور پھر انہی کے زمانے میں مکہ مکرمہ فتح ہو گیا لیکن حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جو لوگ واپس مکہ مکرمہ گئے جو مکہ کے رؤسا تھے نہ انہوں نے اپنے گھر واپس لئے نہ جائیدادیں واپس لیں بلکہ جتنے دن رہے وہاں نماز قصر ادا کی کہ ہم تو یہ چھوڑ چکے ہیں' ہمارا گھر نہیں' ہم نے تو اللہ کی راہ میں چھوڑ دیا' یہ مکان یہ جائیداد یہ جاگیر ہم تو چھوڑ چکے ہیں' ہم نے واپس نہیں لینی بلکہ مسافر بن کے رہے اور نماز قصر ادا کی۔

فقہ حنفی میں اور غیر مقلدین میں ایک فرق ہے کہ فقہا احناف جو ہیں یہ ایک حد مقرر کرتے ہیں جو آج کے زمانے کے اعتبار سے کم از کم ساٹھ کلومیٹر بن جاتی ہے' پچتالیس میل ہوا کرتے تھے پہلے کچھ فرسخ ہوا کرتے تھے تو آج کے زمانے میں کلومیٹر کے حساب سے شاید ساٹھ

www.naqshbandiaowaisiah.com

بن جاتی ہوگی یا کوئی ایک دوا وپر نیچے ہوگی کہ اتنا سفر ہو تو نماز قصر ہوگی، غیر مقلدین حضرات فرماتے ہیں کہ سات میل سفر ہو تو نماز قصر ہو جاتی ہے بھئی وہ کیسے؟ کہ نبی کریم ﷺ نے منیٰ میں قصر پڑھی ہے اور وہ مکہ مکرمہ سے سات میل ہے، لیکن فقہاء احناف یہی جواب دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تو مکہ مکرمہ میں بھی قصر پڑھی، صحابہ کرام نے بھی مکہ مکرمہ میں قصر پڑھی، اس لئے کہ ہجرت کے بعد فتح مکہ کے وقت انہوں نے مکہ کو گھر نہیں سمجھا انہوں نے مدینہ منورہ کو ہی گھر سمجھا اور خود کو وہاں مسافر جانا۔ ابتدائی مدنی زندگی میں بھی حضور ﷺ کے تقریباً زمانہ نبوت تک مشکلات رہیں، شدت رہی، تنگی ترشی رہی اور صحابہ کرامؓ نے بھوک برداشت کی۔ ایک مسافر مسجد نبوی ﷺ میں آیا حضور ﷺ نے پوچھا کہ بھئی ایک مسافر بھی ہے اللہ کا مہمان کوئی اسے ساتھ لے جائے گا، تو ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں ساتھ لے جاؤں گا۔ اب وہ دو میاں بیوی تھے اور اُن کے گھر میں کھانے کو اتنا ہی تھا کہ وہ دونوں کے لئے ایک روٹی تھی وہ آدھا آدھا کر کے رات گزار لیتے۔ ساتھ مہمان کو بھی لے گئے تو بیوی کو کہا کہ یہ جو دیا یا بتی جل رہی ہے بجھا دو کہ تیل ختم ہو گیا ہے۔ اس کے پاس کھانا رکھیں گے اور اکٹھے بیٹھ کر کھائیں گے میں اور تم ہاتھ کھانے کو لگا کر منہ کی طرف لے جاتے رہیں گے اور مہمان سمجھے گا کہ یہ بھی کھا رہے ہیں جب کہ کھانا ایک آدمی کا ہے تو مہمان

کھالے گا اور خود بھوکے رات بسر کی۔ قرآن حکیم نے اُس کی تائید میں آیت اللہ نے نازل فرمائی۔

ویؤثرون علی انفسھم ولو کان خصاصۃ، خود ضرورت مند ہوتے ہیں لیکن ایثار اس حد تک ہے کہ اپنی ضرورتیں نچھاور کر دیتے ہیں۔ بھوکا رہ کر بھی میرے مہمان کی

غیر مشروط اطاعت صرف اللہ کی کرو اور اللہ کے مقابلے میں کسی دوسرے کی بات کو کوئی اہمیت نہ دو۔ سارا اسلام اس میں آجاتا ہے۔

خدمت کرتے ہیں۔ یہ زمانہ تھا اور وہ اتنے اولو العزم لوگ تھے، عشق نبوی ﷺ کے پروردگار لوگ تھے، عشق رسول اللہ ﷺ میں گرفتار لوگ تھے، عشق الٰہی میں گرفتار لوگ تھے، کہ ان چیزوں کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ہمیں ہمیشہ اُسی زمانے کے قصے سنائے جاتے ہیں جبکہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد دنیا بھر کے خزانے مدینہ منورہ میں فتح ہوکر آئے سونے چاندی اور جواہرات کے ڈھیر گلیوں میں لگ گئے، گلیاں بھر گئیں اور حیثیت کے مطابق غنیمت سے حصہ ملتا تھا، پانچواں حصہ بیت المال کو جاتا تھا چار

حصے مجاہدین میں اور اکابر صحابہ میں اُن کے درجے کے مطابق تقسیم ہوتے تھے، تو یہ لوگ جو فاقہ کش تھے یہ ارب پتی ہو گئے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ مسجد نبوی ﷺ میں مسجد نبوی ﷺ کے پاس سے گزرتے ہوئے بے ہوش ہو گئے۔ اب بعض وجوہات سے بندے بے ہوش ہو جاتے تو عربوں کا ایک قاعدہ تھا کہ گردن پہ پاؤں رکھ کر یہاں سے کوئی رگ دباتے تو بندے کو ہوش آ جاتا، تو جو لوگ گزر رہے تھے مسجد جا رہے تھے انہوں نے گرا ہوا دیکھا تو پاؤں رکھنے لگے، اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ نے فرمایا چھوڑ دو چھوڑ دو بے چارا بھوک سے بے ہوش ہے اس کا علاج یہ نہیں ہے یہ اُس مرض سے بے ہوش نہیں ہے جس کا یہ علاج ہے کہ گردن پہ پاؤں رکھا جائے، یہ فاقے سے بے ہوش ہے، اسے اٹھاؤ، اٹھا کر لایا گیا، آپ ﷺ نے پوچھا بھئی کوئی کھانے کے لئے کچھ لا سکتا ہے تو ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ دودھ ہے، وہ دودھ کا ایک بڑا سا برتن بھر کر لے آیا۔ شان کریمی بھی عجیب ہے آپ ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہؓ یہ دودھ فلاں سے شروع کرو اُس کو دو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے سوچا بھوک سے تو میں بے ہوش تھا، اب اس سے تو میرا بھی گزارا نہیں ہوگا لیکن آپ ﷺ بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے حکم دیا ہے، اُس سے بچ گیا فرمایا اُسی کو دے دو اب اُس کو دے دو، سب کو پلاتے

آئے پلاتے آئے پلاتے آئے سب سے بچ گیا فرمایا اب خود پی لو تو ایک پیالہ دودھ جو تھا وہ جتنے اس محفل میں احباب موجود تھے سب سیر ہو گئے پیا اور پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں پی رہا تھا بے تابی سے اور میرے منہ سے باہر جا رہا تھا اور حضور ﷺ مسکرا رہے تھے اور مجھ سے ختم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔

تو یہی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایران کی فتح کے بعد ان کے حصے میں مال غنیمت میں جو قالین آئے وہ خسرو پرویز کے کمرہ خاص کے تھے اور اپنے گھر میں انہوں نے بچھائے جب اُن پر چلتے تو ٹخنوں ٹخنوں پاؤں قالین میں دھنس جاتا تو فرماتے بخ بخ ابو ہریرہؓ وہ وقت یاد رکھ تو ایک کنگال آدمی تھا، بھوک سے بے ہوش ہو جایا کرتا تھا، اگر نہ جانا ان قالینوں پر لیکن وہ ساری دولت بھی انہوں نے استعمال کی، کمال یہ ہے کہ جس طرح اُس افلاس میں اللہ کے بندے تھے اس امارت میں بھی اُس شان کے ساتھ اللہ کے بندے تھے جہاد کی ضرورت پہ جہاد پہ نکل جاتے، عبادت کے وقت عبادت کرتے، ذکر کے وقت ذکر کرتے، تلاوت کے وقت تلاوت کرتے، عشق الٰہی بھی وہی تھا عشق رسول ﷺ بھی وہی تھا۔

ہمیں نادانی سے یہ بتایا جاتا ہے کہ بھوکا رہنا بڑی اچھی مسلمانی ہے جبکہ اللہ کریم فرماتے ہیں۔

خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ زمین میں جو کچھ ہے صرف تم لوگوں کے لئے ہے اب اُس پہ تحقیق کرنا، ریسرچ کرنا، اُس سے اچھی اچھی چیزیں بنانا، انسان آرام کے لئے، انسانی احترام کے لئے، ملکی دفاع کے لئے، یہ سارا عبادت کا حصہ ہے۔ جبکہ ہم نے اسلام کا مفہوم بدل ڈالا اور گوشہ نشینی کو اور کچھ نہ کرنے کو اور بھوکا رہنے کو اسلام کا اعلیٰ درجہ بنا دیا، تب سے یہ ٹیکنالوجی اور

ہم سب کو یہ شکوہ ہے کہ بے شمار لوگ نمازیں پڑھتے ہیں بے شمار لوگوں نے حج کئے ہیں، ہر وقت آذان ہوتی رہتی ہے لیکن بازار جائو تو دکاندار لوٹ لیتا ہے سڑک پر جائو تو ڈاکو لوٹ لیتا ہے۔

یہ تحقیق اور ریسرچ کافروں کے پاس چلی گئی ورنہ کفار کو تو مکان بنانے نہیں آتے تھے مسلمانوں سے انہوں نے مکان بنانے بھی سیکھے۔ یورپ والوں کو مورخ The Cave Men لکھتے تھے کہ یہ پہاڑوں میں غاریں بنا کر رہتے تھے انہیں مکان بنانا نہیں آتا تھا۔ بغداد میں جب پختہ سڑکیں تھیں اور اعلیٰ انتظامات تھے تو پیرس کی گلیوں میں گھٹنوں گھٹنوں کیچڑ ہوا کرتا تھا۔ تہذیب بھی دنیا نے مسلمانوں سے سیکھی، تحقیق بھی لوگوں نے مسلمانوں سے سیکھی، بحری جہازوں کے موجود مسلمان ہیں، بحری بیڑے کے موجد مسلمان ہیں، بارود کے موجد مسلمان ہیں، اسلحہ کے موجد مسلمان ہیں اور بے شمار جدید مشینری کے موجد بنیادی طور پر ایجادات مسلمانوں کی ہیں جنہیں پھر ماڈیفائی کر کے جس نے ماڈی فائی کیا اُس کے نام کے ساتھ عیسائیوں نے لگا دی میرے پاس ایک فائل تھی کراچی کے ہمارے ایک ساتھی تھے سلسلے کے اللہ اُن پر کروڑوں رحمتیں فرمائے وہ کنگ ایڈورڈ ششم کے ساتھ اے ڈی۔ سی ہوا کرتے تھے۔ برصغیر پر انگریزوں کا تسلط ہوا تو اُس وقت فوج میں تھے اُس وقت کپتان تھے اور شاید ہو سکتا ہے کہ ایشیاء کپتان ہو چونکہ ایشائیوں کو وہ اتنا اوپر وہ نہیں لے جاتے تھے اور وہ بادشاہ کے ساتھ رہتے تھے، اے ڈی۔ سی تھے، تو ایک فائل تھی جو شاہی خزانے میں ہوا کرتی تھی اس بندے نے وہ ساری فائل نقل کر لی۔ حضرت رحمتہ اللہ کے ساتھ اُس کی ملاقات ہوئی، وہ ہمارا ذکر کا ساتھی تھا، حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا بیعت تھا سلسلے کا بندہ تھا بہت عمر رسیدہ اور خمیدہ کمر تھا تو وہ فائل اُس نے مجھے دی وہ فائل جو ہے وہ ساری یہ ہے کہ کیا کیا چیزیں مسلمانوں نے ایجاد کیں اصل موجود مسلمان ہیں پھر اُسے ماڈی فائی کس نے کیا اور مشہور ہم نے کس کے نام سے کیا۔ اس میں پورا وہ ریکارڈ موجود ہے۔ تو یہ جتنی ایجادات اہل مغرب نے اپنے نام کیں اُس میں، جس نے تبدیلیاں کیں اور وہ موجود کہلایا اور مسلمانوں کے نام سے مٹا دیا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اس طرح برصغیر میں تمام مسلمانوں کو ہمارا آج کا نصاب جو ہے وہ بھی انہیں بطور ظالم حکمران کے پیش کرتا ہے' حالانکہ ایسے جلیل القدر حکمران تھے کہ بنگال سے لیکر کابل تک اور ہمالہ سے دکن تک ایک شخص دل میں بیٹھا ہوا حکومت کر رہا ہے اور ملک کے چپے چپے پہ اُس کی نظر ہے' کیسی عجیب بات ہے! کلکتہ سے شیر شاہ سوری نے سڑک بنوانا شروع کی اور کابل تک لے گیا۔ اور ہر پندرہ بیس میل کے بعد چوکیاں بنوا دیں اور ڈاک کا اتنا تیز نظام تھا کہ روزانہ کی ڈاک سلطان کو بنگال سے لیکر کابل تک کی پہنچ جائے' روزانہ کی ڈاک روزانہ پہنچ جاتی تھی جبکہ آج ہوائی جہاز کے زمانے میں بھی ڈاک مہینہ مہینہ لگا کر آتی ہے۔

لیکن یہ ساری خوبیاں جو مسلمانوں میں تھیں کفار نے اُن پر پردے ڈالنے کی کوشش کی انہوں نے تو عمداً ایسا کیا اور ہمارے مسلمانوں نے اپنی سادگی میں یہ سمجھ لیا کہ یہ کچھ نہ کرنا ہی مسلمانی ہے' حالانکہ اسلام بہترین طرز حیات کا نام ہے' یہ ایک ایسی کتاب ہے۔

احکمت ایٰتہ'. جس کے سارے احکام مستحکم ہیں۔ فصلت اور سارے مفصل ہیں' گومگوں کسی میں بھی نہیں' کوئی ایسا حکم نہیں ہے کہ آپ سن کر سوچنے لگ جائیں کہ یہ کیا ہے؟ کیا ہے ایسا؟ کوئی نہیں' سارے واضح احکام ہیں کہ یہ کرنا درست ہے اور ایسا درست نہیں ہے۔ یہ کام اس طرح سے کیا جائے کس کو کھانے سے نہیں روکا' شادی سے نہیں روکا' گھر بنانے سے نہیں روکا' اچھا پہننے سے نہیں روکا' زیادہ کمانے سے نہیں روکا' اگر زیادہ' کمانے سے روکتا تو زکوۃ فرض کیوں کرتا؟ پیسے جمع ہوں گے تو زکوۃ ہوگی' **فصلت من الدن حکیم خبیر** o اور اس کی ساری تفصیل اُس نے دی ہے جو صاحبِ حکمت بھی ہے دانا تر بھی ہے اور

> معاشرے کی اصلاح اُس عبادت سے ہوگی جو معاشرے میں فرض ہے کہ جب ہم معاشرے میں جائیں تو ہمیں کیا کرنا ہے؟ کس طرح نپٹنا ہے؟ کس طرح لین دین کرنا ہے؟ کس طرح سے روزی کمانا ہے؟ کہاں کہاں خرچ کرنا ہے؟

خبیر بھی ہے ہر بات سے واقف ہے آئندہ کیا ہونے والا ہے کب کس زمانے میں کیا ہوگا سب کچھ اُس کے علم میں موجود ہے۔ اس لئے اُس نے ایسے احکام دیے ہیں کہ زمانے کی تبدیلیاں اُن احکام کو متاثر نہیں کرتیں بلکہ وہ ہر زمانے میں نافذ العمل رہنے والے ہیں۔ بنیاد ہے ایک اسلام کی' ساری زندگی اس میں آجاتی ہے ایک جملے میں ساری حکایت بیان کردی۔

الا تعبدو الا اللہ. غیر مشروط اطاعت صرف اللہ کی ہے۔ عبادت کیا ہے؟ کس سے نفع کی امید پر یا کس سے کوئی مار پڑنے کے ڈر پر اُس کی بات مانی جائے تو یہ عبادت ہوگی۔ عبادت یہ ہے کہ کس کی بات اس لئے مانی جائے کہ نہیں مانوں گا تو نقصان ہوگا' مانوں گا تو اس سے مجھے نفع ملے گا' یہ عبادت فرمایا یہ صرف اللہ کا ہے۔ الا تعبدوا۔ ہرگز عبادت نہ کرو الا اللہ o سوائے اللہ کے۔ غیر مشروط اطاعت صرف اللہ کی کرو اور اللہ کے مقابلے میں کسی دوسرے کی بات کو کوئی اہمیت نہ دو' سارا اسلام اس میں آجاتا ہے۔ مرنے میں' جینے میں' دوستی میں' دشمنی میں' خرید و فروخت میں' کام کرنے میں' مزدوری کرنے میں' ہل چلانے میں' کھیتی باڑی میں' کاروبار میں' کسی بھی شعبہ زندگی میں' یہ یاد رکھو' کہ تم اللہ کے بندے ہو اور یہ کام تمہیں اُس طریقے سے کرنا ہے جس طریقے سے کرنے کا حکم اللہ نے دیا اور یہی عبادت ہے۔

عبادات دو طرح سے ہیں' ایک یہ جو فرائض عبادات ہیں جو آدمی اپنی ذات کے ساتھ کرتا ہے نماز روزہ حج زکوۃ' یہ عبادات چھوٹے درجے کی ہیں' ایک بندے کی پیوریفیکیشن' ایک بندے کے تزکیے کے لئے ہیں ہمارے یہ سارے سجدے ہمارے یہ سارے ذکر اذکار ہماری ساری تسبیحات ہمارے سارے بیان کس لئے ہیں؟ کہ میرا تزکیہ ہو جائے' میرا تعلق اللہ کے ساتھ درست رہے' دوسری عبادت ہے کہ جب ہم میدان عمل میں جاتے ہیں تو جب اللہ کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں تو عبادت ہے' اُس عبادت کا تعلق ہماری ذات سے نہیں'

معاشرے سے ہے بے شمار لوگ ہوتے ہیں' زراعت میں' ملازمت میں' خرید و فروخت میں' صرف ہم اکیلے نہیں ہیں پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے' جب وہاں اللہ کے حکم کے مطابق کام کیا جائے تو وہ عبادت پورے معاشرے کو متاثر کرتی ہے' اب ہم سب کو یہ شکوہ ہے کہ بے شمار لوگ نمازیں پڑھتے ہیں بے شمار لوگوں نے حج کئے ہیں' بروقت آذان ہوتی رہتی ہے لیکن بازار جاؤ تو دکاندار لوٹ لیتا ہے' سڑک پر جاؤ تو ڈاکو لوٹ لیتا ہے' معاشرے کی اصلاح کیوں نہیں ہوتی؟ میرے بھائی! نمازوں سے تو معاشرے کی اصلاح نہیں ہوئی' معاشرے کی اصلاح اُس عبادت سے ہوئی جو معاشرے میں فرض ہے کہ جب ہم معاشرے میں جائیں تو ہمیں کیا کرنا ہے؟ کس طرح سے نپٹنا ہے؟ کس طرح لین دین کرنا ہے؟ کس طرح سے روزی کمانا ہے؟ کہاں کہاں سے خرچ کرنا ہے؟

الا تعبدوا الا اللہ ○ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اللہ کے۔ وہاں بازار میں بھی اللہ تمہارے ساتھ ہو' تمہارے دفتر میں بھی تمہارا اللہ وہاں موجود ہو اور تم اُس کی عبادت اس طرح کرو کہ فائلیں نہیں لکھ رہے' اللہ کی عبادت کر رہے ہو' بازار میں سودا نہیں بیچ رہے اللہ کی عبادت کر رہے ہو' نماز اس لئے ہے کہ تم اپنے اندر کی صفائی کرو' تمہارا تعلق اللہ کے ساتھ ایسا بن جائے کہ بازار میں بھی اللہ تمہارے ساتھ ہو اور اگر معاشرے میں جا کر ہمارا عمل اسلام کے مطابق نہیں ہوتا تو اُس سے ایک بات یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ ہماری نمازیں بھی درست نہیں ہیں۔ یہ ثواب ثواب ثواب ہمارے علماء نے پھیلا دیا یہ ثواب کیا ہے؟ کسی نے کوئی ڈیفینیشن دی ہے کہ ثواب کوئی ٹھوس چیز ہے مائع ہے' گیس ہے' سونا ہے چاندی ہے دولت ہے' کیا ہے ثواب؟ ثواب کہتے ہیں بدلہ قرآن نے کافر کو جو بدلہ ملے گا اُسے بھی

نماز اس لئے ہے کہ تم اپنے اندر کی صفائی کرو' تمہارا تعلق اللہ کے ساتھ ایسا بن جائے کہ بازار میں بھی اللہ تمہارے ساتھ ہو اور اگر معاشرے میں جا کر ہمارا عمل اسلام کے مطابق نہیں ہوتا تو اُس سے ایک بات یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ ہماری نمازیں بھی درست نہیں ہیں۔

ثواب کہا ہے' فرمایا **ھل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون** کافروں کو اور کیا ثواب ہوگا جو کرتے ہیں وہی ثواب ہوگا' کافروں کو کیا بدلے میں ملے گا وہی جو اُن کے کرتوت ہیں' تو نماز کا ثواب تو کہتے ہیں اتنے گنا ہو گیا اتنے گنا ہو گیا قرآن نے نماز کا ثواب متعین کر دیا۔

ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر. نماز کا پہلا ثواب یہ ہے کہ بُرائی اور بے حیائی سے روک دیتی ہے' دنیا میں نماز کا جو ثواب ملتا ہے' عبادت کا جو ثواب ملتا ہے' وہ یہ ہے کہ جو بندہ دن میں پانچ مرتبہ باوضو ہو کر رب العالمین کے آگے رکوع اور سجود کرتا ہے' وہ جب ملازمت پہ جاتا ہے تو دیانت داری سے کرتا ہے' دکان پہ بیٹھتا ہے تو دیانت داری سے کرتا ہے' کاروبار میں جاتا ہے دیانت داری سے کرتا ہے' دوستی دشمنی میں بھی شرعی حدود کا لحاظ رکھتا ہے اور اگر ایسا نہیں کرتا اور نمازیں پڑھے جا رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اُس کی نماز کچھ اثر نہیں کر رہی' کوئی گڑبڑ ہے' اُس میں یا اُس کا طریقہ صحیح نہیں ہے یا اُس کی نیت صحیح نہیں ہے یا کوئی خامی کہیں کوئی کمی ہے' وہ اثر کیوں نہیں کر رہی! ایک کپڑا ہے اُسے آپ مسلسل پانی بھی ڈال رہے ہیں' صابن بھی لگا رہے ہیں' وہ میلے کا میلا ہے اس کا مطلب ہے صابن میں کوئی گڑبڑ ہے' میل تو نکلنی چاہیے تھی۔ آج آذان ہوتی ہے تو مساجد بھر جاتی ہیں ذرا دیر سے جاؤ تو جوتوں میں نماز پڑھنا پڑتی ہے بازار کے اندر جو مساجد ہیں' اس طرح وہی لوگ سجدہ کر کے سلام پھیر کے جب دکان پہ بیٹھتے ہیں تو چور بن جاتے ہیں پھر کیا فائدہ؟ اس لئے کہ انہوں نے رسم نماز ادا کی ہے' یہی شکوہ کیا تھا علامہ مرحوم نے کہ

رسم آذاں باقی ہے روح بلال نہ رہی

یعنی رسم رہ گئی سجدہ کرنے کی' اُسے جو حاصل ہونا تھا وہ نہ رہا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

انی لکم منہ نذیر' و بشیر۔ لوگو! یاد رکھو! میرا تمہارا رشتہ یہ ہے کہ اگر تم غلط کام کرو تو اُس کے انجام بد سے تمہیں آج باخبر کر دوں۔ انداز کیا ہوتا

ہے؟ یہاں تو اردو میں یہ لکھ دیتے ہیں میں تمہیں ڈرانے والا ہوں' یہاں بھی لکھا ہوا ہے ڈر سنانے والا ہوں' یہ ڈر سنانا یہ ڈر یہ اردو کا مفہوم ادا نہیں کرتا' نذیر کا مطلب ہوتا ہے' انذار کا مطلب ہوتا ہے کہ اگر آدمی زہر کھا رہا ہے تو وہ کھانے لگے تو کوئی اُسے بتانے والا بھی ہو کہ اس کے کھانے سے موت ہو جائے گی' یہ انداز ہے' بندہ جب غلط کام کرتا ہے تو اُس کا نتیجہ عنداللہ کیا ہوگا اور اُس پر کیا پھل لگے گا' فردہ قیامت اُس کی کیا سزا ہوگی' یہ بروقت مطلع کرنا یہ ڈرانے والی بات تو نہیں یہ تو بہت بڑی خیر خواہی کی بات ہے۔ تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نذیر ہیں ڈرانے والے نذیر نہیں ہیں بلکہ بروقت باخبر کرنے والے نذیر ہیں' یہ بھی احسان ہے اللہ کا اور اللہ کے رسول ﷺ کا۔

وبشیر۔ اور جو تم اللہ کی اطاعت میں کام کرو اُس کی میں تمہیں خوشخبری دوں' بشارت دوں' حوصلہ افزائی کروں کہ بہت اچھے' یہ ضرور کرو' اس پر تمہیں انعام ملے گا اور فرمایا اگر بہت غلطیاں کر چکے ہو تو میں تمہیں اُس کا علاج بھی بتاؤں' وان استغفروا ربکم. وہ تمہارا پروردگار ہے' اُس کے سامنے رجوع کرلو' توبہ کرلو ثم توبوا الیہ۔ اُسے کہو یا اللہ میں جو کرتا رہا غلط کرتا رہا تو کریم ہے میں تیرا بندہ ہوں تو مجھے معاف کردے۔

یُمتعکُم متاعاً حسناً۔ وہ تمہیں بہت بہترین اجر دے گا۔ یعنی توبہ کا معنی بھی یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد نیکی نصیب ہو جاتی ہے اگر توبہ کرنے کے بعد حالات نہ بدلیں تو سمجھو یا آپ نے خلوص سے توبہ نہیں کی یا وہ قبول نہیں ہوئی' توبہ کا مفہوم بھی یہ ہے کہ بُرائی سے نکل کر بھلائی میں چلا جائے۔ یمتعکم متاعاً حسناً الیٰ اجلٍ مسمی ویوت کل ذی فضلٍ فضلہ' o بھئی تم جتنے بڑے بھی ہو گئے ہو' جتنے صاحب اقتدار ہو گئے ہو' صاحب مال وزر ہو گئے ہو یہ ساری فضیلتیں بھی تمہیں اُس نے عطا کی ہیں'

توبہ کا معنی بھی یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد نیکی نصیب ہو جاتی ہے اگر توبہ کرنے کے بعد حالات نہ بدلیں تو سمجھو یا آپ نے خلوص سے توبہ کی نہیں یا وہ قبول نہیں ہوئی۔

تم تو دنیا میں بے لباس اور ایک گوشت کے لوتھڑے میں وارد ہوئے تھے' نہ تمہارے پاس خزانہ تھا نہ تمہارے پاس حکومت تھی نہ اقتدار تھا' نہ طاقت تھی نہ علم تھا کچھ بھی نہیں تھا اگر کوئی فضیلت بھی تمہارے پاس ہے تو ہر صاحب فضیلت کو فضیلت بھی تو اُس نے بخشی ہے۔

وان تولوا۔ اور ان باتوں سے اگر تم پھر گئے' نہیں جی ہم سے نہیں یہ توبہ ہوتی ہم جو جہاں سے ملے گا حاصل کریں گے اور ہم اپنے زور بازو سے چھینیں گے تو حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر o مجھے تم پر اللہ کے دردناک عذابوں کا ڈر ہے خطرہ ہے اور میدان حشر میں تمہارا کیا ہوگا مجھے اندیشہ ہے کہ فردہ قیامت کو کیا کہو گے کیا کرو گے۔ اس لئے کہ وہاں سے بھاگ کر تم کہیں نہیں جاسکتے۔ الی اللہ مر جعکم۔ تم سب کو لوٹ کر اللہ کے حضور جانا ہے۔

وھو علی کل شیءٍ قدیر o اور ہر چیز پہ قادر ہے تو میرے بھائی اسلام ایسا خوبصورت مذہب ہے' اتنا آسان مذہب ہے اگر آدمی دیانت داری سے سوچے تو چوری کرنا کتنا مشکل ہے اور چوری نہ کر کے مزدوری کرنا کتنا مزے دار ہے؟ جھوٹ بولنا کتنا مشکل ہے اور ایک جھوٹ کے لئے پچاس جھوٹ ساتھ اور جوڑنا پڑیں! غلطی بھی ہو جائے تو آدمی سچی بات کہہ دے کہ مجھ سے یہ غلطی ہوئی ہے تو ایک حد تک اُسے رعایت مل جاتی ہے کہ چلو اس نے بات تو ٹھیک کہی۔ زندگی میں جتنی آسانیاں ہیں یہ اسلام نے دی ہیں اور جتنی مشکلیں ہیں ہم نے اسلام کو چھوڑ کر پیدا کر رکھی ہیں اور اب تو نفاذ اسلام نفاذ اسلام میں ہم نے اسلام کی ایسی تعبیریں بنا دی ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں پتہ نہیں یہ کوئی لوہے کا پنجرہ ہے جو ہم پر کس دیا جائے گا اس میں ہم زندہ بھی رہ سکیں گے کہ نہیں۔ اتنا ڈرا دیا ہے ہم نے لوگوں کو حالانکہ اسلام ایک بہترین' آرام دہ' خوبصورت' آبرومندانہ زندگی کا نام ہے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

تصدیق قلبی

''تصدیق قلبی موجود نہ ہو تو زبان سے کہہ دینے سے آدمی مردم شماری میں تو مسلمان ہو جاتا ہے لیکن عنداللہ نہیں۔ اللہ کے نزدیک اس کا اسلام تب ہی قبول ہوتا ہے جب اس کا دل بھی اس بات کو قبول کرتا ہو۔ ہم دنیا کے سارے علوم علماء سے حاصل کرتے ہیں اس کی پرواہ کریں نہ کریں اس کی عزت کریں نہ کریں۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسے جانیں نہ جانیں، وہ تعلیم ضائع نہیں ہوتی۔ برکات نبوت ﷺ کے لئے سب سے پہلے نبی علیہ السلام پر ایمان ضروری ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اس احترام وادب کی ضرورت ہوتی ہے جو ماننے کے بعد انسان پر واجب اور فرض ہو جاتا ہے، دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ استاد کی پروا نہ کریں کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن دین میں نبی کی عظمت ہمارے قلب سے باہر نہیں نکلے ورنہ تعلیم کی برکات اٹھ جائیں گی کیونکہ دنیوی تعلیم میں صرف الفاظ ہوتے ہیں اور برکات نبوت ہیں الفاظ کے ساتھ کیفیات ہوتی ہیں، دنیا کی تعلیمات کو آپ علم نہیں کہہ سکتے وہ معلومات ہوتی ہیں نبی علیہ السلام کی تعلیمات جو ہوتی ہیں آدمی کا حال بن جاتی ہیں۔ دنیا دار آپ کو پڑھائے کہ دیانت کیا ہے تو وہ دیانت پر بحث کرتا رہے گا مگر آپ کو دیانت دار نہیں بنا سکے گا نبی علیہ السلام جب فرمادیں کہ دیانت داری یہ ہوتی ہے تو سننے والے میں اگر ایمان ہو تو دیانت اس کا حال بن جائے گی اور یہی انبیاء علیہ السلام کا کمال ہوتا ہے۔''

ماخوذ از تعلیمات و برکات نبوت ص

تعاون

تاجران: کاٹن یارن اینڈ پی سی یارن

شیخ ناصر، شیخ عبدالستار گلی نمبر 1 بالمقابل رحمان مارکیٹ

منٹگمری بازار، فیصل آباد، فون 617057-611857

www.naqshbandiaowaisiah.com

کائنات میں بندہ مومن کی اہمیت

یہ عبادت جو ہم نماز روزہ کرتے ہیں' تلاوت کرتے ہیں' تسبیحات پڑھتے ہیں' ذکر اذکار کرتے ہیں' یہ عبادت اپنے آپ کے لئے ہے' اس کا اثر اپنے وجود پہ ہوتا ہے' اس کا اثر جو بندے کا ذاتی رشتہ اللہ کے ساتھ ہے اُسے قائم رکھنے یا اُسے مزید مضبوط کرنے پر ہوتا ہے لیکن جو کام ہم دنیا کا کرتے ہیں' بازار میں بیٹھتے ہیں' دکان چلاتے ہیں' خرید و فروخت کرتے ہیں' یہ وہ عبادت ہے جس کا اثر پورے معاشرے پہ ہوتا ہے

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 2-04-2004

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والذین تدعون من دونه لایستطیعون نصرکم والا انفسھم ینصرون. وان تدعوھم الی الھدیٰ لایسمعواO وتراھم ینظرون الیک وھم لایبصرونO خذالعفو وامر بالعرف واعرض عن الجھلینO واما ینزغنک من الشیطٰن نزغ' فاستعذ باللہO انه' سمیع' علیمO ان الذین اتقوا اذا مسھم طیف' من الشیطٰن تذکروا فاذا ھم مبصرونO

کائنات بسیط میں صرف ایک تخلیق ایسی ہے جو باقی ساری کائنات کی تخلیق کا بھی مقصد ہے اور وہ تخلیق ہے انسان۔ اللہ جل شانہ نے اس قدر مخلوق پیدا فرمائی کہ اُن کی گنتی سے وہ خود ہی آشنا ہے کوئی دنیوی آلہ کوئی مشین کوئی کمپیوٹر کوئی انسانی دماغ اللہ کی مخلوق کو شمار نہیں کر سکتا اب اس جدید دور میں جب آپ بے شمار گنتی کی حدود سے باہر جراثیم ایک وجود میں پاتے ہیں تو کیا وہ بھی تو ایک مخلوق ہے یعنی جہاں

> "آپ کسی مسلمان سے یہ کہیں کہ تمہارا دل اللہ کے رسول علیہ وسلم کے نام سے خالی ہے تو وہ آپ کے گلے پڑ جائے گا' برداشت نہیں کرے گا' لیکن کبھی اُس نے یہ سوچا بھی ہے کہ جس دل میں میں نے نام محمد ﷺ کو بسا رکھا ہے کیا اُس دل کی وہ نگہداشت بھی میں کر رہا ہوں جو اس نام کی مناسبت سے کی جانی چاہئے!"

ہم ایک فرد کو چلتے پھرتے دیکھتے ہیں تو اپنے وجود کے اندر وہ فرد بھی ایک کائنات ہے پوری۔ اُس میں کتنی قسموں کے جراثیم ہیں کتنی قسموں کے ایٹمز ہیں کتنے ایٹم کہاں ملتے ہیں کیا بنتا ہے کیا کیا چیز مل کر خون بنتی ہے اور کون کون سے اجزا مل کر گوشت بنتے ہیں کس کس جزو سے ہڈی بنتی ہے اور ایک مسلسل عمل ہے ایک وجود کے اندر ایسے لگتا ہے جیسے ہر وجود ایک چھوٹی سی کائنات ہے ایک کائنات صغیر ہے جس کے اپنے شب و روز ہیں جس کے اپنے موسم ہیں جس کی اپنی گرمی سردی ہے جس میں کروڑوں جرمز پیدا بھی ہوتے ہیں روزانہ اور کروڑوں سے زیادہ شاید مرتے بھی ہیں ایک مسلسل عمل ہے زندگی کا اس عمل میں جب توازن رہتا ہے اُن کے پیدا ہونے اُن کے مرنے اُن کی بقا اس سارے میں ایک اعتدال جب رہتا ہے تو زندگی انسانی وجود کی زندگی بحال رہتی ہے اور جہاں ذرہ اُن کا بیلنس بگڑتا ہے تو انسان بیمار پڑ جاتا ہے اور پھر مختلف کوششوں سے مختلف حیلوں سے مختلف دواؤں سے کوشش کی جاتی ہے کہ اُس توازن کو پھر سے برقرار کیا جائے اور جب بہت ہی زیادہ بگڑتا ہے تو موت ہو جاتی ہے اور انسانی زندگی ختم ہو جاتی ہے ایک فرد جس کے اندر ایک کائنات تھی وہ دنیا سے معدوم ہو کر عدم میں چلا جاتا ہے۔

اس طرح یہ ساری کائنات بسیط بھی ایک وجود ہے اس میں بے شمار مخلوق ہے اللہ رب العزت کی اور اس کا توازن جب تک قائم رہے گا تب تک یہ وجود بھی باقی رہے گا۔ ایک وقت آئے گا کہ اس کا توازن بھی اتنا بگڑے گا کہ یہ ساری کائنات تباہ ہو جائے گی اور اُس توازن کو برقرار رکھنے کے لئے جس طرح انسانی وجود میں بے شمار چیزیں اپنا اپنا کام کرتی ہیں معدہ اپنا کام کرتا ہے جگر اپنا کام کرتا ہے دماغ اپنا کام کرتا ہے گردے اپنا کام کرتے ہیں بے شمار اعضاء اپنا اپنا کام کر رہے ہیں ہاتھ پاؤں اپنا کام کرتے ہیں دانت زبان ناک کان ہر ایک کا ایک اپنا اپنا کام ہے جس سے مل جل کر اس وجود کی یا اس کائنات صغیر کی بقا اور حیات جس پہ منحصر ہے۔ اس طرح اس عظیم کائنات میں بھی بہت سے عناصر کام کرتے ہیں سورج چاند ستارے اپنا اپنا کام کرتے ہیں ستاروں کی گردش اور روش زمین پہ اثر ڈالتی ہے چاند کا اُتار چڑھاؤ زمین پہ اثر ڈالتا ہے سورج کا آنا اور جانا زمین اور اس کی روئیدگی کائنات کی مخلوق پہ اثر ڈالتا ہے اُس سے موسموں کا تغیر وتبدل ہوتا ہے یہ ساری چیزیں مل کر اس کو باقی رکھنے کا کام کرتی ہیں۔ لیکن جس طرح وجود انسانی میں ایک عضو ایسا ہے کہ جو ہمیشہ کام کرتا رہتا ہے بغیر کسی رکاوٹ کے اُس میں خلل آئے تو سارے اعضا کا مدار اُس پہ ہوتا ہے ہر جگہ خلل آجاتا ہے اور وہ ہے دل۔ دل کی مرکزی حیثیت ایسی مسلمہ ہے کہ سارا بدن درست ہو دل کی حالت درست ہو اگر اس میں خرابی آ جائے تو ہر چیز اس سے متاثر ہو جاتی ہے اپنا کام چھوڑنے لگتی ہے ہاتھ پاؤں کمزور ہونے لگتے ہیں' دماغ کام چھوڑنے لگتا ہے' پٹھے اور اعصاب جواب دینے لگ جاتے ہیں' وجود کی جو چھوٹی سی کائنات ہے اُس میں دل ایک ایسی

> **آح کل تو ایک رواج ہو گیا ہے کہ کہیں کوئی ایسی خرابی ہوتی ہے جو قوموں کو یا ملکوں کو متاثر کرتی ہے تو وہ امریکہ کے سر مڑھ دی جاتی ہے اب تو بات بہت نیچے آگئی ہے کسی گھر میں میاں بیوی بھی جھگڑیں تو کہتے ہیں امریکہ کی سازش ہے**

چیز ہے جس کا چلتے رہنا جس کا اپنی ڈیوٹی پہ قائم رہنا از حد ضروری ہے اور وجود میں جب خون استعمال ہوتا ہے اعضاء میں جاتا ہے جلد تک جاتا ہے ذرات میں جاتا ہے۔ تو وہ میلا ہو جاتا ہے لیکن واپسی پھر دل میں آتا ہے اور جب دل سے دوبارہ جاتا ہے تو پھر وہ تازہ ہوتا ہے صاف ہوتا ہے' اُس کا سارا عمل تازہ آکسیجن سے گزار کر اسے واپس پھر بدن میں حیات کے طور پر بھیج دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کائنات بسیط کا دل ہے بندہ مومن ہم جب دیکھتے ہیں اور ہمیں بہت بڑی شکایت ہوتی ہے زمانے سے' حالات سے لوگوں سے ہم کہتے ہیں زمانہ خراب آ گیا' لوگ بدل گئے ہر جگہ دہشت گردی ہو رہی ہے ہر جگہ چوری چکاری ہو رہی ہے انصاف نہیں مل رہا' طاقتور قومیں کمزوروں کو چل رہی ہیں' انسانی جان کا کوئی محافظ لگتا ہے دنیا میں رہا نہیں جس کا جی چاہتا ہے جتنے جی چاہتا ہے قتل کر دیتا ہے' لاکھوں لوگ ایک آدمی کی خواہش پہ مارے جاتے ہیں' تباہ کر دیے جاتے ہیں گھروں کے گھر اجاڑ دیئے جاتے ہیں' پھر ہم اس کے اسباب تلاش کرتے ہیں اور آجکل تو ایک رواج ہو گیا ہے کہ کہیں کوئی ایسی خرابی ہوتی ہے جو قوموں کو یا ملکوں کو متاثر کرتی ہے تو وہ امریکہ کے سر مڑھ دی جاتی ہے بلکہ اب تو بات بہت نیچے آ گئی ہے کسی گھر میں میاں بیوی بھی جھگڑیں تو کہتے ہیں امریکہ کی سازش ہے۔ سازش نہ امریکہ کی ہے نہ روس کی ہے نہ برطانیہ کی ہے نہ مغرب کی ہے' اصل خرابی دل کی دھڑکنوں میں ہے۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس کائنات کا جو دل ہے کیا وہ اپنا کام درست کر رہا ہے' بندہ مومن جو ہے جس کا تعلق ہے براہ راست اللہ رب العزت سے جس میں اُس نے اللہ کے رسول ﷺ کو بسایا ہے' آپ کسی مسلمان سے یہ کہیں کہ تمہارا دل اللہ کے رسول ﷺ کے نام سے خالی ہے تو وہ آپ کے گلے پڑ جائے گا' برداشت نہیں کرے گا' لیکن کبھی اُس نے یہ سوچا بھی ہے کہ جس دل میں میں نے نام محمد ﷺ کو بسا رکھا ہے کیا اُس دل کی وہ نگہداشت

www.naqshbandiaowaisiah.com

بھی میں کر رہا ہوں جو اس نام کی مناسبت سے کی جانی چاہئے! آپ کسی بھی اپنے محبوب مہمان کو ایک گھر میں ایک کمرے میں ٹھہراتے ہیں کیا یہ خیال نہیں آتا بندے کو کہ یہ کمرہ اس کے رہنے کے قابل ہے یا اسی میں کاٹھ کباڑ بھرا ہوا ہے یا میں باہر سے اس میں جھاڑ جھنکار ڈال رہا ہوں یا میں اور اس کی حالت بگاڑ رہا ہوں کیا کوئی عقلمند ایسا کرتا ہے؟ تو جب ہم نے اپنے دل میں **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو بسا رکھا ہے کبھی ہم نے اپنے دل کی نگہداشت کی ہے! یہ تو ہمارا خیال ہے نا کہ ہم نے بسا رکھا ہے' اب یہ تو اُن کی مرضی پر ہے کہ ایسے دلوں میں وہ رہنا گوارا فرمائیں گے یا محض ہمیں وہم ہے' ہم نے جھانک کر دیکھا ہی نہیں کہ اندر کوئی ہے بھی یا خالی ہو گیا ہے۔ جہاں دنیا بھر کی غلاظتیں جس دل میں ہم بھرتے جائیں ان غلاظتوں سے جو خون بنے وہ دل میں جائے تو کیا وہاں اللہ کا نام اللہ کے حبیب ﷺ کا نام ہو گا؟ اور خدانخواستہ اگر نہیں ہو گا تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے اپنا کام چھوڑ دیا اور جب ہم بگڑے جب دل بگڑا تو باقی اعضاء و جوارح نے تو بگڑنا ہی ہے تو انہوں نے کب سنورنا ہے۔ یہ محض عقیدے یا عقیدت کی بات نہیں ہے یہ ایک تاریخی حقیقت بھی ہے۔

آپ بعثت آقائے نامدار ﷺ کو اور نزول قرآن کو دیکھیے کس عالم میں ہوا۔ پہلے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے دین ختم ہو چکے تھے' نبی دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے' ایک ایسا دور آ گیا تھا جس میں کوئی بھی اللہ کا نام جاننے والا نہیں تھا لیکن یہ یاد رکھو جب دنیا پہ کوئی ایک بندہ بھی اللہ اللہ کرنے والا نہ رہا تو قیامت آ جائے گی یہ توازن اتنا بگڑ جائے گا۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت عالی سے پہلے

> ہماری حالت کچھ عجیب ہو گئی ہے کہ ہم اگر دنیا کا کام شروع کرتے ہیں تو دین چھوڑ دیتے ہیں اور اگر دین کی طرف آتے ہیں تو پھر صرف نماز روزہ رہ جاتا ہے پھر دنیا چھوڑ دیتے ہیں

تقریباً پانچ سو سال کو عہد فترت کہتے ہیں ایسا زمانہ جس میں کوئی رہنمائی والا نہیں تھا لیکن اُس میں بھی کہیں نہ کہیں اللہ کا کوئی نہ کوئی بندہ اللہ سے واقف بھی تھا اُس کے دل میں اللہ بستا بھی تھا اور وہ اللہ اللہ کرتا بھی تھا۔

حضرت سلیمان فارسیؓ کی سوانح میں سوانح نگار نے کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ آپؓ نے بے شمار مصیبتیں اٹھائیں راہ حق کی تلاش میں بے شمار جگہوں پر گئے غلام بنائے گئے قیدی بنائے گئے مارا پیٹا گیا اذیتیں دی گئیں کانٹوں کے تاج پہنائے گئے تو ایک جگہ وہ پھرتے پھراتے ایک جنگل میں پہنچے تلاش و جستجو یہی تھی کہ مجھے حق ملے اور کہیں حق کا پتہ مل جائے۔ مشہور بحیرہ راہب کے پاس بھی وہ پہنچے اپنے زمانے کا بہت ہی مشہور اور بہت ہی نیک نام شخص تھا۔ اُس نے بھی انہیں یہی بتایا کہ وادی بطحا کا رخ کرو آنے والے کا انتظار ہے اور اگر تمہیں پتہ خبر مل جائے تو مجھے بھی بتانا کہ میں بھی منتظر ہوں تو اثنائے سفر میں آپؓ ایک جنگل سے گزر رہے تو ایک آدمی کو دیکھا جس نے چند بکریاں رکھی ہوئی تھیں جنگلی پھلوں اور دودھ پر اُس کا گزارا تھا اور تن تنہا جنگل رہتا تھا اُس کے پاس جب پہنچے اور اُس سے بات کی تو اُس نے کہا میرے پاس حق ہے میرے پاس صحیح اور حقیقی دین عیسوی علیہ السلام ہے اور میں اُس کے مطابق اللہ کی عبادت کر رہا ہوں لیکن حالات اتنے بگڑ چکے ہیں کہ میں یہ بات کس کو بتاؤں تو میرا سر قلم کر دیں لہذا میں یہاں تنہائی میں بیٹھا اللہ اللہ کر رہا ہوں' آپؓ چند دن اُس کے ساتھ ٹھہرے تو اُس نے بلا کر بتایا کہ میری موت کا وقت قریب ہے جب میں مر جاؤں تو میت کو غسل دینے کا یہ طریقہ ہے اُسے دفن کرنے کا یہ طریقہ ہے اُس پر دعا یہ پڑھی جائی چاہئے تم مجھے غسل دینا کفن دینا میرا جنازہ پڑھنا اور یہاں ریت میں مجھے دفن کر دینا میری ساری مالیت یہ چند بکریاں ہیں یہ میں تمہیں سونپتا ہوں یہ تمہاری ہو جائیں گی۔ لیکن ایک بات بتاؤں کہ دنیا اہل حق سے خالی نہیں ہوتی اور میں نہیں سمجھتا کہ میرے علاوہ اس وقت دنیا میں کوئی

دوسرا بندہ حق سے آشنا ہو لہذا میری موت اس بات کی دلیل ہے کہ مجھے موت تب آئے گی جب اللہ کا آخری نبی ﷺ دنیا پہ قدم رکھے گا کہ دنیا حق سے خالی نہ ہو ورنہ تو قیامت آجائے گی تو تم مجھے دفن کرکے سیدھے بطحا کی طرف جانا میری موت جو ہے اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوسرا حق بتانے والا اور اسکے علاوہ اب کوئی حق بتانے والا نہیں۔ نبی آخرالزمان ﷺ کی آمد ہوگی اس نے دم توڑا انہوں نے دفن کیا اور دوسرے دن پتہ چلا کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے مکہ مکرمہ میں اعلان نبوت فرمادیا۔ یہ اللہ کا نام اور نور ایمان اس کائنات کی دھڑکن ہے۔

یہ پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ قیامت کب ہوگی فرمایا حتی لایقال اللہ اللہ جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ قیامت آجائے گی۔ تو بندہ مومن یا مسلمان جو ہے یہ اس کائنات کی بقا کا سبب ہے۔ ہماری حالت کچھ عجیب ہوگئی ہے کہ ہم اگر دنیا کا کام شروع کرتے ہیں تو دین چھوڑ دیتے ہیں اور اگر دین کی طرف آتے ہیں تو پھر صرف نماز روزہ رہ جاتا ہے پھر دنیا چھوڑ دیتے ہیں۔ اسلام انسان کی پوری جامع زندگی کا نام ہے۔ عبادت کے وقت عبادت کرے اور اللہ کو دل میں ایسا بسائے کہ کسی حال میں اسے نہ بھولے اس کی یاد سے غافل نہ ہو اور دنیا کا ہر کام اس سلیقے سے کرے جو دوسروں کے لئے مثال بن جائے اس لئے کہ اسے کام کرنے کا سلیقہ اللہ نے سکھایا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سکھایا۔ لہذا دنیا کا ہر وہ کام جو شریعت کے مطابق کیا جائے ہر وہ کام حقیقی عبادت ہے۔ یہ عبادت جو ہم نماز روزہ کرتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں، تسبیحات پڑھتے ہیں، ذکر اذکار کرتے ہیں، یہ عبادت اپنے آپ کے لئے ہے، اس کا اثر اپنے وجود پہ ہوتا ہے، اس کا اثر جو بندے کا ذاتی رشتہ اللہ کے ساتھ

ذاتی عبادت جتنی کی جاتی ہے اس سے ایک طاقت حاصل کی جاتی ہے کہ جب میں دنیا میں کام کرنے کیلئے جاؤں تو میرے پاس اللہ کا تعلق اتنا مضبوط ہو کہ اس کام کو میں اللہ کے حکم کے مطابق کروں

ہے اُسے قائم رکھنے یا اُسے مزید مضبوط کرنے پر ہوتا ہے لیکن جو کام ہم دنیا کا کرتے ہیں، بازار میں بیٹھتے ہیں، دکان چلاتے ہیں، خرید و فروخت کرتے ہیں، یہ وہ عبادت ہے جس کا اثر پورے معاشرے پہ ہوتا ہے اور ظاہر ہے جو عبادت پورے معاشرے کی پیوریفیکیشن کرتی ہے اُسے صاف کرتی ہے جو ایک فرد کو صاف کرتی ہے اُس سے وہ کہیں کروڑوں گنا افضل ہے۔ جس دنیا کو ہم چھوڑ بیٹھتے ہیں یہی اصل عبادت ہے۔ ذاتی عبادت جتنی کی جاتی ہے اُس سے ایک طاقت حاصل کی جاتی ہے کہ جب میں دنیا میں کام کرنے کیلئے جاؤں تو میرے پاس اللہ کا تعلق اتنا مضبوط ہو کہ اُس کام کو میں اللہ کے حکم کے مطابق کروں! فرمایا۔

خلق لکم ما فی الارض جمیعاً

جو کچھ زمین پر ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا سب کچھ تمہارا ہے اب کس کس چیز کو کس کس طرح استعمال کرتے ہو یہ سب تمہارا ہے روئی سے دھاگہ بناتے ہو دھاگے سے کپڑا بناتے ہو کپڑے سے خوبصورت لباس سیتے ہو یہ تمہارا حق ہے تمہارے ہی لئے ہے بہترین ایجادات کرتے ہو گاڑیاں بنائیں جہاز بنائے انہیں استعمال کرتے ہو مہینوں کا فاصلہ لمحوں میں طے کر لیتے ہو۔ یہ تمہارا حق ہے تمہارے ہی لئے ہے۔

خلق لکم ما: تمہارے لئے تو پیدا کیا ہے اور یہ سب بندہ مومن کا حق ہے کہ غیر مومن سے زیادہ احسن طریقے سے اسے استعمال کرے اور اُس کا فائدہ دیکھ کر غیر مومن کا بھی اسی طرف رجوع ہو کہ اس طرح کرنا چاہئے کہ اس میں زیادہ فائدہ ہے۔ ہم بڑی تقریریں کرتے ہیں مضامین لکھتے ہیں کتابیں لکھتے ہیں رسالے چھاپتے ہیں لیکن عہد نبوی صلی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین اور تابعین تبع تابعین کے زمانے میں نہ کوئی پریس تھا نہ کوئی ٹیلی فون تھا نہ کوئی تار تھی نہ کوئی سواری تھی اور نہ کسی جلسے اور لمبی تقریر کی اطلاع ملتی ہے نہ کوئی اخبار چھپتا ہے پھر اسلام اُس زمانے میں کیسے پھیلتا چلا گیا؟ اس لئے کہ کافر کو مسلمانوں کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

تقلید سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اُس سے تو وہ ناراض ہوتا تھا لیکن جب وہ دنیا کے کام کرتے تھے تجارت کرتے تھے تو اس خلوص اور اس دیانت سے کہ اُس پہ پھل زیادہ آتا تھا لین دین کرتے تھے تو اگلے کو دھوکے کا خطرہ نہیں ہوتا تھا کہ جو مال کہا ہے وہی دیں گے پورا دیں گے جو قیمت مانگی ہے وہ مناسب ہے تو یہ جو معاملات تھے ان کو جب غیر مسلم بھی دیکھتے تھے تو وہ کہتے تھے یار کرنے کا کام تو یہ ہے، یہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس لئے کرتے ہیں کہ ان میں نور ایمان ہے تو وہ ایمان قبول کر لیتے تھے کہ اگر ہم بھی ان جیسے ہو جائیں تو ایمان قبول کرنا چاہئے' آج اگر کوئی غیر مسلم ایمان قبول کر لے تو ہمیں دیکھ کر وہ چھوڑ کے چلا جاتا ہے اور یہ محض بات نہیں واقعات ہیں ایسے۔

یہ تبلیغی جماعت کے ساتھی کسی کو پتہ نہیں سویڈن سے کہاں سے پکڑ کر لے آئے مسلمان بنا کر لے آئے پہلے تو وہ گاندھی گارڈن ہوتا تھا پتہ نہیں اُس کا کیا نام ہے اُس کے ساتھ ایک مسجد ہے بڑی کراچی بہت بڑی تبلیغی جماعت والوں کا مرکز ہے وہاں آ کر جب وہ ان کے ساتھ آیا وہاں ٹھہرا تو جوتے چوری ہو گئے اُس نے کہا یار چھوڑو، تم اپنی سلمانی کو میں واپس جاتا ہوں۔ یہ کونسا مذہب ہے کونسے لوگ ہیں جن کی عبادت گاہ میں جوتا بھی محفوظ نہیں، یہ تو چوروں کا مذہب ہے سارے چور جمع ہیں یہاں۔

ہماری حالت اب یہ ہو چکی ہے کہ ہمیں دیکھ کر لوگوں کا اسلام کو چھوڑنے کو دل کرتا ہے۔ آپ اپنی عدالتوں کو دیکھ لیں' اپنے سیاست دانوں کو دیکھ لیں' اپنے تاجروں کو دیکھ لیں' معاشرے کے ایک ایک فرد کو دیکھیں دس دس بج کئے ہوئے ہیں دکان پہ بندہ بیٹھا ہے لیکن کسی کو یقین نہیں کہ یہ سچی بات کرے گا یا پوری قیمت بتائے گا یا مال صحیح دے گا کیا فائدہ ہوا! ایک تو

> **' آج اگر کوئی غیر مسلم ایمان قبول کر لے تو ھمیں دیکھ کر وہ چھوڑ کے چلا جانا ھے اور یہ محض بات نہیں واقعات ھیں ایسے**

ہمارے لئے یہ باعث شرمندگی تو ہے ہی' اصل بات یہ ہے کہ جو دنیا پہ تباہی آ رہی ہے یہ اُس کا بھی سبب ہے اور ہم اُس کے بھی مجرم ہیں۔

آپ کہتے ہیں جی ہاتھ پاؤں کا دل سے کیا تعلق اگر دل میں خرابی ہے تو بندہ اٹھ کر چل پھر کیوں نہیں سکتا اُس کا دماغ کیوں ماؤف ہو جاتا ہے تھوڑی تھوڑی دیر میں بے ہوش کیوں ہو جاتا ہے اُسے کھانا کیوں ہضم نہیں ہوتا معدے کا اُس کے ساتھ' بھئی سب کا تعلق ہے جب دل بگڑے گا سب کچھ بگڑے گا۔ یہی بندہ مومن ہے جو کافر جو ہے اُس نے تو کفر کی وجہ سے اپنی فطری استعداد ضائع کر دی انسانی مزاج ہے یہ کسی نہ کسی غیبی طاقت کو اپنا محافظ بنانا چاہتا ہے اُس کے مزاج میں یہ اللہ نے رکھا ہے اور اپنے لئے رکھا ہے لیکن بندہ مفروضوں پہ چلا جاتا ہے! فرمایا

والذین تدعون من دونہ ٥ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر فرضی طاقتوں کو اپنا محافظ سمجھتے ہیں کبھی کسی بت کو' کبھی کسی دیوے کو اور پھر انہیں پکارتے ہیں وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اس لئے کہ وہ اپنے آپ کی مدد نہیں کر سکتے۔ جب بت کو آپ پوج رہے ہیں وہ اپنی مدد آپ نہیں کر سکتا اُسے آپ اٹھا کر دوسری جگہ نہ رکھیں تو وہیں پڑا رہے اُس پر کوئی غلاظت پھینک دے تو اپنا منہ صاف نہیں کر سکتا تمہاری مدد کیا کرے گا؟ یا جن مفروضوں کو آپ پوجتے ہیں اُن کا وجود ہی نہیں ہے آپ نے فرض کر لیا ہے کہ ایک ایسی طاقت ہے یا بے شمار لوگ سپرٹس کو روحوں کو پوجتے ہیں بھئی وہ اپنی زندگی تو برقرار رکھ نہیں سکے خود تو موت کی نذر ہو گئے تمہاری زندگی کے لئے کیا کریں گے! عجیب بات ہے کہ جب انہیں دعوت حق دی جاتی ہے تو پرواہ نہیں کرتے۔

وان تدعوھم الی الھدیٰ لا یسمعوا ٥ نہیں جب آپ ہدایت کی طرف بلاتے ہیں تو وہ سنتے ہی نہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک کسی کو اللہ کے رسول ﷺ کی پہچان نہ ہو جائے' حق سننے کی توفیق ہی نہیں ملتی۔

حضور اکرم ﷺ جب طائف تشریف

www.naqshbandiaowaisiah.com

لے گئے اور آپ ﷺ پر سنگ باری کی گئی وجود عالی ﷺ زخموں سے چور ہو گیا خون مبارک جم گیا بہت پریشانی ہوئی اللہ کریم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ یہ بڑے بڑے طائف کے پہاڑ اٹھا کر اس بستی پر پھینک دو لیکن پہلے میرے حبیب ﷺ سے اجازت لے لو۔ حضور ﷺ کی خدمت عالی میں فرشتہ اجازت کا طلب گار ہوا تو آپ ﷺ نے فرشتے کو جواب دینے کی بجائے دعا کے لئے ہاتھ مبارک اٹھا دیے اُن کی گستاخی پر معذرت فرمائی یہ بھی عرض کیا کہ یا اللہ اگر یہ ایمان نہیں لائے تو شاید ان کی آنے والی نسلوں کو ایمان نصیب ہو جائے۔ اور پھر سب سے بڑا عذر جو آپ ﷺ نے پیش فرمایا وہ یہ فرمایا کہ یا اللہ یہ مجھے اس لئے پتھر مار رہے ہیں **فانھم لایعلمون ہ** یہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔ یہ اپنے ایک قریشی بھائی کو' ایک مکے کے رہنے والے نوجوان کو پتھر مار رہے ہیں یہ محمد رسول اللہ ﷺ کو تو جانتے ہی نہیں' جانتے ہوتے تو جان نچھاور کرتے' اس لئے ان سے درگزر فرما یہ مجھے نہیں جانتے۔ یہی بات یہاں ارشاد ہو رہی ہے فرمایا۔

تراھم ینظرون الیک. اے میرے حبیب ﷺ تو دیکھتا ہے کہ وہ تجھے دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں. **وھم لایبصرون ہ** لیکن تجھے دیکھ نہیں پاتے۔ محمد بن عبداللہ ﷺ کو دیکھتے ہیں اپنے ایک قریشی بھائی کو دیکھتے ہیں لیکن جو تیری شان محمد رسول ﷺ یہ پہلو جو ہے یہ انہیں نظر نہیں آتا۔ اس کے باوجود فرمایا میرے حبیب ﷺ **خذ العفو ہ** آپ ﷺ کا جو اپنا وطیرہ ہے جو آپ ﷺ کی اپنی شان کریمی ہے اُس پہ قائم رہیے' درگزر کرتے چلے جایئے۔ خذ العفو۔ آپ ﷺ درگزر فرماتے چلے جایئے وامر بالعرف۔ جب ہم عالم کی اصلاح کا دعویٰ

> انسانی مزاج ہے یہ کسی نہ کسی غیبی طاقت کو اپنا محافظ بنانا چاہتا ہے اُس کے مزاج میں ہے اللہ نے رکھا ہے اور اپنے لئے رکھا ہے لیکن بندہ مفروضوں پہ چلا جاتا ہے

کرتے ہیں ملک کی قوم کی اصلاح کا دعویٰ کرتے ہیں تو عالم یا ملک یا قوم کی اصلاح کا مدار جو ہے وہ پہلے قلب کی اصلاح پر ہے بدن میں خرابیاں ہیں اُن کا علاج ہونا چاہئے لیکن اگر کسی کی ٹانگ' یہ پھوڑا ہے کسی کا ناخن اترا ہوا ہے کسی کو چاقو لگ گیا ہے اور وہ اُسکا دل بند ہو رہا ہے تو آپ پہلے اُس چاقو کے زخم کا علاج کریں گے یا پہلے اُس کا دل جو ہے وہ جاری کریں گے! کوئی بھی عقلمند پہلے اُس کے دل کی دوا کرے گا جو مدار حیات ہے حیات قائم ہوگی تو باقی چھوٹے موٹے امراض کا علاج ممکن ہے اور آپ اگر وہ جو بندہ کوئی مکان سے گرا تھا وہ مر گیا اور دوسرے نے اُس کے بازو ٹانگیں ٹٹولیں اُس نے کہا اللہ کا شکر ہے دست و بازو سلامت ہیں یہ دست و بازو کا وہ کیا کرے گا جب زندگی ہی چلی گئی دست و بازو سلامت ہیں۔ تو ہم ہاتھ پاؤں کے علاج کا شکوہ کر رہے ہیں لیکن دل کا علاج نہیں ہو رہا۔ وہ کیسے ہو؟ یہ ہم ایک دوسرے کا نہیں کر سکتے۔ جب تک ہمیں خود اپنے علاج کی فکر نہ ہو۔ جب تک ہمیں خود احساس نہ ہو' جب تک خود ہمیں اپنے علاج کی فکر نہ ہو۔ جب تک ہم اپنے دل کو آباد نہ کریں دوسرے کو کیا کریں گے اور یہ بھی ایک مصیبت ہے اس زمانے کی کہ ہر بندے کو دوسرے کا غم کھائے جا رہا ہے۔ اپنی طرف توجہ نہیں ہے تو فرمایا اے مخاطب دنیا میں ایک طاقت شیطان کی بھی ہے قیام قیامت تک اللہ نے اسے مہلت دی ہے' یہ دل کی خرابی کرنا ہی اُس کا پیشہ ہے اور رات دن اسی میں رہتا ہے **واما ینزغنک من الشیطن نزغ'.** اور جب بھی شیطان تیرے دل میں کوئی وسوسے ڈالے تجھے بہکانا چاہے' تجھے اللہ کی یاد سے غافل کرنا چاہے' **فاستعذ باللہ.** تو تو مالک کو پکار' اللہ سے اللہ کی پناہ مانگ' اللہ کو یاد کر۔ **انہ' سمیع' علیم'.** وہ سنتا بھی ہے جب بھی پکارے گا، وہ سنے گا اور تیرے ہر حال سے واقف بھی ہے۔ فرمایا یہ حق ہے۔

ان الذین اتقوا. جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں' جو لوگ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی اطاعت کرتے ہیں۔تقویٰ کیا ہے؟ اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کی اطاعت خلوص دل کے ساتھ۔تقویٰ یہ نہیں ہے کہ آپ ایک چادر کی بکل مار کر بیٹھ جائیں آپ گوشہ نشین ہو جائیں آپ کہیں تسبیح لے کر جنگلوں میں نکل جائیں نہیں دنیا کا ہر کام کریں جو بھی اللہ نے جتنی آپ کی استعداد ہے۔ اب مختلف لوگوں کی مختلف استعداد یں ہیں کوئی تجارت اچھی طرح کرسکتا ہے کوئی مزدوری اچھی طرح کرتا ہے کوئی ملازمت اچھی کرسکتا ہے کوئی کھیتی باڑی اچھی کرسکتا ہے جو استعداد اللہ نے دی ہے ہر کام کریں پوری محنت پوری دیانت سے کریں کہ یہ افضل ترین عبادت ہے اور پھر اس میں اگر شیطان بہکانا چاہے تو اللہ کو یاد کریں' اللہ سے پناہ مانگیں۔ہم کسی کے گھر جائیں اور اُس کا کتا کھلا ہو وہ ہم پر بھونکنا شروع کر دے تو کیا ہم کتے سے جھگڑا کرتے رہیں گے۔ آسان سی بات ہے کہ مالک کو آواز دو وہ وہاں سے ایک دفعہ اُس کو جھڑکے گا تو وہ چھوڑ جائے گا آپ کا راستہ۔ یہ بھی اللہ کا کتا ہے اگر شیطان کوئی وسوسہ ڈالتا ہے تو اللہ کو پکارو' مالک جھڑکے گا تو دفع ہو جائے گا۔ آپ کیوں اُس کے ساتھ اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ فاستعذ باللہ. اللہ سے مدد مانگو۔اللہ کو یاد کرو اور ان الذین اتقوا. جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں زندگی بھرپور گزارتے ہیں متقی وہ لوگ ہیں جو بھرپور زندگی گزارتے ہیں۔ دنیا کا ہر کام دوسروں کے لئے بھی نفش

کف پا چھوڑ جاتے ہیں کہ کام کس طریقے سے کرنا چاہئے اور کس کے کتنے فائدے ہوتے ہیں۔ اذا مسھم طنف ' من الشیطٰن ۔اُن پر بھی شیطانوں کے گروہ کے گروہ حملہ آور ہوتے ہیں لیکن وہ کیا کرتے ہیں جب شیطان حملہ کرتے ہیں۔تز کروا۔ وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ وہ شیطان سے نہیں الجھتے بلکہ جب شیطان حملہ کرتا ہے وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

فاذا ھم مبصرون. اللہ حقائق اُن کے سامنے کھول دیتا ہے انہیں سمجھ آ جاتی ہے کہ کہاں غلط ہو رہا ہے اور اُس کا کیا طریقہ ہے اور کیسے کرنا چاہئے۔

تو میرے بھائی ظالم تو ظالم ہے ہی کہیں ایسا نہ ہو کہ کل عرصہ محشر میں ہمارا کردار ہمیں ظالم پیدا کرنے والے لوگوں میں کھڑا کر دے۔ اور یہ حکم الٰہی ہم پہ ثابت نہ آ جائے کہ۔ واعرض عن الجٰھلین ۔ ایسے جاہلوں سے میرے حبیب ﷺ آپ ﷺ کنارہ فرما لیجئے' انہیں جانے دیجئے۔ عرصہ محشر میں لوگ اٹھیں گے ہر بندہ جو برائے نام بھی مسلمان ہے اور جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے نام سے بھی واقف ہے وہاں تو کوشش کرے گا کہ میں نبی کریم ﷺ کے قدموں میں پہنچوں' تو کچھ لوگوں کے لئے حضور ﷺ خود منع فرما دیں گے یا اللہ ان لوگوں کو میرے پاس مت آنے دے قرآن حکیم بتاتا ہے کہ حضور ﷺ وجہ بیان فرمائیں گے۔

یہ وہ قوم ہے جس نے اپنی زندگی سے قرآن کو خارج کر دیا تھا۔انہیں میرے پاس مت آنے دیجئے۔ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کی عملی زندگی سے ان کے کاروبار حیات سے ان کی دوستی دشمنی سے ان کے جینے مرنے سے قرآن کا کوئی تعلق نہیں تھا' انہوں نے یکسر نکال کے رکھ دیا تھا اپنی پسند سے جیسے اپنی پسند سے فیصلے کئے لہٰذا انہیں میرے پاس مت آنے دیا جائے۔ اللہ کریم ایسے عظیم حادثے سے محفوظ رکھے۔اب ہمارے پاس وقت ہے' ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے اپنی اصلاح اس حد تک کر لیں کہ خدا نہ کرے میں تو کسی کی تباہی کا سبب نہ بنوں۔اور جب ہم اپنی ایک ایک فرد کی اصلاح کریں گے تو افراد سے ہی اقوام بنتی ہیں اقوام سے عالم بنتا ہے اور یہ وہی طریقہ ہے جو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی بہتری پھر اُس طرح سے ہوگی آخری زمانے میں بھی اس طرح سے اصلاح ہوگی جس طرح سے ابتدا میں ہوئی تھی۔ ابتدا اس طرح تھی کہ ایک ایک فرد اپنی اصلاح کی فکر میں لگ گیا۔ آج پھر وہ زمانہ ہے کہ ہم نام کے مسلمان کی بجائے کام کے مسلمان بنیں اور اپنی اپنی فکر کر کے اپنی اصلاح تو کر لیں' اتنا کام تو کر جائیں کہ اگر ہم کسی کا فائدہ نہیں کر سکتے تو ہمارے یا میرے وجود سے کسی دوسرے کو شر اور نقصان تو نہ پہنچے۔ اللہ کریم ہمیں صحیح سمجھ صحیح فکر اور توفیق عمل عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوءِ ظن حرام ہے

''ایک بڑی مصیبت اس دور کی یہ ہے جس میں صوفیوں کو ہرگز مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ ہر شخص اپنی ذات کو چھوڑ کر دوسروں کے اعمال کو جانچنے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ فلاں نے یہ کر دیا فلاں نے وہ کہہ دیا فلاں اچھا نہیں کرتا فلاں برا کرتا ہے، فلاں کو چھوڑ دو۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کے ساتھ سوئے ظن حرام ہے، بدظنی حرام ہے اور اللہ کریم نے اس سے منع فرما دیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرما دیا ہے۔ پھر کسی بھی شخص کے عیوب اس کی عدم موجودگی میں شمار کرنا ہی غیبت ہے اور شدت سے حرام ہے۔ سختی سے منع ہے۔ بلکہ قرآن کریم کے الفاظ ایسے ہیں کہ غیبت کرنے والا گویا مرنے کے بعد اس کا گوشت کھانے والا ہے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ اگر اس شخص میں وہ عیب ہو تو اس کے پیچھے وہ بیان کریں تو فرمایا یہی تو غیبت ہے اگر اس میں وہ نقص نہ ہو تو کوئی بیان کرے تو یہ تو بہتان ہے۔ جو اس سے بھی بڑا جرم ہے۔ کسی شخص میں ایک غلطی نہیں ہے اور ہم اسے دہراتے ہیں ہم اسے بیان کرتے ہیں تو یہ بہتان ہے یہ اس سے بھی بڑا جرم ہے اور اگر اس میں ہے اور ہم اس سے پیچھے بیان کرتے ہیں یہی غیبت ہے۔ ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی میں کوئی کمزوری ہے اور آپ کو اس کے ساتھ انس ہے تو اسے خود اس سے آگاہ کریں۔ بھائی آپ اس کام میں لگے ہوئے ہیں اور یہاں اس میں کمزوری ہے۔ ممکن ہے اس کی اصلاح ہو جائے اور اگر وہ اصلاح نہ کرے تو آپ کو تو بات کرنے کا صلہ مل جائے گا اور خواہ مخواہ کسی سے بدگمان ہونا یہ تو انتہائی معیوب بات ہے بلکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے ساتھ بھلائی کا گمان رکھو ظنوا بالمومنین خیراً اچھائی کا نیکی کا گمان رکھو۔ اس سب کے باوجود اگر کوئی برائی کرتا بھی ہے تو یقیناً اس کا بدلہ پائے گا۔ کسی دوسرے کو اس کے لئے متفکر ہونے کی اور جان گھلانے کی ضرورت نہیں ہے اگر بیان نہیں کر سکتے، تو اس کے لئے دعا کریں مسلمان کا اور خصوصاً اپنے احباب کا ایک دوسرے پہ حق بنتا ہے اگر آپ کسی کو دیکھتے ہیں، نقص میں غلطی میں گناہ میں مبتلا ہے، منع نہیں کر سکتے تو اس کے لئے دعا کریں، بھلائی تو یہ ہے نہ یہ کہ کسی میں کوئی ہے یا نہیں اسے اچھالنا شروع کر دیا جائے۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔''

ماخوذ از ''ارشاد السالکین''

تعاون
احمد دین
ٹیکسٹائل ملز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
مینوفیکچررز آف PC یارن
ہیڈ آفس
667571
667572
برائے رابطہ:۔ پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد

www.naqshbandiaowaisiah.com

روح اور عقل کا فرق

روح کا تعلق جمال باری سے، وصال باری سے اور اُس کی لذتیں قرب الٰہی میں ہیں، جب روح میں بالیدگی آتی ہے تو بدن کو اس طرف ڈھالتی ہے کہ خواہ جسم کٹ بھی جائے لیکن اطاعت الٰہی میں فرق نہ آئے اور جب خرد غالب آجاتی ہے اور روح کمزور پڑ جاتی ہے تو وہ پھر مادی لذتوں کی طرف چلتا ہے، خواہ سارا ایمان چلا جائے، خواہ سود ساری زندگی کھانا پڑے، خواہ حرام کھانا پڑے لیکن اچھا کھانا مل جائے

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 25-6-2004

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

وقیل للناس ھل انتم مجتمعونo لعلنا نتبع السحرۃ ان کانوا ھم الغلبینo فلما جاء السحرۃ قالو لفرعون ائن لنا لاجراً ان کنا نحن الغلبینo قال نعم وانکم اذاً لمن المقربینo قال لھم موسیٰ القوا ما انتم ملقونo فالقوا حبالھم وعصیھم وقالوا بعزۃ فرعون انا لنحن الغلبونo فالقیٰ موسیٰ عصاہُ فاذا ھی تلقف ما یافکونo فالقی السحرۃ سجدینo قالوا امنا برب العلمینo رب موسیٰ وھرونَ . قال امنتم لہ' قبل ان اذن لکم انہ لکبیرکم الذی علمکم السحرo فلسوف تعلمون. لا قطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولا وصلبنکم اجمعینَo قالو لاضیرا انا الی ربنا منقلبونo انا نطمعُ ان یغفرلنا ربنا خطینا ان کنا اول المومنینo الشعرا

یہ آیات مبارکہ سورۃ الشعرا کی ہیں انیسویں پارے میں ہیں اور حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور فرعون کے جادوگروں کا مقابلہ جو ہوا تھا اور اُن کے جو اثرات وثمرات تھے اُن کو بیان فرماتی ہیں۔

> **تزکیے سے مراد ظاہری بدن کا تزکیہ نہیں ہے بلکہ روح کا، روحانیت کا، باطن کا تزکیہ ہے، اخلاق رزیلہ اُن سے کٹ جاتے ہیں، بُرائی نیکی میں بدل جاتی ہے، جہالت علم میں بدل جاتی ہے، چور منصف بن جاتے ہیں۔**

انسان اللہ کریم کی ایک بہت ہی خوبصورت بہت ہی شاندار اور بے شمار پہلو رکھنے والی ملٹی ڈائمنشن مخلوق ہے اس کا وجود مادے سے بنایا گیا اسی میں روح اللہ کریم نے پھونکی قل الروح من امر ربی. روح امر ربی میں سے ہے اور امر صفت ہے اللہ کی۔ اب اس سے آگے کہ یہ عالم امر سے یا امر الٰہی سے روح کی تخلیق کیسی ہوئی یا انسان میں کیسے آئی بلکہ ایک جگہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

ونفخت فیہ من روحی. میں نے اُس میں اپنی روح پھونک دی اب اگر روحی کہا جائے یہ بھی صفات الٰہی میں سے بنتی ہے۔ امر بھی صفات الٰہی میں سے ہے جس طرح اس کی ذات قدیم ہے اُس کی صفات بھی قدیم ہیں تو یہ ایک عجیب آمیزہ تیار ہوا کہ جس کا وجود مادی ہے جو مادہ سب سے نیچے ہے اور اُس میں جو روح ہے اُس کا تعلق امر الٰہی یا عالم امر سے ہے جو ساری خلقت سے جہاں مخلوق کی حدود ختم ہوتی ہیں وہاں سے امر کی حدود شروع ہوتی ہے۔ سب مخلوق سے بالاتر ہے جتنے اوصاف مادی تھے جتنی ضروریات مادی تھیں اور جتنے کمالات مادی تھے اُن سب کا مرکز انسانی ذہن کو عقل کو بنا دیا۔ عقل خود مادی ہے اور جو روح ڈالی گئی اس میں جتنے کمالات روحانی تھے جتنے عجائبات کا تعلق روح سے روحانیت سے تھا اُن کا مرکز قلب کو بنا دیا۔ ہمارے عہد کی ایک

مصیبت یہ ہے کہ ہمارے اکثر و بیشتر بڑے پائے کے علمائے کرام جو ہیں اور جن کا علمی پایہ بہت بلند ہے اگر انہوں نے کہیں سے روحانیت کا تعارف یا روحانیت کی تعلیم یا روحانیت پہ محنت نہیں کی اور برکات حاصل نہیں کیں تو پھر وہ ہیر پھیر کر ساری باتوں کو عقل پہ ہی لے آتے ہیں۔ حتیٰ کہ میں خود یہ سن رہا تھا ایک بہت بڑے عالم ہیں بین الاقوامی طور پر سنے جاتے ہیں تو وہ یہ فرما رہے تھے کہ قرآن نے جہاں قلب کا نام لیا ہے تو قلب سے مراد بھی عقل ہی ہے بھئی قرآن نے جب آنکھ کی بات کی تو فرمایا۔ افلا تبصرون۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو جب عقل کی بات کی تو فرمایا افلا تعقلون۔ عقل کی بات بھی کی' آنکھوں کی بات بھی کی' تدبر کی بات بھی کی' تفکر کی بات بھی کی' تو قرآن حکیم کو قلب کو عقل کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ یا عقل کو قلب کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ مسئلہ یہاں اٹکتا ہے کہ دنیوی امور میں جب ہم آتے ہیں تو ایک شخص اگر ڈرائیونگ نہیں جانتا اور وہ بہت بڑا فاضل ہے تو وہ گاڑی کے اسٹیرنگ پہ نہیں بیٹھتا اور اُسے یہ اقرار کرتے ہوئے کوئی جھجک بھی نہیں ہوتی کہ بھئی مجھے یہ گاڑی چلانا نہیں آتا' وہ کہہ دیتا ہے یہ مجھے نہیں آتا' آپ کسی بڑے سے بڑے فاضل سے یہ کہیں کہ آپ جہاز اڑائیے وہ کہہ دیتا ہے پاگل ہو مجھے جہاز اڑانا میں نے تو دیکھا ہی نہیں کہ کیسے اڑتا ہے میں کیوں اڑاؤں۔ دینی معاملے میں جب ہم آتے ہیں تو جو بھی چار کتابیں پڑھ جاتا ہے پھر وہ سمجھتا ہے کہ سارے کے سارے علوم وہی کچھ ہیں جو میں جانتا ہوں اب کوئی بہت بڑا عالم ہو گیا' بہت زیادہ کتابیں پڑھ لیں' بہت زیادہ علوم جمع کر لئے لیکن روحانیت ایک الگ درس ہے اُس کا ایک الگ مدرسہ ہے' اور اُس کی بنیاد برکات نبوی ﷺ پر ہے' جبکہ سارے علوم کی

> ہمارے عہد کی ایک مصیبت یہ ہے کہ ہمارے اکثر و بیشتر بڑے پائے کے علمائے کرام جو ہیں اور جن کا علمی پایہ بہت بلند ہے اگر انہوں نے کہیں سے روحانیت کا تعارف یا روحانیت کی تعلیم یا روحانیت پہ محنت نہیں کی اور برکات حاصل نہیں کیں تو پھر وہ ہیر پھیر کر ساری باتوں کو عقل پہ ہی لے آتے ہیں

بنیاد تعلیمات نبوی ﷺ پر ہے' تعلیمات الگ شے ہیں' برکات الگ شے ہیں۔

جہاں فرائض نبوت گنوائے گئے تو فرمایا گیا۔ **یتلوا علیھم آیتہ** . پہلا فریضہ نبوت ہے کہ اللہ کے احکام بندوں تک پہنچاتا ہے اللہ کی باتیں بندوں کو سناتا ہے۔

ویزکیھم. دوسرا فریضہ نبوت ہے کہ اُن کا تزکیہ فرماتا ہے اب ظاہر ہے کہ یہاں تزکیے سے مراد ظاہری بدن کا تذکیہ نہیں ہے بلکہ روح کا روحانیت کا باطن کا تزکیہ ہے اخلاق رذیلہ اُن سے کٹ جاتے ہیں اور خصائل، عقل بُرائی نیکی میں بدل جاتی ہے' جہالت علم میں بدل جاتی ہے' چور منصف بن جاتے ہیں' اُس کے بعد یعلمھم الکتاب والحکمۃ۔ پھر انہیں کتاب سکھاتا ہے اور کتاب کے بعد حکمت دانائی اُس کتاب کے مفاہیم اور تفسیر۔ دعوت الی اللہ تزکیہ قرآن کی تعلیم اور حدیث نبی کریم ﷺ کی جو قرآن کی تشریح ہے تو گویا تعلیم کتاب وحکمت کو تزکیے کے بعد رکھنے سے حاصل یہ ہوتا ہے کہ تزکیہ ہو جائے تو تعلیم کتاب وحکمت حال بن جاتی ہے' جو علم کسی کو حاصل ہوتا ہے اُس کے مطابق اُس کا حال تبدیل ہوتا جاتا ہے۔

جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے ہے کہ وہ منتظر رہتے تھے کہ اب اگلی وحی کیا آتی ہے' اُسکے کے مطابق کس کام کے متعلق آتی ہے کہ اب اُس کے مطابق ہم اگلا کام شروع کریں' یعنی انتظار وحی کا اس لئے ہوتا تھا کہ زندگی کے کونسے امر پہ اب حکم الٰہی نازل ہوتا ہے کہ ہم اپنی زندگی کے اُس حصے کو بھی اللہ کے احکام کے مطابق ڈھالیں' اس لئے کہ اُن کا تزکیہ ہو چکا تھا' اور اگر تزکیہ نصیب نہیں ہوتا تو تعلیم خبر ہوتی ہے' حال نہیں بنتی' بڑے سے بڑا عالم بے شمار باتیں جانتا ہے لیکن اُس کا کردار اُن باتوں کے مطابق نہیں ہوتا۔

ہمارے سامنے جو الزام تراشی علماء پہ آتی ہے اور ہر طبقہ میں زندگی کے ہر شعبے میں ہر قسم کے لوگ ہیں اسی طرح علماء میں بھی ایسے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہیں جن پر تنقید کی جا سکتی ہے اور جن کا کردار صحیح نہیں ہے تو یہ جو قیمتاً فتوے بیچ دیتے ہیں اور جان رہے ہوتے ہیں کہ ہم حلال کو حرام کہہ رہے ہیں اور حرام کو حلال کہہ رہے ہیں یا حکومتوں کو خوش کرنے کے لئے یا کوئی مفادات لینے کے لئے تو کیا یہ لوگ پڑھے لکھے نہیں ہوتے! بڑے بڑے نام ہوتے ہیں' علم ہوتا ہے' جانتے ہوتے ہیں' تو پھر ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس لئے کہ وہ علم قال تک رہتا ہے' حال نہیں بنتا' معلومات کا ذخیرہ ہوتا ہے لیکن کردار اُس سانچے میں نہیں ڈھلتا۔

تو یہ دو قوتیں ہیں انسان میں ایک اُس کی عقل ہے عقل سے وہ ایجادات بھی کرتا ہے' اب کس چیز کو ایجاد کرنے کے لئے ایمان شرط تو نہیں ہے' عقل تو مومن میں بھی ہے کافر میں بھی ہے' دنیا کی بہترین ایجادات جو ہیں ان کے موجد مسلمان ہیں' اور ساری سائنس کے موجد مسلمان ہیں' ابتدا مسلمانوں نے کی' جب مسلمان سائنس کے اصول وضع کر رہے تھے تب یورپ تاریکی میں تھا اور جہالت میں تھا' وقت گزرنے کے ساتھ مسلمان عملی زندگی سے دور ہوتے گئے اور اُن کے بنائے ہوئے قواعد وضوابط کو اہل یورپ نے اپنا کر اُسے مزید ترقی دی' آج اس پہ وہ فخر کرتے ہیں کہ یہ ایجاد ہی ہماری ہے' حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے' حقیقت یہ ہے کہ ساری سائنس کی بنیاد تمام سائنسی علوم کی بنیاد مسلمانوں نے رکھی' تمام ایجادات کی بنیاد مسلمانوں نے رکھی' اور جب مسلمان ایجادات کر رہے تھے تو اُس وقت یورپ وحشی تھا' انپڑھ تھا' جاہل تھا' اور تاریکی میں گھرا ہوا تھا' لیکن سائنس علوم کا تعلق عقل انسانی سے تھا اگر غیر مسلم نے بھی وہ اصول اپنائے اُس میں مزید بہتری کی تو بے شمار چیزیں اُس نے بھی عجائبات ایجاد کر دیں۔ آج کی دنیا میں آپ دیکھیں تو ٹیلی ویژن ایک کھلونا بن گیا ہے حالانکہ ایسی عجیب چیز ہے کہ روئے زمین کو آپ کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ انٹرنیٹ کو دیکھیے آج یہ بچے بھی انٹر نیٹ سے کھیل رہے ہیں لیکن یہ ایسی چیز آئی کہ میں بات یہاں آپ کے ساتھ کر رہا ہوں اور جاپان سے امریکہ تک ساتھی سن رہے ہیں تو اگر اس پہ ذرا سا غور کیا جائے تو بہت بڑی بات ہے لیکن چونکہ عام ہو گئی ہے' یہ ساری عقل کی ایجادات ہیں یہ وہ ہیں جنہیں عام آدمی سمجھتا ہے اور فطری طور پر سمجھ میں آتی ہیں لیکن بعض دفعہ اگر عقل انسانی کے ساتھ بہت مشقت کی جائے اور اُس کو ایک نقطے پہ مرکوز کر لیا جائے اور اُس کی ساری قوت کو آدمی ایک نقطے پہ مرکوز کر سکتا ہو تو بہت سے عجائبات بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

> روحانیت ایک الگ درس ہے اُس کا ایک الگ مدرسہ ہے' اور اُس کی بنیاد برکات نبوی ﷺ پر ہے جبکہ سارے علوم کی بنیاد تعلیمات نبوی ﷺ پر ہے' تعلیمات الگ شے ہیں' برکات الگ شے ہیں

چین اور جاپانیوں کا ایک لڑائی کا فن ہے جسے ننجا آرٹ بھی کہتے ہیں جوڈو کراٹے بھی کہتے ہیں مختلف فن ہیں جو مختلف نام ہیں اُن سب کی بنیاد اس پر ہے کہ تمام عقلی قوت ایک جگہ جمع ہو جائے اگر وہ ایسا کر سکتا ہے تو ایک خالی ہاتھ آدمی بھی دس مسلح افراد سے مقابلہ کر کے تکڑا ہو جاتا ہے' غالب آ جاتا ہے۔ اسی طرح ہندو جوگی اور غاروں میں کھوؤں میں بیٹھ کر چلہ کشی کر کے کیا کرتے تھے؟ کھانا کم کھاتے تھے' سوتے کم تھے' آرام کم کرتے تھے' کرتے صرف یہ تھے کہ دماغی قوت کو یا سوچ کو یا فکر کو یکجا کر کے ایک نقطے پہ مرتکز کر لیا جائے' اُس کے ساتھ پھر وہ بڑے بڑے عجائبات بھی دکھاتے تھے لیکن جو کچھ وہ دکھاتے تھے اُن سب کا تعلق بھی زیر آسمان اور بالائے زمین سے تھا۔

بالائے آسمان کی خبر عقل نہیں لا سکتی زیر زمین عقل نہیں جھانک سکتی۔ عجائبات فطرت جو ہیں اور جو مادی آنکھ دیکھ سکتی ہے' جہاں تک آپ دوربین سے دیکھ سکتے ہیں' جہاں تک آپ ٹیلی سکوپ سے دیکھ سکتے ہیں' جہاں تک آپ کسی اور آلے سے دیکھ سکتے ہیں' وہاں تک اُن کی فکر بھی دیکھ سکتی ہے۔ بڑی عجیب بات ہوتی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے کہ بندے کے پاس کچھ بھی نہیں یہاں بیٹھا کراچی کی بات کر رہا ہے وہ بات واقعہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ یہی عقلی قوت استعمال کرتے ہیں جادوگر بھی، مختلف چلے کشیاں مختلف وظیفے کر کے وہ اپنی قوت کو ایک نقطے پہ مرتکز کرتے ہیں اور یہی جادو بن جاتا ہے۔ جب وہ یہ سوچتے ہیں کہ اب یہ جو چیز ہے یہ ہے تو سرخ لیکن دیکھنے والے کو سیاہ نظر آنی چاہئے تو اُن کی قوت فکر دیکھنے والے کی نگاہوں میں اُسے سیاہ کر دیتی ہے۔ حقیقت میں وہ سرخ ہی رہتی ہے۔

دوسری قوت ہے انسانی روح کی۔

روح اور روحانیت کا تعلق انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام سے ہے، جو محنت مجاہدے سے اکیلے بیٹھنے سے نہیں ہوتی اس کے لئے برکات نبوت کا حصول شرط ہے، اب ہم ایمان اور عقیدے کے طور پر جانتے ہیں کہ صحابی روئے زمین کی ساری انسانیت سے افضل ہے، نبی کریم ﷺ کا صحابی ہونا عالم انسانیت میں افضل ترین مقام ہے، صحابی ہونے پہ کتنا مجاہدہ لگا؟ کتنے نوافل پڑھے؟ کتنی نمازیں پڑھیں؟ کتنے روزے رکھے؟ کوئی شرط ہے؟ کوئی بھی نہیں، ایک نظر ایمان کے بعد، ایمان لا کر ایک نظر نبی کریم ﷺ کو دیکھا، حضور اکرم ﷺ کی نظر اُس پہ پڑ گئی وہ صحابی ہو گیا، اُس ایک نظر میں وہ روحانی برکات اس شدت سے اُس میں سمو دی گئی کہ وہ مقام صحابیت پہ فائز ہو گیا اب ہر صحابی کا عالم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

الصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم. او کما قال رسول اللہ ﷺ کہ میرے صحابہ تو ایسے ہیں جیسے ستارے ہوتے ہیں اور تم جس کی پیروی کر لو گے ہدایت پا جاؤ گے، یعنی کسی صحابی کا دامن تھام لو گمراہ نہیں ہو گے، ہدایت پا جاؤ گے، اس لئے کہ سب میں وہ روحانی تبدیلی آ گئی، سب کا

حقیقت یہ ھے کہ ساری سائنس کی بنیاد تمام سائنسی علوم کی بنیاد مسلمانوں نے رکھی، تمام ایجادات کی بنیاد مسلمانوں نے رکھی، اور جب مسلمان ایجادات کر رہے تھے تو اُس وقت یورپ وحشی تھا، انپڑھ تھا، جاھل تھا، اور تاریکی میں گھرا ھوا تھا

تزکیہ ہو گیا اور سارے کوشاں ہیں رضائے الٰہی کی خاطر، یہی واقعہ یہاں دوسری طرح سے بیان ہوا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے معجزات دکھائے فرعون کو تو اُنے اُسے جادوگری سے تعبیر کیا اور اُس کے خیال کے مطابق جس طرح جادوگر عجائبات کا اظہار کرتے ہیں یہ بھی ایک جادو کا کمال ہے تو اُس نے جادوگر بلائے ملک بھر سے اور لوگوں سے بھی کہا۔ وقیل للناس ھل انتم مجتمعون کہ یہ تم سب لوگ بھی وہاں میدان میں جمع ہو جاؤ تا کہ جب ہمارے جادوگر جیت جائیں تو ہم اُن کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کے پیچھے چلیں۔

فلما جاء السحرۃ قالوا لفرعون ائن لنا لاجراً ان کنا نحن الغلبین ۝ اب یہ عقل کی بات کی ہے، عقل انسانی یہ سوچ رہی ہے اب فرعون سے جادوگر کہہ رہے ہیں کہ بھئی اگر ہم جیت گئے تو ہمارا انعام تو بڑا عظیم ہونا چاہئے، ایک ایسا شخص جس نے فرعون جیسے حکمران کو مصیبت میں ڈال دیا ہے اگر اُسے ہم شکست دے دیں اور فرعون کو اُس پہ غالب کر دیں تو پھر ہمارے لئے بڑا اجر ہونا چاہئے۔ قال نعم۔ فرعون نے کہا ایسا ہی ہوگا۔ بلکہ، وانکم اذاً لمن المقربین. میں تمہیں ہمیشہ کے لئے اپنے دربار میں جگہ دوں گا۔ اور تم میرے اہل دربار میں سے ہو گے، مقربین میں سے ہو جاؤ گے۔ یعنی تمہیں فقط ایک دفعہ انعام نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ تمہاری بھی کرسیاں بن جائیں گی میرے ساتھ، میرے دربار میں اور میرے مقربین میں آ جاؤ گے، تب موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا قال لھم موسی القوا ما انتم ملقون ۝ بھئی تم نے جو کرنا ہے کہ دکھاؤ، جو کمال تم کرنا چاہتے ہو اپنے، جولائے ہو لاٹھیاں رسیاں۔ فالقوا حبالھم وعصیھم۔ انہوں نے اپنی لاٹھیاں اپنی رسیاں میدان میں پھینک دیں میدان بھر گیا اور ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا وقالوا بعزۃ فرعون انا لنحن الغلبون. فرعون کی عظمت کی قسم آج یقیناً ہم غالب ہوں گے۔ میدان بھر گیا اُن سانپوں

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے اژدہوں سے قرآن کریم نے دوسری جگہ اسی بات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

وسحروا اعین الناس. لوگوں کی آنکھوں پر اُن کے جادو کا اثر ہو گیا تھا' لوگوں کو دیکھنے میں وہ اژدہے اور سانپ نظر آتے تھے' حقیقت میں تھیں رسیاں اور لکڑیاں ہی لیکن لوگوں کی نظروں پہ یعنی جو اُن کی قوت فکر تھی جو اُن کا تخیل تھا جس طرح وہ سوچ رہے تھے کہ یہ لاٹھی سانپ ہے اُن کی قوت فکر لوگوں کی قوت فکر پہ اتنی غالب تھی کہ لوگوں کو بھی سانپ ہی نظر آ رہا تھا۔

فالقیٰ موسیٰ عصاہٗ. پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی ڈال دی۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی ڈالی تو اتنا بڑا اژدہا بن گیا۔ فاذا ھی تلقف مایافکون ۔ جو کچھ انہوں نے پھینکا تھا۔ اُس میں خواہ شہتیر تھے' خواہ بلے تھے' خواہ رسے تھے' خواہ لکڑیاں تھیں' خواہ لاٹھیاں' میدان جو بھرا ہوا تھا' اب یہ اتنا بڑا اژدہا بن گئی لاٹھی کہ اُس نے سب کو نگلنا شروع کر دیا اور پل بھر میں سب کو چٹ کر گیا اور میدان خالی کر گیا۔

اب جادو کا جادو سے اگر مقابلہ ہوتا ہے ایک جادوگر ایک کمال کرتا ہے کہ اُس نے ایک پتھر پہ جادو کیا وہ کبوتر بن گیا اب دوسرا جادوگر اُس کا جادو توڑتا ہے تو کبوتر سے پتھر بن جائے گا۔ پتھر تو بہر حال رہنا چاہیے نا۔ اگر موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جادوگر ہی ہوتے اور یہ معجزہ نہ ہوتا تو جو لکڑیاں جو لاٹھیاں جو چیزیں اژدہا نظر آ رہی تھیں وہ پھر سے واپس رسیاں اور لکڑیاں بن جاتیں لیکن یہاں تو کام ہی الٹ ہوا کہ وہ سب کچھ اُس اژدہے نے نگل لیا اور جب موسیٰ علیہ السلام نے پکڑا تو اتنی ہی لاٹھی تھی جتنی انہوں نے پھینکی تو وہ ہر چیز کہاں گئی؟ اس پر جادوگروں نے کہا کہ یہ جادو

روح اور روحانیت کا تعلق انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام سے ہے' جو محنت مجاہدے سے اکیلے بیٹھنے سے نہیں ہوتی اس کے لئے برکات نبوت کا حصول شرط ہے'

نہیں ہے' یہ قدرت الٰہی ہے' یہ اللہ کا نبی اور رسولؑ ہے اور یہ ہر چیز کو فنا جو کر دیا ہے یہ اُس قدرت کاملہ نے کیا ہے۔

فالقی السحرۃ سجدین ۝ وہ اللہ کے حضور سجدے میں گر گئے انہوں نے کہا بھئی نہیں یہ جادو نہیں ہے یہ معجزہ ہے اور یہ اللہ کا نبی ہے اور بات بھی سمجھ گئے جب انہوں نے عظمت الٰہی کا اقرار کیا۔ تو برکات نبوت یہ ہوتی ہیں کہ انہیں ساری بات بغیر سمجھائے سمجھ میں آ گئی کہنے لگے۔ امنا برب العٰلمین۔ ابھی تک جو فرعون کو خدا مانے بیٹھے تھے اب ایک لمحے میں پروردگار عالم کو انہوں نے کیسے پہچان لیا؟ کس نے بتایا کہ وہ رب العٰلمین ہے؟ کون ہے رب العٰلمین؟ وہ کہنے لگے۔ رب موسیٰ وھرون۔ وہی پروردگار جسے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام رب مانتے ہیں' وہ ساری کائناتوں کا رب ہے' وہی رب العٰلمین ہے' ہم بھی اُس پہ ایمان لاتے ہیں۔ فرعون بگڑ گیا اُس نے کہا کہ یہ تو سارا کام انہوں نے خراب کر دیا اُس نے کہا بھئی تم میرے بلائے ہوئے تھے تمہیں مجھ سے بات کرنا چاہیے تھی تم نے مجھے پوچھا ہی نہیں اور تم ایمان لے آئے۔

امنتم لہ' قبل ان اذن لکم. مجھ سے اجازت لیتے پھر اُس نے الزام لگایا انہ لکبیر کم الذین علمکم السحر ۔ ایسے لگتا ہے جیسے یہ تمہارا پرانا استاد ہو اور اس نے تمہیں جادو سکھایا' تم نے میرے خلاف سازش کی حالانکہ یہ وہ جھوٹ بول رہا تھا۔ آج آپ کہتے ہیں ناسیاست دان جھوٹ بولتے ہیں حکومت کو بچانے کے لئے حکمران ہمیشہ سے جھوٹ بولتے ہیں' انہیں حکومت سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہے' فرعون کو پتہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں بکس میں صندوق میں سے اُس نے نکالا اور ساری عمر اپنے پاس رکھا پھر اُس سے جب وہ الگ ہوئے تو پھر مصر میں رہے ہی نہیں اور واپس آئے تو اللہ کے نبی تھے' جادوگروں کے پاس گئے کب' یہ تو فرعون بھی جانتا تھا لیکن اُس نے کہا۔ انہ لکبیر کم

www.naqshbandiaowaisiah.com

الذی علمکم السحر ۔ لگتا ہے ایسے ہے جیسے یہی تمہارا استاد ہے' یہ سیاست کی بات جو ہے یہ آج سے نہیں شروع سے آ رہی ہے کہ جنہیں اقتدار عزیز ہوتا ہے وہ کسی طریقے سے بھی لوگوں کو اُس کی طرف لانا چاہتے ہیں ۔ یہ بھی یہی چاہتا ہے کہ اب جو لوگ ہیں عوام کو جن کو میں نے جمع کیا ہے وہ اس بات پہ آ جائیں کہ یہ ہی اُن کے استاد تھے۔

فلسوف تعلمون ۔ تمہیں ابھی سمجھ آ جائے گی ۔ لا قطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ۔ میں تمہارے ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ دوں گا۔

ولا صلبنکم اجمعین ۔ میں تم سب کو سولی پہ لٹکا دوں گا ہاتھ پاؤں کاٹنے کے بعد۔ جادوگر جو میدان میں اپنی لاٹھیاں پھینکتے وقت بھی عظمت فرعون کی قسمیں کھا رہے تھے۔ ایمان انہیں کسی نے نہیں سمجھایا۔ انہوں نے رب العلمین کو پہچان لیا اور یہ انہیں کس نے بتایا کہ زندگی کے بعد موت ہے موت فنا کا نام نہیں ہے آگے ایک اور زندگی ہے' برزخ ہے حشر نشر ہے' حساب کتاب ہے' کسی نے بتایا؟ وہ جب ایمان لائے تو اُن کی روح کا تعلق روح موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے ہوا اُس میں برکات نبوی علیہ الصلوۃ والسلام در آئیں انہیں پتہ چلا وہ کہنے لگے لاضیر ۔ کوئی حرج نہیں اگر تم ہمارے ہاتھ پاؤں کاٹ دو کوئی حرج نہیں' تم ہمیں سولی پہ لٹکا دو کوئی حرج نہیں' لاضیر ۔ کوئی حرج نہیں ۔ تو یہ بات عقل کی سمجھ میں تو نہیں آتی' عقل اس بات کو کب تسلیم کرتی ہے کہ کوئی ہاتھ پاؤں کاٹ دے' سولی پہ لٹکا دے' عقل کا کام تو ان کی حفاظت ہے' یہ جب تجلی اُن کی روح پر پڑی تو وہ کہنے لگے اصل بات تو اب سمجھ میں آئی ۔ بھائی میاں تو ہاتھ کاٹ دے' پاؤں کاٹ دے' سولی پہ لٹکا دو' انا الی ربنا

> یہ ضروری نہیں کہ ایک بڑا سائنس دان بااخلاق بھی ہو' یہ ضروری نہیں کہ ایک بڑا شاعر جو ہے صاحب کردار بھی ہو' یہ ضروری نہیں کہ ایک بہت بڑا دانشور جو ہے وہ سچا بھی ہو' کردار کے ساتھ یا تعمیر کردار کے ساتھ عقل کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

منقلبون ۔ تیرا سولی پہ لٹکانا ہمیں وصول الٰہی عطا کر دے گا اور ہم اللہ سے واصل ہوں گے' اللہ کی بارگاہ میں پہنچ جائیں گے' اُس کا راستہ یہی ہے۔

الموت جسر' یوصل الحبیب الی الحبیب ۔ کہا یہ گیا ہے کہ موت تو ایک پل ہے جو محبوب کو محبوب کی بارگاہ میں پہنچا دیتا ہے' لیکن یہ بات اُن جادوگروں کو پل بھر میں کیسے سمجھ آ گئی ؟ برکات نبوت علیہ الصلوۃ والسلام سے' جو اُن کی روح نے جذب کی تو اُن کے سامنے عاقبت و آخرت تک کے علوم اُس میں منتقل ہو گئے' وہ کہنے لگے ۔ انا نطمع ان یغفرلنا ربنا خطینا ۔ بھئی ہمیں سب سے بڑا لالچ جس بات کا ہے میاں فرعون سن لے تجھ سے معافی کا لالچ نہیں ہے' جان بچانے کا لالچ نہیں ہے' تجھ سے جو انعامات مانگے تھے انہیں حاصل کرنے کا لالچ نہیں ہے' اب ہمارا رخ بدل گیا ہے' اب ہماری سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ ہم نے جو غلطیاں کی ہیں اللہ انہیں معاف کرے' ہمارا رب انہیں معاف کر دے ۔ ہمیں زیب نہیں دیتا تھا کہ ہم اُس کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مقابلہ کرتے' ہمیں زیب نہیں دیتا تھا کہ ہم تیری خدائی کی تائید کرتے' یہ تو سب ہم نے بہت غلط کیا اب ہماری آرزو یہ ہے ۔ ان یغفرلنا ربنا خطینا ان کنا اول المومنین ۔ شاید اس لئے بھی معاف کر دے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں سر میدان' اور صبح کے سورج نے جن کو فرعون کا پیروکار دیکھا تھا شام کے سورج نے اُن کو شہیدوں میں پایا۔

یہ دو متضاد قوتیں ہیں عقل اور روح ۔ عقل فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرتی ہے' علوم ظاہرہ سے بھی جلا پاتی ہے' تجربات سے جلا پاتی ہے' حالات و واقعات سے سبق سیکھتی ہے اور مادی دنیا کے عجائب وغرائب کو ترقی دیتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک بڑا سائنس دان بااخلاق بھی ہو' یہ ضروری نہیں کہ ایک بڑا شاعر جو ہے صاحب کردار بھی ہو' یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک بہت بڑا دانشور جو ہے وہ سچا بھی ہو' یہ ضروری

www.naqshbandiaowaisiah.com

بات نہیں ہے۔ کردار کے ساتھ یا تعمیر کردار کے ساتھ عقل کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ عقل جسم کی مادی سہولتوں کی بات کرتی ہے' جسمانی لذتوں کے حصول کی بات کرتی ہے جسمانی اور مادی راحتوں کی بات کرتی ہے اور یہی اُس کی منتہائے منزل ہے کہ اپنی ساری قوت صرف کر کے اپنے وجود کو زیادہ سے زیادہ لذتیں فراہم کرے' آرام فراہم کرے۔ لیکن روح چیزِ دیگر است۔ روح بدن کو اپنی سواری سمجھتی ہے' روح اپنا اہتمام کرتی ہے صرف اپنی سواری کا نہیں' ایک بندے کے پاس گھوڑا ہے کسی کے پاس موٹر سائیکل کار ہے اُسے موٹر کار بھی عزیز ہے گھوڑے والے کو گھوڑا بھی عزیز ہے لیکن اپنی جان سے عزیز نہیں ہے' اسی طرح روح کو جو روحانی لذتیں روحانی قربتیں روحانی مقامات نصیب ہوتے ہیں اُن کو وہ جسمانی اعضاء پہ لاگو کر دیتی ہے وہ جسم کی پرواہ نہیں کرتی کہ اسے سردیوں میں سحری میں اٹھ کر غسل کرنا پڑے گا یا وضو کرنا پڑے گا' آدھی رات کو اٹھ کر اسے سجدے کرنے سے تکلیف ہوگی' وہ کہتی ہے اسے تکلیف ہوگی' ہونی چاہئے لیکن میرا سفر تو کٹے گا۔

اب ایسا کون بندہ ہے دانشورو! جو کہے میری گاڑی تھک جائے گی اسے کھڑا رہنا چاہئے اور میں منزل پہ نہ پہنچوں' یا میرا گھوڑا تھک جائے گا اسے رہنے دیں اور میں یہیں رہ جاتا ہوں' تو جو اُس کی ہوتی ہے اہمیت یا ترجیح وہ یہ ہوتی ہے کہ میں اپنی منزل کو پاؤں اور گھوڑے اور سواری کی سلامتی بھی وہ اس لئے چاہتا ہے کہ اُس کے ذریعے وہ منزل تک پہنچ سکتا ہے' جب بات روح کی آتی ہے' تو بدن کی سلامتی وہ اس لئے چاہتی ہے کہ اس کی سلامتی اس لئے رہے کہ اسے منزل تک لے جائے' لیکن اگر منزل تک پہنچنے کے لئے اسے قربان بھی کرنا پڑے تو پھر وہ بلا چوں و چراں شہید ہو جاتی ہے' گردن کٹوا دیتی ہے' مقصد اُسکا حصول منزل ہوتا ہے' مقصد جسم کا تحفظ نہیں ہوتا۔ اور روحانی برکات یا روح کی ترقی یا روح کی تعلیم یا روح کے معاملات سارے متعلق ہیں برکات نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام سے۔ جب روح قوت پذیر ہوتی ہے' جب روحانی اسباق کسی کو نصیب ہوتے ہیں تو کردار کی اصلاح یقیناً ہوتی ہے یعنی وہ بدن کو اُس کی سہولتوں کے تابع نہیں کرتی بلکہ ان احکام کے تابع کرتی ہے جن میں اسے قربِ الٰہی نصیب ہو اور اُس کا کردار ایک سانچے میں ڈھلتا چلا جاتا ہے' اسی لئے تو کسی مفکر نے کہا تھا۔

> اسلام ماننے کا نام نہیں ھے اسلام جینے کا نام ھے' اسلام پہنا جائے' اسلام اوڑھا جائے' اسلام کھایا جائے' اسلام برتا جائے' اسلام جیا جائے' اسلام جینے کی چیز ھے چونکہ اس کا تعلق روح کے اقــرار ســے ھــے

کہ اسلام ماننے کا نام نہیں ہے اسلام جینے کا نام ہے' اسلام پہنا جائے' اسلام اوڑھا جائے' اسلام کھایا جائے' اسلام برتا جائے' اسلام جیا جائے' اسلام جینے کی چیز ہے چونکہ اس کا تعلق روح کے اقرار سے ہے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہٰ تو کیا حاصل۔

عقل اگر اپنی دوڑ دوڑے گا تو بالآخر اُسے کہنا پڑے گا کہ کوئی ایک ایسی ہستی ہے جو سب سے طاقتور ہے' سب کی خالق ہے اور جو کسی کی محتاج نہیں' یہ اُس کی مجبوری ہے خرد نے کہہ بھی دیا لا الہٰ تو کیا حاصل۔ یہ تو اُسے کہنا پڑتا ہے۔ دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ دل نہیں بدلا شکل نہیں بدلی اور اُس دل کی تبدیلی کا حاصل نگاہ پر اور انتخاب پر نہیں پڑا۔ آپ اپنے لئے کیا چنتے ہیں وہ جسے چننے کی اللہ نے اور اللہ کے رسول ﷺ نے اجازت دی ہے تو نگاہ بدل گئی لیکن دعویٰ مسلمانی کے ساتھ ہم اپنے لئے چیزیں وہ منتخب کرتے ہیں جن سے خدا اور اُس کا رسول ﷺ منع فرماتے ہیں تو نگاہ نہ بدلی' نہ دل بدلا نہ نگاہ بدلی۔

تو یہ ایک مقابلہ ہے انسان میں دو متضاد قوتیں جمع ہیں جس طرح اُس کی تخلیق میں دو بالکل متضاد چیزیں ہیں' مادہ جس کا انجام فنا ہے اور روح جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے' دونوں ایک دوسرے کی دو ضد میں ہیں اور جمع ہو کر انسان بن گیا۔ اب اس میں مادے سے جو قوت آئی وہ عقل ہے' خرد ہے اُس کی ساری فکر

www.naqshbandiaowaisiah.com

مادی ہے' مادی وجود کا تحفظ مادی وجود کی لذت' اُس کے لئے آرام کا حصول یہ اُس کی منتہائے منزل ہے۔

روح کا تعلق جمالِ باری سے' وصالِ باری سے اور اُس کی لذتیں قربِ الٰہی میں ہیں' جب روح میں بالیدگی آتی ہے تو بدن کو اس طرف ڈھالتی ہے کہ خواہ جسم کٹ بھی جائے لیکن اطاعتِ الٰہی میں فرق نہ آئے اور جب خرد غالب آجاتی ہے اور روح کمزور پڑجاتی ہے تو وہ پھر مادی لذتوں کی طرف چلتا ہے' خواہ سارا ایمان چلا جائے' خواہ سود ساری زندگی کھانا پڑے' خواہ حرام کھانا پڑے لیکن اچھا کھانا مل جائے' لباس اچھا مل جائے اور دولت مل جائے' آرام مل جائے' شہرت مل جائے' تو وہ پھر ان چیزوں کا شیدائی ہوجاتا ہے۔ تو انسان ان دو قوتوں کا مجموعہ ہے ہر بندے میں دونوں قوتیں موجود ہیں اور یہ بندے پہ انتخاب اللہ نے چھوڑ دیا۔

دونوں راستے واضح کردیئے قرآن حکیم نے اور انتخاب انسان پہ چھوڑ دیا ہے کہ وہ کونسا راستہ اپنے لئے منتخب کرتا ہے اور کس پہ چلتا ہے' استعمال دونوں کا ہونا ہے' فقط فرق یہ ہے کہ غالب کون ہے اور اُس کے تابع کون ہے' روح غالب ہے عقل اُس کے تابع ہے تو یہ اسلام ہے روح کو فراموش کردیا اور عقل اُس پر غالب اور اپنی چال کو چلا رہی ہے تو یہ اسلام کے علاوہ سب کچھ ہوسکتا ہے۔ وآخر دعونا الحمدللہ رب العلمین

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

1- ''ندوے ہسپتال حقارہ اکیڈمی منارہ'' سے ڈاکٹر سلطان صاحب کے والدگرامی انتقال فرماگئے ہیں۔

2- سلسلہ عالیہ کے ساتھی لالہ عبدالحمید فیصل آباد والے وفات پاگئے ہیں۔

3- وزیر آباد سے سپیشل کلاس کے ساتھی فیصل نذیر کے والد محترم خالقِ حقیقی سے جاملے ہیں۔

4- ایبٹ آباد سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی محمد مسکین کے چھوٹے بھائی محمد فرید اس دارِفانی سے کوچ کرگئے ہیں۔

5- بورے والا سے سپیشل کلاس کے ساتھی شفیق الرحمٰن ولد ماسٹر غلام حیدر ژوب میں ایک فوجی حادثے میں شہید ہوگئے ہیں۔

6- پسرور کے ساتھی عمران باقر کی ہمشیرہ وفات پاگئی ہیں۔

7- ڈسکہ سے سپیشل کلاس کے ساتھی محمد صفدر چھینہ کے والدگرامی انتقال فرماگئے ہیں۔

8- سلسلہ عالیہ کے ساتھی کیپٹن فتح محمد لاہور' خالقِ حقیقی سے جاملے ہیں۔

9- ڈسکہ سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی مصطفٰے بشیر کی پھوپھی جان وفات پاگئیں ہیں۔

10- ڈسکہ سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی ابوذر رکھوکھر کے بڑے بھائی وفات پاگئے ہیں۔

اللہ تعالٰی مرحومین کو جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

گوشہ نشینی کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں

یہ جو تصور ہمیں دے دیا گیا ہے کہ نیک مسلمان صرف وہ ہیں جن کے پاس نہ کچھ کھانے کو ہو نہ پہننے کو ہو یا جنگلوں میں نکل جائیں دنیا سے اُن کا کوئی تعلق ہی نہ ہو یہ غلط ہے بلکہ مسلمان وہ ہے جو ہر حال میں اللہ کے تعلق اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کو سب سے مقدم جانے بھوک میں افلاس میں بیماری میں صحت میں یا فراخی میں مال ودولت میں اقتدار و اختیار میں قصر سلطنت میں بستا ہو تو بھی اللہ کا بندہ ہو اور مزدوری کرتا ہو تو بھی بندہ اللہ کا ہو۔

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 19-03-04

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

من یھدِ اللہ فھوالمھتدی۔ ومن یُضلل فاولٰئک ھُم الخسِرونo ولقد ذرانا لجھنمَ کثیراً من الجنِ والانس لھُم قلوب ' لایفقھونَ بھا ولھُم اعین ' لایُبصرونَ بھا ولھم اذان ' لا یسمعون بھا ء اولٰئک کالا نعام بل ھُم اضل o اولٰئک ھُم الغفلونَo

سورۃ الاعراف میں نویں پارے میں یہ آیات مبارکہ ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

من یھدِ اللہ فھوا المھتدی. ہدایت یافتہ وہ ہے جسے اللہ کریم ہدایت عطا فرماتے ہیں۔ ومن یُضلل اور جسے اللہ کریم گمراہ کر دیتے ہیں۔ فاولیک ھُم الخسرون۔ ایسے لوگ بہت زیادہ نقصان میں رہتے ہیں۔ ولقد ذرانا لجھنم کثیراً من الجن والانس. بہت سے جن اور انسانوں میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کا کردار اس طرح ہو گیا ہے جیسے انہیں پیدا ہی جہنم کیلئے کیا گیا ہو۔ اُن کا عالم یہ ہے کہ اُن کے پاس قلوب تو ہیں دل تو ہیں۔ لا یفقھون۔ تفقہ نہیں ہے، سمجھ نہیں ہے، شعور نہیں ہے، سمجھتے کچھ نہیں ہیں۔ ولھُم اعین ' لایبصرونَ بھا. اُن کے پاس آنکھیں ہیں لیکن وہ اُن آنکھوں سے دیکھتے نہیں ہیں۔ ولھُم اذان ' لا یسمعون بھا . اُن کے پاس کان ہیں اُن کانوں سے وہ سنتے نہیں ہیں۔ اُولٰئک کالا نعام. بلکہ وہ جانوروں جیسی زندگی جیتے ہیں چوپاؤں جیسی زندگی جیتے ہیں بل ھُم اضلُ بلکہ وہ چوپاؤں سے بھی گئے گزرے لوگ ہیں اور وہ لوگ ہیں۔ اولٰئک ھُم الغفلون. جو اللہ کی یاد سے غافل ہیں۔

اسلام نے اور نبی کریم ﷺ نے بنیاد جو رکھی ہے انسانیت کی وہ ہے بندے کا اپنے خالق اپنے مالک اپنے پروردگار سے تعلق اور ایمان باللہ۔ اگر یہ نور ایمان نصیب نہ ہو تو انسان محض دنیوی زندگی اُس کے مادی نفع ونقصان اُسکے مادی لذائذ میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے اگر کسی کو زیادہ پیٹ بھر کھانا ملتا ہے تو اپنے آپ کو کامیاب انسان سمجھ لیتا ہے، سرمایہ جمع ہو جاتا ہے۔ تو اُس پہ فخر کرتا ہے، چند روزہ زندگی میں وقتی طور پر اقتدار و اختیار نصیب ہو جاتا ہے تو اُسکی گردن اکڑ جاتی ہے اس لئے کہ اُسے جو آنکھیں دی گئیں وہ اُن سے دیکھ نہیں رہا، جو دل دیا گیا اُس سے سمجھ نہیں رہا جو کان دیے گئے اُن سے بات کو سُن نہیں رہا۔ یوں تو یہ کان چوپاؤں کے پاس بھی ہیں درندوں کے پاس بھی ہیں آنکھیں بھی ہیں اُن کے بدن میں دل بھی دھڑکتا ہے لیکن اُن کا دل انوارات وتجلیات باری قبول نہیں کرتا اُن کی آنکھیں دنیا سے آگے بڑھ کر نتائج کو اور آنے والے وقت کو نہیں دیکھ سکتیں، اُن کے کان اُس آواز کو نہیں سن سکتے جو اللہ نے انسانوں کے لئے مختص کر دی ہے تو اگر کسی انسان نے بھی کانوں سے یہی مادی آواز سنی، آنکھوں سے اسی مادی دنیا کو دیکھا اور سمجھا، دل سے اس سے محبت کی تو اللہ کریم فرماتے ہیں وہ چوپاؤں کی زندگی

www.naqshbandiaowaisiah.com

جیتا ہے درندوں کی زندگی جیتا ہے جانوروں کی زندگی جیتا ہے، روزی پیدا کرنا، اپنے لئے کوئی ٹھکانہ بنالینا کوئی کھوہ بنالینا، گھر بنالینا گھونسلا بنا لینا، بچے پالنا، یہ سارے کام جانور درندے پرندے یہ اللہ کی ساری مخلوق یہ سارے کام کرتی ہے اگر انسانی زندگی کا بھی مطلب صرف اتنا ہو کہ میرے پاس گھر اچھا ہو میرے پاس کھانے کو بہت کچھ ہو میں اپنے بچوں کو پال لوں تو اس میں اور چوپائے کی زندگی میں کوئی فرق نہیں رہتا بلکہ انسان کو تو یہ عظمت نصیب ہے کہ اُسے براہ راست رب العلمین سے رشتہ نصیب ہو جاتا ہے۔اور جب اللہ سے نور ایمان نصیب ہوتا ہے جس کے لئے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اپنے اپنے وقت پر اپنی اپنی قوموں میں اپنے اپنے علاقوں اور اپنے اپنے اوقات کے لئے مبعوث اپنے زمانوں کے لئے مبعوث ہوتے رہے تا آنکہ آقائے نامدار ﷺ کی بعثت ہوئی اور بیک وقت ایک ہستی تمام زمانوں کے لئے اور تمام زمینوں آسمانوں کیلئے اور آنے والے سب زمانوں اور انسانوں کے لئے صرف ایک ہستی مبعوث ہوئی اور اُس ہستی میں اللہ نے وہ قوت ودیعت فرمائی کہ جب تک یہ عالم آب وگل قائم ہے قیام قیامت تک جب بھی کوئی چاہے اُن کے انوارات وبرکات سے اپنے سینے اپنے دل کو روشن کرسکتا ہے اپنی آنکھوں میں وہ جلا پیدا کر سکتا ہے کہ وہ تجلیات باری کو دیکھیں، اس دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کو دیکھیں، اپنے کانوں میں وہ حساسیت پیدا کرسکتا ہے کہ اُسے اللہ جل شانہٗ کی بات سنائی دے اُسے نبی کریم ﷺ کے ارشادات سنائی دیں اور اپنے دل میں وہ کیفیت پیدا کرسکتا ہے کہ ارشادات باری کو اور ارشادات پیامبر ﷺ کو سمجھے۔

ہمارے ہاں بات بہت گڈمڈ اس طرح سے ہوگئی ہے کہ یہاں ایک تصور یہ دیا جاتا ہے کہ کپڑے خراب ہوں بندہ بدحال ہو بھوکا پیاسا ہو تو وہ بہت اچھا مسلمان ہوتا ہے اور اُس پہ مثالیں دی جاتی ہیں عہد ہجرت کی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی۔ یہ درست ہے کہ جب مکہ مکرمہ سے صحابہ کرام نے خود نبی کریم ﷺ نے ہجرت فرمائی تو

> اسلام کا تصور یہ ہے کہ مسلمان دینی معلومات کا ذخیرہ بھی اُسکے دل میں اُس کے ذہن میں اُس کے سینے میں موجود ہو اُسکی نظر قرآن پر ہو اس کی نظر حدیث نبوی ﷺ پر ہو اس کی نظر احکام دین پر ہو دنیا کے علوم کا بھی ماہر ہو اور دنیا کے فنون کو بھی جانتا ہو اور کافر کی نسبت بہتر جانتا ہو۔ جنگ ہو جائے تو فنون حرب وضرب سے واقف ہو امن ہو تو قواعد عدل وانصاف سے واقف ہو اور جس شعبے میں ہو اُس میں حق وانصاف کا بول بالا کر دے اور اللہ کی مخلوق کو اللہ کے غضب سے اور اللہ کی گرفت سے بچا کر انہیں اللہ کی محبت سے آشنا کرے۔

کجا بود دنیا با مصطفٰے ﷺ

آپ ﷺ کے پاس دنیاوی مال ودولت اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین کے پاس دنیاوی ساز وسامان نہیں تھا، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا دنیا کا مال ودولت جائز طریقے سے حاصل کرنا اسلام میں منع ہے؟ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اُس حال میں رہے؟ ہرگز نہیں، یہی مدینہ منورہ جہاں صحابہ کئی کئی دن فاقوں سے رہتے تھے، جہاں لباس میسر نہیں ہوتا تھا، اسی مدینہ منورہ میں قیصر وکسریٰ کی سلطنتیں فتح ہو کر مال غنیمت آیا اور سونا چاندی اور زروجواہرات اُس کی گلیوں میں سماتا نہیں تھا۔ عہد نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام میں حضرت ابو ہریرہؓ بھوک سے نڈھال ہو کر گر گئے تو بیہوشی کا عرب ایک علاج کرتے تھے پاؤں سے اس جگہ کوئی گردن میں کسی رگ کو دباتے تھے تو بیہوش آدمی کو ہوش آجاتا تھا تو جب دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دیکھا تو ان کی گردن پر پاؤں رکھ رہے تھے حتی کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے وہ بیہوشی نہیں ہے جس کا تم علاج کررہے ہو، یہ بھوک سے بے ہوش ہے اور پھر کاشانہ نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام سے دودھ کا ایک گلاس منگوایا گیا جسے سب حاضرین محفل نے بھی پیا اور انہوں نے بھی سیر ہو کر پیا۔ یہی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مدینہ منورہ میں اُن کے حصے میں وہ قالین آئے جو کسریٰ فارس کی خواب گاہوں کے تھے وہ مال غنیمت میں ان کے حصے میں آئے اور ان کے کمرے میں بچھے ہوئے تھے تو گزرتے تھے تو پاؤں ٹخنوں ٹخنوں قالین میں دھنس جاتا تھا فرماتے تھے ابو ہریرہؓ اس نرم قالینوں پہ اکڑ نہیں اپنا وہ عالم یاد رکھ جب تو بیہوش ہو جایا کرتا تھا۔

یہ ہم نے ایک زیادتی یہ کی ہے کہ اب بھی آج اگر ہم اہل اللہ کے اور نیک لوگوں کے حالات پڑھیں تو بڑی تاکید سے یہ کہا جاتا ہے کہ اُن کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا اُن کے پاس پہننے کو کچھ نہیں تھا یعنی اچھا مسلمان ہونے کی ایک دلیل بنا دی گئی ہے حالانکہ یہ قید نہیں ہے جب یہ افلاس تھا جب حضرت ابو ہریرہؓ بے ہوش ہوتے تھے تو حضرت عثمان غنیؓ اُس زمانے میں بھی کروڑ پتی تھے۔ مدینہ منورہ میں پانی کا جو کنواں تھا وہ یہودیوں کی ملکیت تھا اور وہ مسلمانوں کو تنگ کرتے تھے قیمتاً پانی دینے سے بھی گریز کرتے تھے قیمت لے لیتے تھے پانی تھوڑا دیتے تھے پریشان کرتے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی اگر یہ کنواں خرید لے اور وہ مسلمانوں کو دے دے تو میں اُسے اس کے بدلے جنت کا ایک عالیشان کنواں عطا کرتا ہوں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اُس وقت اتنے پیسے تھے کہ انہوں نے یہودیوں سے قیمت طے کر کے آدھا کنواں انہوں نے بیچا انہوں نے آدھا خرید لیا جس یہودی کا تھا اُس سے آدھا خرید کر مسلمانوں پہ وقف کر دیا اور کچھ عرصہ بعد اُس نے کہا میں دوسرا آدھا بھی بیچتا ہوں چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بہت سے لوگ مدینہ منورہ میں فاقوں میں بھی رہتے تھے لیکن حضرت عثمانؓ اپنی اس دولت امارت کے ساتھ وہ خوش قسمت مسلمان تھے جنہیں یکے بعد دیگرے نبی کریم ﷺ کی دو بیٹیوں سے نکاح نصیب ہوا اور جنہیں ذوالنورین دو نوروں والا جنہیں نبی کریم ﷺ کی دولخت جگر، دو نور چشم جس کے گھر میں تھیں۔ ایک کے وصال کے بعد نبی ﷺ نے دوسری بیٹی عطا کر دی۔ کسی غزوے کے لئے حضور ﷺ نے رقم جمع کرنے کا اعلان فرمایا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سونے کی اشرفیوں کا ڈھیر لگا دیا اور حضور اکرم ﷺ انہیں اس طرح پلٹتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کے بعد عثمانؓ کچھ بھی نہ کرے تو جنت تو اس کا حق ہوگئی۔

> جو منظر کشی قرآن حکیم نے مسلمان کی کی ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں اس طرح سے جیے کہ اُس کا وجود نیکی کو پھیلانے کا سبب بنے اور اُس کا وجود بُرائی کو روکنے کا سبب بنے وہ دوسروں کے لئے جیتا ہو

صورت حال یہ تھی کہ انتہائی مفلسی انتہائی غربت میں بھی انہوں نے کفر سے سمجھوتہ نہیں کیا دین پر قائم رہے اور اللہ نے جب فراخی دی قیصر و کسریٰ کی ریاستیں فتح ہوئیں، یمن کے خزانے آئے غزوہ خندق میں' خندق تقسیم کر دی گئی تھی آٹھ دس دس گز چھوٹے چھوٹے صحابہ کے گروپوں پر کہ مل کر کھودیں تو ایک جگہ ایک ایسی چٹان آ گئی جو کٹ نہیں رہی تھی تو کسی نے یہ رائے دی کہ یہاں خندق کو تھوڑا سا ترچھا کر کے آڑا کر کے تو چٹان کے ساتھ سے اس طرح گزار یں مقصد تو خندق بنانا ہے۔ حضرت بلالؓ اُس گروپ میں تھے انہوں نے عرض کی کہ جہاں نبی کریم ﷺ نے اپنی لاٹھی مبارک سے لائن کھینچ کر دی ہے اُسے ہٹانا ہمارے بس میں نہیں ہے اور اگر ہٹانا ہے پھر تو یہ بات نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی جائے۔ آپ ﷺ اپنی لکیر مٹا کر دوسری لکیر بنا دیں تو اور بات ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی خدمت عالی میں عرض کی گئی حضور ﷺ بنفس نفیس تشریف لے گئے آپ ﷺ نے وہ پتھر توڑنے والا اُوزار جو اُس وقت تھا خود آپ ﷺ نے اٹھایا آپ ﷺ نے ضرب لگائی تو ایک روشنی کا ایک شعلہ لپکا، چکا چوند ہوگئی دوسری ضرب لگائی پھر اسی طرح سب کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں تیسری ضرب لگائی تو اسی طرح روشنی کا جھپا کا ہوا اور پتھر ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ ٹوٹ گیا' بہت بڑی چٹان تھی بہت مضبوط تھی ریزہ ریزہ ہوگئی اور صحابہ کرام نے اٹھا کر باہر پھینکنا شروع کر دی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب پہلی دفعہ دوسری دفعہ اور تیسری دفعہ روشنی ہوئی تو ایک روشنی میں مجھے کسریٰ کے محل اور خزانے دکھائے گئے دوسری روشنی میں میں نے قیصر کے محلات اور خزانے دیکھے تیسری روشنی میں میں نے یمن کے خزانے دیکھے اور انشاء اللہ العزیز صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ

www.naqshbandiaowaisiah.com

علیھم اجمعین انہیں فتح کریں گے اور ان سب کی دولت اسی مدینہ منورہ میں ان کے قدموں میں پڑی ہوگی۔ اور یہ وہ لمحہ تھا جب منافقین اور کفار دیکھ رہے تھے کہ سارے عرب کے مشرکین اکٹھے ہو کر ایک چھوٹے سے گاؤں مدینہ منورہ پر امڈ پڑے ہیں انہیں تو کل کا سورج دیکھنا نصیب نہیں ہوگا۔ بلکہ منافقوں نے کہا تھا

غـر دینھم ۔ انہیں ان کے دین نے بہت غلط فہمی میں ڈال دیا ہے، وہ غلط فہمی اب دور ہو جائے گی، اور نبی کریم ﷺ فرمارہے ہیں کہ یہ ساری فتوحات تمہارے قدموں میں آئیں گی اور پھر آپ ﷺ کی وہ پیش گوئی حق ثابت ہوئی اور یمن کے خزانے قیصر اور کسریٰ کے خزانے مدینہ منورہ کی گلیوں میں ڈھیر کئے گئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ عنہ اجمعین میں بانٹے گئے جب بھی مال غنیمت آتا تھا اکابر صحابہ کو اُن کی حیثیت کے مطابق اُس سے حصہ ملتا تھا جنہوں نے ہجرتیں کیں جنہوں نے اُس وقت تکلیفیں اٹھائیں جب کھانے کو بھی کچھ نہیں تھا جنہوں نے گھر لٹائے اپنی جائیدادیں چھوڑیں اپنی آل اولاد خویش قبیلے دوست عزیز سب چھوڑ کر ایک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے لئے اور اللہ کے رسول ﷺ کا دامن پکڑ کر سب کچھ چھوڑ کر اللہ کی راہ میں مدینہ آ بسے اُن کا حصہ جب تک وہ رہے مال غنیمت میں رہتا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا حوالہ اکثر دیا جاتا ہے کہ آپؓ سوکھی روٹی بھگو بھگو کر کھا رہے تھے لیکن ہمیشہ یہ عالم نہیں رہا جب فتوحات آئیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے حصے میں بھی کروڑوں کا حصہ آیا اور حضرت حسنین کریمین اگر ارب پتی نہیں تھے تو کروڑ پتی ضرور تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اچھا مسلمان وہی ہے جس کے پاس نہ کپڑا ہو نہ جوتا ہو نہ کھانے کو ہو نہ پہننے کو ہو یہ تصور غلط کر دیا گیا ہے۔ بلکہ اسلام یہ

> یہ اسلام نہیں ہے کہ گوشہ نشین ہو جائے کوئی جنگل میں چلا جائے کوئی کام کاج چھوڑ دے کوئی بھوکا پیاسا رہنا شروع کر دے تو اس میں اسلام کی کونسی خدمت ہے۔

ہیکہ بندے کا تعلق جب رب العالمین سے قائم ہو جاتا ہے۔ بطفیل محمد رسول اللہ ﷺ تو پھر انتہائی تنگ دستی اور افلاس بھی اُس کے اُس رشتے پہ اثر انداز نہیں ہوتا وہ تکلیفیں سہتا ہے لیکن اپنا تعلق اللہ سے قائم رکھتا ہے غیر اللہ کے دروازے پہ نہیں جھکتا اور جب فراخی آتی ہے دولت آتی ہے سہولت آتی ہے تو مال وزر دنیا یا حکومت وسلطنت یا اقتدار واختیار اُسے اللہ سے دور نہیں کر دیتا بلکہ اُس حال میں بھی وہ اللہ ہی کا اطاعت گزار رہتا ہے اور جب یہ مال ودولت دنیا کا مدینہ منورہ میں ڈھیروں آیا تو فاروق اعظمؓ کا زمانہ تھا اور آپؓ رویا کرتے تھے اور فرماتے تھے افلاس اور تنگ دستی میں اللہ کی اطاعت کرنا تو آسان ہے اس مال ودولت اور اقتدار واختیار کے ساتھ اللہ کی غلامی کرنا شاید کہیں نفس ہمارے متکبر نہ ہو جائیں۔ بلکہ صاحب مال وزر ہونا حلال ذرائع سے رزق کمانا اور نیکی پہ اُسے خرچ کرنا اور صاحب اقتدار ہو کر اللہ کی اطاعت کرنا یہ مفلس کی اطاعت سے کروڑوں گنا اعلیٰ درجہ رکھتا ہے ایک آدمی کے پاس کوئی اختیار نہیں وہ کسی کا کچھ بگاڑ ہی نہیں سکتا۔ اچھی بات ہے کوئی گناہ نہیں کرے گا۔ لیکن جب وہ بگاڑ ہی نہیں سکتا تو اُس کا درجہ کیا ہوگا ایک آدمی دس آدمیوں کو قتل بھی کر سکتا ہے لیکن وہ خود کو روکتا اس لئے ہے کہ مجھے اللہ کے حضور پیش ہونا ہے اس لئے میں وہ کروں گا جو میرے رب کا فیصلہ ہے اس کا درجہ بہت زیادہ ہے ایک اندھا ہے وہ کہتا ہے کہ میں کسی کو بُری نظر سے دیکھتا ہی نہیں اُس کے پاس نظر ہی نہیں ہے۔ لیکن نظر درست ہے اُس کی نظر جدھر بھی جاتی ہے نیک اور خدا کے خوف اور اللہ کی محبت سے لبریز ہوتی ہے اور کوئی بُرائی نہیں ہوتی اُس میں۔

یہ جو تصور ہمیں دے دیا گیا ہے کہ نیک مسلمان صرف وہ ہیں جن کے پاس نہ کچھ کھانے کو ہو نہ پہننے کو ہو یا جنگلوں میں نکل جائیں دنیا سے اُن کا کوئی تعلق ہی نہ ہو یہ غلط ہے بلکہ مسلمان وہ ہے جو ہر حال میں اللہ کے تعلق اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کو سب سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

مقدم جانے بھوک میں افلاس میں بیماری میں صحت میں یا فراخی میں مال و دولت میں اقتدار واختیار میں قصر سلطنت میں بستا ہو تو بھی اللہ کا بندہ ہو اور مزدوری کرتا ہو تو بھی بندہ اللہ کا ہو۔ مسلمان تو اللہ نے اس امت کو سرفراز ہی اس نعمت سے فرمایا ہے کہ یہ سب سے بہترین امت ہے۔

کنتم خیر امتہ. جتنی امتیں گزریں ہیں تم آخری امت ہو اور سب سے بہترین امت ہو۔ اُخر جت للناس اس لئے کہ تمہیں پیدا ہی دوسرے انسانوں کی رہنمائی اور اُن کو سنبھالنے کے لئے کیا تم وہ لوگ ہو جو دوسروں کے لئے زندہ رہتے ہوں اپنی زندگی اپنا آرام دوسروں پر نچھاور کرتے ہو اور نوع انسانی کا بھلا چاہتے ہو، نسل آدم علیہ السلام کا بھلا چاہتے ہو، ساری انسانیت کا بھلا چاہتے ہو، تامرون بالمعروف۔ تم نیکی کا حکم کرتے ہو نیکی کو عام کرتے ہو عدل وانصاف کو عام کرتے ہو بھلائی پھیلاتے ہو۔ وتنھون عن المنکر. اور ظلم جور ستم اور برائی کو روکتے ہو جو منظر کشی قرآن حکیم نے مسلمان کی ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں اس طرح سے جیے کہ اُس کا وجود نیکی کو پھیلانے کا سبب بنے اور اُس کا وجود برائی کو روکنے کا سبب بنے وہ دوسروں کے لئے جیتا ہو۔ وتومنون باللہ. یہ سارا اس لئے کرتے ہو کہ تمہارا رشتہ اللہ کے ساتھ بڑا مضبوط ہے، تمہارا ذاتی تعلق ہے رب العالمین کے ساتھ اور تم وہ کرتے ہو جس پر تمہارا رب تم سے راضی ہوتا ہے۔

تو اسلام کا تصور یہ ہے کہ مسلمان دینی معلومات کا ذخیرہ بھی اُس کے دل میں اُس کے ذہن میں اُس کے سینے میں موجود ہو، اُس کی نظر قرآن پر ہو، اُس کی نظر حدیث نبوی ﷺ پر ہو، اُس کی نظر احکام دین پر ہو، دنیا کے علوم کا بھی ماہر ہو اور دنیا کے فنون کو بھی جانتا ہو اور کافر کی نسبت بہتر جانتا ہو۔ جنگ ہو جائے تو فنون حرب و ضرب سے واقف ہو امن ہو تو قواعد عدل وانصاف سے واقف ہو اور جس شعبے میں ہو اُس میں حق وانصاف کا بول بالا کر دے اور اللہ کی مخلوق کو اللہ کے غضب سے اور اللہ کی گرفت سے بچا کر اُنہیں اللہ کی محبت سے آشنا کرے۔ یہ اسلام نہیں ہے کہ گوشہ نشین ہو جائے کوئی جنگل میں چلا جائے کوئی کام کاج چھوڑ دے کوئی بھوکا پیاسا رہنا شروع کر دے تو اس میں اسلام کی کونسی خدمت ہے۔

کوئی بھی ولی اللہ اپنی مرضی سے کسی جنگل میں نہیں جابسا خواہ وہ بایزید بسطامیؒ ہوں یا ابوالحسن خرقانیؒ ہوں

بعض بزرگوں کے احوال میں ملتا ہے کہ عمر کے ایک حصے میں وہ جنگلوں میں چلے گئے تنہائی میں چلے گئے یہ ہوا، وہ ہوا لیکن وہ لوگ ایسے انقلاب آفرین لوگ تھے کہ حکومتوں، ریاستوں کو اُن کے وجود سے خطرے پیدا ہو گئے تھے اسقدر لوگوں میں انہوں نے تبدیلی کی اور اسقدر لوگوں کو برائی سے روکا اور اسقدر لوگوں کو اچھائی پہ جمع کیا کہ بادشاہوں اور سلطنت کے والیوں نے انہیں جبراً شہروں سے نکال کر جنگلوں میں پھینک دیا اور اُن سے ملنے پہ پابندیاں لگا دیں۔ کوئی بھی ولی اللہ اپنی مرضی سے کسی جنگل میں نہیں جابسا خواہ وہ بایزید بسطامیؒ ہوں یا ابوالحسن خرقانیؒ ہوں یہ وہ لوگ تھے جو اسقدر انقلاب آفرین لوگ تھے جنہوں نے اتنا کام کیا کہ حکمرانوں کو اُن سے خطرہ پیدا ہو گیا کہ یہ تو ہماری سلطنت کے لئے چیلنج بن جائے گا۔ شخصی بادشاہت کیلئے یہ چیلنج بن جائے گا۔ اور ہم کو جب حکمرانوں پہ بھی لوگ گرفت کرنے لگے کہ تمہارا یہ کام شریعت کے خلاف ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ سارا تو ان بابوں کا فساد ہے اس کے باوجود حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ وہ عالی مناصب اور عالی مقامات کے لوگ تھے لیکن منازل تصوف وسلوک میں جس منزل پر تھے اور پھر انہیں حکماً جنگل میں دھکیل دیا گیا اور لوگوں سے اُن کا میل جول بند ہو گیا تو حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اُن کے منازل وہیں رُک گئے۔ اُس سے آگے ترقی نہیں ہوئی اس لئے کہ قرب الٰہی کا سبب تو وہی کام تھا جو اصلاح احوال کا تھا۔

یا مرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ تو جب وہ کام اُن سے چھوٹ گیا انہیں اُس سے روک دیا گیا لوگوں کو اُن سے ملنے سے روک دیا گیا تو ترقی کس بات پہ ہوگی تو اس بات کو مثال نہیں بنایا جا سکتا کہ مسلمان بے عمل ہو جائے اور جنگلوں میں چلا جائے مسلمان تو وہ اکائی ہے جسے دنیا میں رہ کر دنیا کے مال و دولت میں رہ کر یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ زندگی آخرت کی جیتا ہے اس فضا میں جیتا ہے اسی آب وہوا میں جیتا ہے یہی پانی پیتا ہے یہی گندم کھاتا ہے اسی زمین پہ چلتا ہے لیکن اس دنیا میں رہتے ہوئے وہ جیتا آخرت میں ہے۔

نبی کریم ﷺ جنت کا معائنہ فرمانے تشریف لے گئے جنت کو دیکھا ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں جب جنت کا ملاحظہ فرما رہا تھا تو میں نے بلالؓ کے قدموں کی چاپ سنی اس کا مفہوم یہی ہے کہ حضرت بلالؓ جو اُس وقت کہیں مدینہ منورہ کی گلی میں چل رہے تھے یا مکہ مکرمہ میں تھے عرب کی سرزمین پہ چل رہے تھے لیکن اس دنیا میں رہتے ہوئے وہ آباد جنت میں تھے بندہ مومن اسی فضا میں سانس لیتا ہے اسی زمین پہ زندگی گزارتا ہے لیکن وہ جی وہاں رہا ہوتا ہے اللہ کے پاس اُسی کا ہر کام وہاں کی جمع وتفریق وہاں کے نفع ونقصان کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ وہ بات بھی کرتا ہے تو اندازہ کرتا ہے کہ اس بات سے میرا کچھ بگڑا یا بنا، کام کرتا ہے تو وہ یہ سوچ کر کہ آخرت میں اور اللہ کے نزدیک اس کا نتیجہ کیا ہے، کام تو دنیا ہی کا ہوتا ہے لیکن وہ دین بن جاتا ہے اور یہ ہوتا ہے تعلق باللہ سے۔ اور اگر اللہ سے تعلق نہ رہے اور غافل ہو جائے اور اللہ کو بھول جائے۔۔

آج میرے پاس ایک خط تھا میں نے کچھ بھی نہیں لکھا چند نقش بھیج دیے کہ یہ پیتے رہو لیکن وہ خط ابھی تک میرے ذہن پہ نقش ہے

> مسلمان تو وہ اکائی ہے جسے دنیا میں رہ کر دنیا کے مال و دولت میں رہ کر یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ زندگی آخرت کی جیتا ہے اس فضا میں جیتا ہے اسی آب وہوا میں جیتا ہے یہی پانی پیتا ہے یہی گندم کھاتا ہے اسی زمین پہ چلتا ہے لیکن اس دنیا میں رہتے ہوئے وہ جیتا آخرت میں ہے

لکھنے والا یہ لکھتا ہے کہ مجھے یہ تکلیف ہے یہ میری پریشانی ہے لیکن مجھے اللہ کے ذکر کا نہ کہیے گا مجھ سے اللہ کا ذکر نہیں ہوتا اور کوئی میرا علاج ہے تو وہ مجھے بتائیں۔ میں نے اُسے کچھ بھی نہیں لکھا چند تعویز بھیج دیے ہیں اور لکھا ہے کہ پیتے رہو تو میں سوچ رہا ہوں کہ ایک آدمی دنیا سے بیزار ہے وہ امریکہ میں رہتا تھا پھر امریکہ میں بیمار ہوا پھر وہاں علاج کرائے اور پھر واپس آیا۔ اب پاکستان میں ہے دنیا کے جو اعلیٰ ترین علاج تھے وہ کرا چکا ہے اللہ کرے تعویز پینے سے ٹھیک بھی ہو جائے گا لیکن کیسا عجیب آدمی ہے کہتا ہے اللہ کا نام میں نہیں لوں گا۔ اب جس بندے کا ارادہ ہی یہ ہے کہ میں سب کچھ سہہ لوں گا لیکن میں اللہ اللہ نہیں کر سکتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے وہ فرماتا ہے۔

اولٰئک ھم الغفلون o انہوں نے میرا تو نام ہی بھلا دیا ہے اُن کے نزدیک اللہ کی کوئی حیثیت ہی نہیں، اللہ اللہ سے کیا ہوگا اور وہ فرماتے ہیں جب یہ عالم ہوتا ہے تو پھر اُن کا دل جانور کا دل بن جاتا ہے خون پمپ کرنے کی مشین رہ جاتی ہے اُس میں وہ احساس وشعور نہیں رہتا کان جانوروں کی طرح سنتے ہیں انسانیت کو جو عالم ہے اور جو فریکونسی ہے انسان کے سننے کی وہ اُن کی ختم ہو جاتی ہے آنکھیں مادی دنیا کا رنگ وروپ مادی دنیا کی چیزیں مادی دنیا کی دھوپ چھاؤں دیکھتی ہیں لیکن اس سے آگے کچھ دیکھ نہیں پاتیں حالانکہ نگاہ مومن کو تو محمد رسول اللہ ﷺ نے وہ جلا بخشی۔ کہ حضور ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں جلوہ افروز تھے ایک صحابی داخل ہوئے دروازے سے تو آپ ﷺ نے پوچھ لیا وہیں کھڑے کھڑے پوچھ لیا۔ کیف اصبحک آج کا دن کیسا طلوع ہوا بھائی تمہارا؟ کیسے صبح ہوئی؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایمان کے ساتھ۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کیسے یقین ہے کہ تمہاری صبح ایمان سے ہوئی تو عرض کرنے لگا جی میں ان قدموں پر کھڑا ہوا عرصہ محشر کو دیکھ رہا ہوں، حساب کتاب کو دیکھ رہا ہوں، اہل جنت کو جنت میں داخل ہوتا دیکھ رہا ہوں، جہنمیوں کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

دوزخ جاتا دیکھ رہا ہوں، یعنی اس زمین پر کھڑے ہوئے میری نگاہ میں وہ جلا آپ ﷺ نے بھر دی کہ جو کام پتہ نہیں کب ہوں گے میرے سامنے وہ میرے یقین میں میری نگاہ میں موجود ہیں اور یہ سارا کرشمہ ایمان ہی کا تو ہے۔اس لئے میں نے ایمان سے صبح کی۔ مجھے یقین ہے کہ مجھے اللہ نے نورِ ایمان عطا کر رکھا ہے۔آپ ایک چرواہے سے پوچھتے ہیں وہ کہتا ہے جی یہ بھیڑ جو میری گیدڑ نے ماردی میں ذبح نہیں کر۔کا نہیں کھاؤں گا بھئی گیدڑ نے اُس میں سے پاؤ گوشت نکال لیا ہوگا سیر نکال لیا ہوگا باقی تو پورا جانور پڑا ہے کیوں نہیں کھاتا؟ حرام ہے کس نے حرام کیا؟ محمد رسول اللہ ﷺ نے بتایا اللہ کے قرآن نے۔حرام کھانے سے کیا ہوتا ہے،وہ جانتا ہے،حرام کھا کر جو گوشت بنے گا وہ جہنم میں جائے گا،اُس نے جہنم کہاں دیکھی ہے اُسے یقین ہے جہنم ہے اُسے پتہ ہے قیامت ہے وہ جانتا ہے کہ سب کچھ تولا جائے گا وہ جانتا ہے اس گرمی میں سارادن ریوڑ چراتا ہے اوراس گرمی میں روزے آجاتے ہیں سارا دن پیاسا رہتا ہے جنگل بیابان میں تالاب پہ ریوڑ پانی پی لیتا ہے وہ خود کیوں نہیں پیتا،منہ دھوتا ہے وضوکرتا ہے،نماز پڑھتا ہے سجدہ کرتا ہے سر پہ چھینٹے مارتا ہے ایک گھونٹ پیتا نہیں پیاس سے تڑپتا ہے کیوں نہیں پیتا اُسے یقین ہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے میں یہ اللہ کے روبرو ہوں، اس چرواہے کو جس نے سکول کا منہ نہیں دیکھا،جنگل میں ہے اسے

کس نے بتا دیا نورِ ایمان نے اس کی نگاہ کو بھی اتنی وسعت دے دی کہ یہ قیامت کو بھی دیکھ رہا ہے۔تعلیمات محمد رسول اللہ ﷺ نے اس انپڑھ کی نگاہوں میں بھی وہ وسعت دے دی کہ یہ قیام قیامت اور قیامت کے بعد کے حالات کو دیکھتے ہوئے شرعی احکام سے روگردانی کرنے کی جرات نہیں کر رہا۔تو ایسے ہی لوگوں کو ہدایت نصیب ہوتی ہے اور جب بندہ اللہ سے غافل ہوجاتا ہے تو اُس کی سزا وہ یہ دیتا ہے بلکہ اُس نے مقرر کر دی ہے فطری طور پر جیسے کوئی زہر کھاتا ہے تو مرے گا گولی مارتا ہے تو مرے گا اسی طرح جب غافل ہوتا ہے تو اُس کی نگاہوں سے ہدایت کے راستے چھپ جاتے ہیں اُس کی نگاہ ہدایت سے اندھی ہو جاتی ہے اور وہ گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے اور کوئی کہیں بھی ہو جب وہ عظمت الٰہی کو جانشین کر لے دل میں اور اللہ کو پکارنا شروع کر دے تو لاکھوں گمراہیوں میں بھٹکے ہوؤں کو بھی لا کر ہدایت پہ کھڑا کر دیتا ہے اسی لئے فرمایا۔من یھد اللہ فھوا المھتدی ٥ وہی ہدایت یافتہ ہے جسے اللہ ہدایت دے اور اللہ اُسکو ہدایت دیتا ہے جو اللہ کو یاد کرے اللہ سے ہدایت مانگے۔ یہ دنیا عارضی ہے، اس کا آرام بھی اچھی بات ہے،اس میں عزت آبرو سے رہنا اسلام کا خاصہ ہے لیکن دنیا پر تو ہے آخرت کا، حقیقی زندگی آخرت کی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی اور جس کی تعمیر آج ہونی ہے، آج ہم کر رہے ہیں، جو کام بھی دنیا کا کرتے ہیں نگاہ میں

وہ وسعت ہو کہ آخرت میں اس سے کیا بن رہا ہے۔

الابریز میں مختلف واقعات انہوں نے اپنے شیخ کے لکھے ہیں اُن میں ایک فرماتے ہیں کہ ہمارے صوبے کا گورنر تھا اور بڑا ظالم تھا اور بادشاہ نے اسے معزول کر دیا تو میں اپنے شیخ کی خدمت میں گیا اور میں بڑا خوش تھا اور میں نے عرض کی حضرت اُس ظالم کا تو قلع قمع ہو گیا اور بادشاہ اُس سے ناراض ہو گیا اور ہمارے صوبے کی جان چھوٹ گئی اُسے بادشاہ نے معزول کر دیا تو وہ فرمانے لگے نہیں بھئی وہ ابھی گورنر رہے گا، میں نے کہا حضرت آپ کیا فرماتے ہیں بادشاہ نے اُسے معزول کر دیا۔فرمایا بحال ہو جائے گا، آپ کو کیسے علم ہے؟ حضرت فرمانے لگے میں دیکھ رہا ہوں کہ اُس کے لئے جہنم میں جو سزا گاہیں بن رہی ہیں اور جو سزائیں مقرر ہو رہی ہیں اُن میں اضافہ ہو رہا ہے اس کا مطلب ہے ابھی وہ اور ظلم کرتا رہے گا، اگر اُس کا ظلم بند ہو گیا ہوتا تو وہ بھی بند ہو جاتی جو کچھ جن رہا ہے۔ وہاں، تو چونکہ ابھی اُس کے لئے مزید سزائیں وہاں بن رہی ہیں جو اُس کے لئے مزید تنور جلائے جا رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ابھی وہ ظلم کرے گا پھر آگے وہ لکھتے ہیں کہ دوسرے ہی دن بادشاہ نے اُسے بحال کر دیا۔

دنیا کی زندگی ہر شخص آخرت کے لئے جی رہا ہے غافل ہے تو وہ جانتا نہیں لیکن اُس کا کردار اگر بُرا ہے تو اُس پہ سزائیں وہاں مرتب

ہو رہی ہیں اور مومن ہے تو اُسے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت تو ایک چٹیل میدان ہے بھئی گھر تم نے بنانے ہیں باغات تم نے لگانے ہیں نہریں تم نے کھودنی ہیں یا رسول اللہ ﷺ ہم نے کیسے؟ فرمایا اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو گے تو وہاں ایک ایک نعمت بڑھتی چلی جائے گی۔ تو مومن کی زندگی الحمد اللہ بھرپور زندگی ہے اور سب سے اچھا مومن وہ ہے جو زندگی کو اپنی ذات سے متاثر کرے اللہ کے بندوں کو ظلم سے بچانے اور انہیں نیکی کی طرف لانے کا سبب بنے اور اس دنیا میں جیتا بستا ہو۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور شاہیں کا جہاں اور

ایک ہی ہوا میں اڑتے ہیں اور گدھ مردار تلاش کرتا ہے جبکہ شاہین زندہ شکار تلاش کرتا ہے دونوں کی زندگی الگ الگ ہے ایک ہی فضا میں اسی طرح اللہ سے غافل اسی فضا میں سانس لیتا ہے اسی زمین پہ رہتا بستا ہوا نافرمانیوں کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے اور اللہ کا بندہ وہ ہے مومن وہ ہے مسلمان وہ ہے اور آپ ﷺ سے تعلق اُسی کا ہے جو رہتا اس دنیا میں ہے بستا اُس دنیا میں ہے، جس کی زندگی متاثر کرتی ہے فضاؤں کو ماحول کو اردگرد کو عالم انسانیت کو جس کا ہونا نیکی کا سبب بنتا ہے اور جس کا ہونا بُرائی کو روکنے کا سبب بنتا ہے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

☆☆☆☆☆☆☆

شیخ المکرم مدظلہ العالی کی خطوط سے متعلق ہدایات

شیخ المکرم مدظلہ العالی گوناگوں مصروفیات کے باوجود کمال شفقت سے اپنے نام آنے والی تمام ڈاک خود ملاحظہ فرماتے ہیں۔ بارہا آپ نے اپنے مخصوص نرم لہجے میں خطوط کو بامقصد، بامعنی اور مختصر لکھنے کا حکم فرمایا ہے مگر عملاً صورت حال یہ ہے کہ ساتھیوں کے خطوط لمبی لمبی تحریروں پر اور کئی خطوط آٹھ آٹھ صفحات پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لئے حضرت جی مدظلہ العالی کی خدمت میں خطوط روانہ کرنے والے ساتھیوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ شیخ المکرم مدظلہ العالی کی ہدایات کی روشنی میں، خط لکھتے وقت مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھیں۔

1- تمہید سے قطعی اجتناب کرتے ہوئے، مختصر ترین الفاظ میں بامقصد بات تحریر کریں۔

2- خط کے ساتھ جوابی لفافہ روانہ کریں، جس پر ایڈریس لکھا ہونا چاہئے۔

3- دوسروں کے لئے نقش کی سفارش سے حضرت جی مدظلہ العالی نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ حکم یہ ہے کہ جس کسی کو نقش کی خواہش یا ضرورت ہو، وہ ذاتی طور پر خود رابطہ کرے۔

4- ماہنامہ ''المرشد'' کے مطالعہ سے ذہن میں ابھرنے والے بہت سے سوالات کے جوابات مل جاتے ہیں، اس لئے ''المرشد'' کا باقاعدگی سے مطالعہ فرمائیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

قرآن حکیم کے الفاظ ہی نہیں مفاہیم بھی محفوظ ہیں

آج بھی قرآن کا مفہوم اور قرآن کا معنی وہی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سمجھا اور قیامت تک وہی رہے گا۔ اس لئے کہ قرآن حکیم اصولوں پہ بات کرتا اور انسانی اصول تبدیل نہیں ہوئے اُن کی تکمیل کے ذرائع بدلے ہیں اور کچھ نہیں بدلا'

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 04-6-2004

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

والسبقون الاولون من المھجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضواعنہ واعد لھم جنت تجری تحتھا الانھرُ خٰلدین فیھا ابداً۔ ذالک الفوزُ العظیم o

قرآن کریم یوں تو بجائے خود ایک زندہ معجزہ ہے اور یہ واحد کتاب ہے جس کی حفاظت کا ذمہ رب کریم نے خود لیا اور فرمایا

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ' لحٰفظون ۔ ہم نے ہی اس نصیحت کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ گذشتہ چودہ صدیاں اس بات پہ گواہ ہیں کہ طاغوتی طاقتوں نے اپنی کوششوں میں کمی نہیں کی۔ لیکن چودہ صدیوں کی طویل مسافت میں قرآن حکیم کی کوئی زیر زبر کوئی ایک نقطہ تک تبدیل کرنے پہ قادر نہیں ہو سکے اسے ایسی عجیب حفاظت الٰہیہ حاصل ہے کہ یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جو اپنے تمام قواعد کے ساتھ ایک ننھے سے بچے کے سینے میں بھی محفوظ ہو جاتی

یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جو اپنے تمام قواعد کے ساتھ ایک ننھے سے بچے کے سینے میں بھی محفوظ ہو جاتی ہے۔

ہے۔ اللہ کریم نے اپنے ایسے بندے پیدا کر دیے جو ہمیشہ اس کو سینوں میں محفوظ رکھتے ہیں اور یہ کسی کاغذ کسی قلم کسی مشین کی محتاج نہ رہی۔ اس کے اندر بہت سے معجزات ہیں اس کی ہر آیت ایک معجزہ ہے اور اس کا ہر حکم ایک معجزہ ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ واحد کتاب ہے جو ساری انسانیت کے لئے نازل کی گئی۔ انسانی آبادیاں مختلف ہیں براعظموں میں تقسیم شدہ ہیں پھر براعظموں میں ممالک ہیں ملکوں میں تقسیم شدہ ہیں ممالک میں اقوام ہیں قوموں میں تقسیم شدہ آبادیاں ہیں اقوام میں قبائل ہیں قبیلوں میں تقسیم شدہ آبادیاں ہیں قبائل میں خاندان ہیں اور انسانی آبادیاں خاندانوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ بین الاقوامی سطح سے لیکر ایک گھر کی سطح تک انسان تقسیم در تقسیم ہوتا چلا جاتا ہے پھر عجیب بات یہ ہے کہ دنیا کے مختلف خطوں میں موسم مختلف ہوتے ہیں طلوع وغروب کے اوقات مختلف ہوتے ہیں مختلف ممالک میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں انسانوں کے رہنے سہنے کھانے پینے کے طریقے مختلف ہوتے ہیں ہمارے ہاں جب کوئی بیمار پڑتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اسے چاول ابال کر دو اور دو دن اسے گندم کی روٹی چھڑا دو ہلکی غذا دو۔ میں نے بنگال میں دیکھا کہ وہ ہمیشہ چاول کھاتے ہیں جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو کہتے ہیں اسے روٹی بنا کر دو یعنی بالکل الٹ جاتی ہے بات، اسی طرح دنیا کے مختلف ممالک میں

زبانیں مختلف ہیں سوچیں مختلف ہیں قد کاٹھ مختلف ہیں رنگ مختلف ہیں رسومات مختلف ہیں لیکن ایک بات ساری دنیا کو اتفاق کرنا پڑتا ہے کہ انسانی ضروریات ایک سی ہیں' بھوک ایک جیسی لگتی ہے' اب کوئی اسے فروٹ سے پُر کر لے پیٹ کو' کوئی پیٹ گوشت سے بھر لے' کوئی دال سے بھر لے' کوئی چاول سے بھر لے' کوئی گندم سے بھر لے لیکن انسانی بھوک ایک سی ہے' ملک مختلف ہو سکتے ہیں' قومیں مختلف ہو سکتی ہیں' شکلیں مختلف ہو سکتی ہیں' رنگ مختلف ہو سکتے ہیں لیکن بھوک اور پیاس ایک سی ہے' خوشی اور غمی ایک جیسی ہے' مزاج انسانی ہے اور اُس کی ساری ضرورتیں ایک جیسی ہیں' اُس کی تکمیل کے ذرائع ایک جیسے ہیں' اگر کوئی چاول کھاتا ہے تو اُسے بھی کما کر لانا پڑتا ہے اور اگر کوئی روٹی گوشت کھاتا ہے تو اُسے بھی کما کر لانا پڑتا ہے ضرورتیں بھی ایک جیسی ہیں کپڑے لوگ مختلف پہنتے ہیں لیکن کپڑے پہننا انسان کی ایک ضرورت ہے۔ اب کوئی پینٹ کوٹ پہنتا ہے یا شلوار قمیض پہنتا ہے یا تہبند قمیض پہنتا ہے تو مختلف لباس ہو سکتے ہیں لیکن ضرورت ایک ہے کہ انسان کو لباس کی ضرورت ہے اُس کو حاصل کرنے کا طریقہ بھی ایک ہے کہ وہ کاروبار کرے گا یا مزدوری کرے گا یا کھیتی باڑی کرے گا کوئی بھی معروف ذرائع میں سے حصول رزق کا ذریعہ تلاش کرے گا۔ سو قرآن حکیم نے اُن اصولی امور پر فیصلہ کن ارشادات فرمائے ہیں۔ اس لئے یہ ساری انسانیت کے لئے ہے ورنہ تو اہل مغرب نے اہل مغرب کی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر زندگی کے اصول بنائے وہ مشرق میں قابل عمل نہیں ہوتے جو مشرق والوں کے ہیں وہ مغرب میں قابل عمل نہیں رہتے۔ قرآن حکیم چونکہ اللہ کی کتاب ہے اور وہ ساری مخلوق کا خالق بھی ہے اور اُن کی ضرورتوں کا خالق بھی ہے اُن کی تکمیل کے اسباب کا خالق بھی ہے اور

قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ جب ارشاد فرماتا ہے تو پوری انسانیت کے لئے اور ہر ملک اور ہر عہد اور ہر زمانے میں قابل عمل بات ارشاد فرماتا ہے۔

اُن سے کما حقہٗ واقف بھی ہے جو ضرورتیں خود ہمیں پتہ نہیں ہیں وہ اُس کے علم میں ہیں کہ اس کی یہ ضرورت ہے۔ لہذا قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ جب ارشاد فرماتا ہے تو پوری انسانیت کے لئے اور ہر ملک اور ہر عہد اور ہر زمانے میں قابل عمل بات ارشاد فرماتا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ قرآن میں تو تبدیلی نہیں کی جا سکی مگر جب بھی کوئی گمراہ ہوا تو آیات تو اُس نے قرآن کی پڑھیں لیکن ترجمہ اپنی پسند کا کر دیا قرآن تو وہی ہے اب بھی کتنے فرقوں میں بٹ چکے ہیں لوگ۔ مسلمانوں کے خود کتنے فرقے بن چکے ہیں اور ہر فرقہ قرآن کریم اٹھائے پھرتا ہے لیکن جب اُس کا ترجمہ اور تفہیم کی اور اُس کے سمجھنے سمجھانے کی بات آتی ہے تو وہ اپنی بات ڈال دیتے ہیں اُس میں۔ تو کیا رب جلیل نے اس کی حفاظت کا بھی کوئی اہتمام فرمایا کہ قرآن کے معنی کو تبدیل نہ کیا جا سکے۔ جب اللہ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا تو لوح محفوظ میں تو قرآن محفوظ ہے علم الٰہی میں تو محفوظ ہے یہ ذمہ داری تو زمین پر بسنے والے لوگوں میں حفاظت کی تھی اور اُس کی عبارت کو تو اس کے الفاظ کو حروف کو آیات کو جملوں کو تو محفوظ فرما دیا اور ظاہری اسباب میں سب سے بڑا سبب وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے حفظ کی نعمت سے نوازا یہ قرآن کے محافظ مقرر کر دیئے رب جلیل نے لیکن تبدیل کرنے والوں نے معانی اور مفاہیم میں تبدیلی کر دی۔ آیت کا مفہوم کیا ہے اُسے کہیں منطق کے زور پر کہیں گرائمر کی کھینچا تانی سے کہیں حالات و واقعات اور قصے کہانیوں کے ساتھ جوڑ کر مفاہیم کو تبدیل کر دیا اس کی حفاظت کا کیا سبب ہے بظاہر۔ تو یاد رکھیں قرآن کریم صرف ایک ہستی پہ نازل ہوا اور وہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ۔ نزول قرآن کا کوئی دوسرا گواہ دنیا میں نہیں ہے کہ وہی جب نازل ہو رہی تھی تو میں بھی سن رہا تھا کہ یہی آیہ کریم نازل ہوئی تو ایسا کوئی شخص روئے زمین پر نہیں ہے۔ چونکہ کلام الٰہی کو سننے کے لئے بھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

جو تقدس جو پاکیزگی کا وہ معیار ہوتا ہی نہیں۔ جس طرح آواز سننے کے لئے کان چاہئے کلام الٰہی سننے کے لئے طہارت اور تقدس کا ایک معیار چاہئے کہ جو تقدس اُس کلام کو حاصل ہے ویسا سننے والے وجود میں بھی ہو اور یہ صرف انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام کو حاصل ہوتا ہے اس لئے یہ تیس کے تیس پارے جن صحابہؓ کے روبرو نازل ہوئے وہ بھی وحی الٰہی کے الفاظ فرشتے سے نہیں سن سکے نبی کریم ﷺ نے جب دہرائے کہ یہ وحی نازل ہوئی تب انہوں نے سنے۔ نزول قرآن سے لیکر قیامت تک ہر فرد کو اعتبار کرنا پڑے گا زبان حق ترجمان محمد رسول اللہ ﷺ پر کہ جو جملہ فرمایا آپ ﷺ نے اور پھر فرمایا کہ یہ وحی ہے یہ قرآن ہے وہی قرآن ہے۔ اب اُس کے علاوہ اگر کوئی اپنی طرف سے اُس میں کمی یا بیشی کرتا ہے تو وہ قرآن نہیں ہے۔ اس طرح نبی کریم ﷺ نے جب قرآن سنایا تو قرآن کے معنی بھی ارشاد فرمائے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے اب وہاں بڑے بڑے زبان دان تھے اور عربوں کی مادری زبان میں تھا اور زبان دانی تو عربوں کا فن تھا۔ اپنے علاوہ عرب کے علاوہ وہ پوری دنیا کو عجم کہتے تھے عجم کا معنی ہوتا ہے گونگا' کہ یہ لوگ زبانوں دان نہیں ہیں اہل زبان نہیں ہیں اہل زبان اور اہل زبان صرف عرب ہیں اور زبان دانی کا یہ عالم تھا [illegible] بات بات پر [illegible] ہیں اور خواتین بھی [illegible] جواب شعر میں دے دیا کرتی تھیں اور وہ شعر آج بھی عربی ادب کی زینت ہے۔ ہر شخص ایسے ایسے خوبصورت جملے کہہ اٹھتا تھا کہ جن پہ ادب عش عش کر اٹھتا تھا۔ تو جب حضور اکرم ﷺ کوئی آیت مبارک بیان فرماتے تو سوال یہ ہوتا اُسکا مفہوم بھی نبی کریم ﷺ بیان فرما دیتے۔ چونکہ آپ ﷺ کا منصب جلیلہ تھا کہ آپ ﷺ لوگوں کو بتائیں مانزل الیھم لتبین للناس۔ آپ ﷺ کا منصب جلیلہ

> جتنے فرقے گمراہ ہوئے ہیں اُس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے معنی اپنی پسند کے اور اپنے زور علم پر اور اپنی گرائمر دانی پر صرف ونحو پر اپنی مرضی کے معنی گھڑ لئے ہیں۔

ہے کہ آپ اولاد آدم علیہ السلام پہ بیان فرمائیں وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں مانزل الیھم۔ کیا نازل ہوا ہے اُس کا مفہوم کیا ہے لہذا قرآن کے پہلے سمجھنے والے وہ جلیل القدر اور خوش نصیب لوگ ہیں جنہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ سے قرآن کے مفاہیم وتراجمہ سمجھے۔ عرب اہل زبان تھے لیکن جب آیت کریمہ نازل ہوتی تو بعض اوقات نبی کریم ﷺ نے سوال فرمایا کہ آپ نے اس کا کیا مفہوم سمجھا تو سب نے یک زبان ہوکر کہا۔ اللّٰہ ورسولہ اعلم۔ اللہ اور اُس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے ہم آپ ﷺ کے سمجھانے سے سمجھیں گے آپ ﷺ کے سمجھائے بغیر ہماری گرفت میں بات نہیں آئے گی۔

عربی ایک ایسی زبان ہے جس میں ایک لفظ کے معنی دو مختلف ایک دوسرے کی ضد ہوسکتے ہیں مثلاً ایک لفظ ہے مولا۔ اب مولا کا معنی مالک بھی ہے اللہ کو بھی ہم مولا کہتے ہیں مالک کو بھی مولا کہتے ہیں لیکن مولا کا معنی آزاد کردہ غلام بھی ہے جو غلام آزاد کر دیا جائے اُسے بھی مولا کہتے ہیں کتنا فرق ہے دونوں ضد ہیں مالک کہاں غلام کہاں لیکن دونوں کے لئے مولا لفظ بولا جاتا ہے جب فقرے میں استعمال ہوتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ یہاں کس معنے میں استعمال ہوا ہے لہذا عربی گرائمر سے اگر ہم معنی نکالنے لگیں تو شاید معنی کیا کا کیا ہو جائے اور جتنے فرقے گمراہ ہوئے ہیں اُس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے معنی اپنی پسند کے اور اپنے زور علم پر اور اپنی گرائمر دانی پر صرف ونحو پر اپنی مرضی کے معنی گھڑ لیے ہیں۔ ورنہ قرآن کے معنی وہی ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیھم اجمعین نے سنے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیھم اجمعین نے صرف سنے نہیں ہیں چونکہ احکام تھے خرید وفروخت کے بھی عبادات کے بھی معاملات کے بھی انہوں نے نبی کریم ﷺ کے روبرو اُن پر عمل کیا اور حضور اکرم ﷺ

www.naqshbandiaowaisiah.com

نے اُس کی تصدیق فرمائی کہ یہ جو عمل کیا گیا ہے یہ قرآن کے مطابق ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین میں دو جماعتیں تھیں۔

ایک وہ جو مکہ مکرمہ میں ایمان لائے تیرہ سال نبی کریم ﷺ کے ساتھ دنیا کی ہر سختی برداشت کی اور بالاخر جب ہجرت کا حکم ہوا تو آپ ﷺ کی ہم رکابی میں اپنا گھر بار مال و دولت جائیداد سب کچھ اللہ کے راہ میں چھوڑ کر نکل آئے یہ تھے مہاجرین دوسرے وہ تھے جو مدینہ منورہ میں تھے ہجرت سے پہلے بھی ایمان لائے بعد میں بھی مسلمان ہوتے رہے لیکن انہوں نے مکہ مکرمہ جا کر دعوت دی کہ حضور ﷺ آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائیے اور اپنے خدام کو بھی ساتھ لائیے چنانچہ مکہ سے ہجرت فرما کر نبی کریم ﷺ بھی اور مسلمان جو اہل مکہ تھے وہ بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے اور انہوں نے اپنے سینے اُن کے لئے کھول دیے اُن کے ساتھ جائیدادیں بانٹ لیں گھر آدھے آدھے کر لئے مال و دولت آدھا آدھا کر لیا اور وسیع الظرفی سے انہیں جگہ دی انہیں کہا جاتا ہے انصار مددگار معاون۔ قرآن حکیم نے قرآن کے معانی پر اللہ کی طرف سے جو حفاظتی حصار بنا اُس کو ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا۔

والسبقون الاولون من المھجرین والانصار۔ دنیا میں سب سے سبقت لے جانے والے دنیا میں سب سے بلند مقام پر سب سے پہلے پہنچ جانے والے وہ خوش قسمت جو مہاجر تھے اور انصار تھے یہ ایک طبقہ ہے مسلمانوں کا جو نزول قرآن کے گواہ بھی ہیں جنھوں نے قرآن کے معانی کو سیکھا اُس پر عمل کیا اور آگے پوری انسانیت کو سکھانے کا فریضہ انجام دیا۔ یہ ایک طبقہ ہو گیا مہاجرین و انصار کا جو براہ راست شاگرد ہیں آقائے نامدار ﷺ کے۔ اب اُس کے بعد صحابہ سے لیکر قیامت تک ساری انسانیت ایک طبقہ بن گئی فرمایا۔

مومن تو مومن کافر کو بھی امن اور سلامتی اور انصاف نصیب ہوا تو اسلام کے زیر نگیں آکر نصیب ہوا۔

والذین اتبعوھم باحسان۔ اب ان کے بعد قیامت تک جس شخص نے خلوص دل کے ساتھ ان کی پیروی کی۔ اپنے زور کلام کے ساتھ قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی قصے کہانیوں کے بل پر سمجھنے کی کوشش نہیں کی منطق کے اصولوں کے زور پر سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ صرف و نحو کے گھوڑے نہیں دوڑائے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے قرآن کو جس نے سمجھا اور خلوص دل سے سمجھا اور خلوص دل سے اُس پر عمل کیا فرمایا۔

رضی اللہ عنھم ورضواعنہ۔ اللہ ان سب پر راضی ہوا اور اُن سب کو اتنا عطا کرے گا کہ وہ اللہ پر راضی ہو جائیں گے۔

واعد لھم جنت تجری تحتھا الانھرُ خلدین فیھا ابداً۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اُس نے جنت تیار کی ہے جس میں نہریں بہتی ہیں اور اُس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ **ذالک الفوزُ العظیم**۔ سب سے بڑی کامیابی یہ ہے۔

چنانچہ قرآن کے معانی و مفاہیم کی حفاظت کا اہتمام بھی اللہ کریم نے فرمادیا کہ جن لوگوں سے تم نے قرآن سیکھا ہے سنا ہے قران کے سب سے پہلے گواہ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین قرآن کے سب سے پہلے لوگوں تک پہنچانے والے بھی صحابہ کرام وہی لوگ اور انہی کا عمل ہے جو قرآن کے معانی اور مفاہیم کی تعین کرتا ہے۔ آج جو کام بھی ہم کرتے ہیں ہم کہتے ہیں یہ قرآن کا حکم ہے تو اُس پر یہ سوال کیا جائے کہ یہ حکم صحابہ کرام نے ایسے ہی سمجھا تھا اور یہ عمل اس طرح کیا تھا کہ یہ ثواب ہے اگر ثابت ہو جائے تو عین دین ہے لیکن جو رسومات ہم نے بنالی ہیں یہ ثابت کیسے ہوں ثابت تو وہی عمل ہوگا جو انہوں نے کیا۔ اور پھر کمال کی بات یہ ہے کہ اللہ کریم نے جب یہ قدغن لگادی تو صحابہ کبار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو ایک خاص طاقت ایک خاص قوت ایک خاص عظمت عطا کی کہ تیس برسوں میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

نزول قرآن مکمل ہوا۔ نبی پاک ﷺ مبعوث ہوئے تھے پوری انسانیت کی طرف ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم ۔اے اولاد آدم علیہ السلام تم جہاں کہیں ہو میں تم سب کے لئے اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔اب چاہیے یہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ صرف عرب شریف میں نہ رہتے۔آپ ﷺ برصغیر میں تشریف لاتے اور جاپان میں جاتے چین میں جاتے روس میں جاتے جرمنی میں جاتے فرانس میں جاتے سارے براعظموں میں قدم رنجہ فرماتے ساری انسانیت کے لئے جو نبی تھے اور ہر ہر جگہ آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچانا تھا لیکن حیات طیبہ میں نزول قرآن تیئس برسوں میں مکمل ہوا اور آپ ﷺ نے پوری حیات دنیوی عرب ہی میں بسر کر دی۔تو پیغام باہر کون لے جائے گا یہ ذمہ داری حضو ﷺ کے خدام پر تھی۔ یہ سفیر تھے محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اور آپ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کی تاریخ کو گن لیں اُس کے بعد تیئس برسوں میں معلوم دنیا کا تین چوتھائی حصہ یہ لوگ فتح کر کے وہاں اسلامی نظام قائم کر چکے تھے صرف یہ نہیں کہ اسلام کا وعظ وہاں تک پہنچا دیا۔چین سے لیکر ہسپانیہ تک اور سائبریا سے لیکر افریقہ تک ریاست مدینہ کی وسعتیں پھیل چکی تھیں اور عملاً وہاں اسلامی نظام نافذ ہو چکا تھا اب اتنی بڑی ریاست کی بات کیا باقی دنیا سے چھپی رہ گئی ہوگی۔ کسی شہنشاہ کے محل سے لیکر گداگر کی جھونپڑی تک اللہ کریم کا پیغام پہنچ گیا اور عملاً ایک وسیع ترین ریاست پر عملاً نافذ کر دیا گیا یہ کمال بخشا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تابعین کو تبع تابعین کو اللہ کریم نے۔

عہد صحابہ میں عہد خلافت راشدہ میں فتوحات کی کوئی حد نہیں رہی تھی۔اور یہ فتوحات کسی قوم کو شکست دینے کے لئے نہیں تھیں کس کو رسوا

> دنیا کا ھر بندہ جب روتا ھے تو ایک ھی طرح روتا ھے اور جب ھنستا ھے تو ایک ھی طرح ھنستا ھے جب دکھی ھوتا ھے تو ایک سا دکھ محسوس کرتا ھے۔

کرنے کے لئے نہیں تھیں بلکہ اللہ کا دیا ہوا نظام عدل نافذ کر کے اللہ کی مخلوق کو باطل خداؤں سے اور ظالموں کے ظلم سے رہائی دینے کے لئے۔جہاں اتنی بڑی ریاست وجود میں آ گئی۔

آج تو لوگ جواز ڈھونڈتے ہیں کہ عراق کے قیدیوں پر جیل میں یہ ظلم کے پہاڑ کیوں توڑے گئے تو ہمارے دانشور کہتے ہیں جنہوں نے ظلم کیا وہ تو جواز تراشیں یا نہ تراشیں وہ تو شاید یہ پرواہ بھی نہیں کرتے کہ اس کے لئے ہمیں کسی جواز کی ضرورت ہے اُن کے لئے تو اُن کی طاقت ہی جواز ہے۔لیکن ہمارے یہ دانشور کہتے ہیں کہ جو بھی فتح کرتا ہے جی وہ یہی حال کرتا ہے کیا عجیب بات ہے لیکن کیا تاریخ اس بات سے آواز نکالتی ہے کہ اتنی وسیع فتوحات میں کہیں کسی بوڑھے کی آہ کہیں کسی عورت کی چیخ کہیں کسی بچے کے آنسو ٹپکتے دکھائی دیتے ہیں۔ مومن تو مومن کافر کو بھی امن اور سلامتی اور انصاف نصیب ہوا تو اسلام کے زیر نگیں آ کر نصیب ہوا۔کسی کافر کا بھی بت کدہ اُجاڑا نہیں گیا کسی ایسے شخص کو چھیڑا نہیں گیا جس نے مقابلے میں تلوار نہ اٹھائی ہو۔کسی کی فصلیں نہیں اجاڑی گئیں کسی کے باغات نہیں اجاڑے گئے کسی کے کنویں بند نہیں کئے کوئی تکلیف کسی نسل انسانی کو نہیں دی گئی خواہ وہ بدترین دشمن بھی تھا۔ انصاف ہر ایک کو نصیب ہوا اور یہ تھا قرآن حکیم کو پہنچانے کا فریضہ جنہوں نے آقائے نامدار ﷺ سے سیکھا انہوں نے پوری دیانت کے ساتھ روئے زمین پر بسنے والی ساری مخلوق کو پہنچا دیا آج بھی قرآن کا مفہوم اور قرآن کا معنی وہی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سمجھا اور قیامت تک وہی رہے گا۔اس لئے کہ قرآن حکیم اصولوں پہ بات کرتا اور انسانی اصول تبدیل نہیں ہوئے۔ اُن کی تکمیل کے ذرائع بدلے ہیں اور کچھ نہیں بدلا' انسان کو بھوک لگتی تھی آج بھی بھوک لگتی ہے انسان کو پیاس لگتی تھی آج بھی پیاس لگتی ہے سر چھپانے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی جگہ کی ضرورت تھی آج بھی ضرورت ہے سفر کی ضرورت پیش آتی تھی آج بھی سفر کی ضرورت ہے اگر بدلے ہیں تو تکمیل کے ذرائع بدلے ہیں کہ کبھی پیدل تھا پھر گھوڑے کی پیٹھ پر تھا پھر گاڑی پر تھا آج جہاز پر ہے لیکن سفر کی ضرورت تو موجود ہے اس طرح بھوک پیاس عزت وآبرو خوشی اور غمی ساری چیزیں سارے نسل انسانی میں ایک جیسی ہیں دنیا کا ہر بندہ جب روتا ہے تو ایک ہی طرح روتا ہے اور جب ہنستا ہے تو ایک ہی طرح ہنستا ہے جب دکھی ہوتا ہے تو ایک سا دکھ محسوس کرتا ہے جب خوش ہوتا ہے تو ایک سی خوشی محسوس کرتا ہے کیا بدل گیا کچھ بھی نہیں بدلا۔ اس لئے قرآن حکیم نے ایسے اصول وضع فرمادیے کہ جو دنیا کے موسموں سے متاثر نہیں ہوتے فاصلوں سے متاثر نہیں ہوتے زمانوں سے متاثر نہیں ہوتے زمینوں سے متاثر نہیں ہوتے۔ جہاں بھی کوئی ہے آج بھی وہ اس بات کا مکلف ہے کہ وہی عقیدہ رکھے جو آقائے نامدار ﷺ نے تعلیم فرمایا اور جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے سمجھا۔ آج بھی وہی نماز ادا کرے جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے تعلیم فرمائی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے سمجھی آج بھی وہی وضو کرے آج بھی اُسی طرح رزق حلال پیدا کرے آج بھی اُسی طرح مال خرچ کرے آج بھی زندگی کے ہر ہر موڑ پر انہی کے نقوش

> انسان آج بھی زندگی کے ہر ہر موڑ پر انہی کے نقوش ہائے قدم کو تلاش کرے اور انہی پر چلے وہی کامیابی کا واحد راستہ ہے اُس کے علاوہ جتنے راستے ہیں من گھڑت ہیں

ہائے قدم کو تلاش کرے اور انہی پر چلے وہی کامیابی کا واحد راستہ ہے اُس کے علاوہ جتنے راستے ہیں سارے من گھڑت ہیں سب تباہی کی طرف جاتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے زمین پر ایک خط کھینچا پھر اُس کے ساتھ دونوں طرف بہت سی لکیریں بنادیں فرمایا ہدایت کا راستہ یہ ہے جس پر میں ہوں میرے صحابہ ہیں اور یہ سیدھا راستہ ہے۔ اُس میں سے جو دائیں نکلے گا وہ بھی گمراہ ہوگا جو بائیں نکلے گا وہ بھی گمراہ ہوگا اور جتنے راستے اس سے نکلیں گے سارے تباہی پر جائیں گے چنانچہ قرآن کریم نے معانی ومفاہیم کے بارے میں طے کردیا کہ **والسبقون الاولون من المھجرون والانصار.** سبقت لے جانے والے نسل انسانی پر خوش نصیب لوگ جو مہاجر تھے اور انصار تھے یہ ایک طبقہ ہے یہ پیشوا ہیں یہ مقتدیٰ ہیں یہ سفیران محمد مصطفی ﷺ ہیں۔ ان کے بعد جتنی مخلوق ہے اُن کے لئے ہے **والذین اتبعو ھم باحسان.** جس نے خلوص دل سے ان کا اتباع کرلیا۔ **رضی اللہ عنھم ورضوعنه.** اُن سب لوگوں سے اللہ راضی ہوا اور اُن پر اتنا کرم فرمائے گا۔ کہ وہ کہہ اٹھیں گے کہ اے اللہ بس کر ہم تجھ پر راضی ہیں اب ہم میں لینے کی سکت بھی نہیں ہے اور انہی کے لئے آخرت کا گھر اور اُس کی نعمتیں ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور **ذالک الفوزُ العظیم۔** اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

انسانی زندگی کے رخ

''سورۃ نور کی اٹھارہویں پارے کی آیات مبارکہ میں زندگی کے دو رخ ارشاد فرمائے ہیں ایک رخ انسان کی مادی نگاہوں کے سامنے اور اس کی مادی عقل کی گرفت میں ہے' اس کے علوم ظاہریہ کی رسائی میں ہیں جیسے دنیا کی نعمتیں' دنیا کی لذتیں' دنیا کا اقتدار وغیرہ' دوسرا رخ ہے اللہ کی ذات جو اسکی عقل سے' اس کے ظاہری علم سے اس کی مادی آنکھوں سے بالاتر ہے آخرت اس کی مادی نگاہوں کی پہنچ سے باہر ہے اللہ کی رضا اور اس کی رضامندی کے نتائج اور نعمتیں یہ بھی اس کی مادی نگاہ سے اوجھل ہیں گناہ' کفر' ظلم' برائی' بدکاری اور اس کی سزائیں بھی اس کی مادی نگاہ اور رسائی سے اوجھل ہیں۔ ان سب باتوں کے بارے میں اسے خبر دیتا ہے اللہ کا رسول ﷺ اب ایک طرف اس کی مادی نگاہ ہے مادی عقل و شعور ہے' مادی علوم ہیں' جسم میں مادی لذت سے راحت پانے کی خواہش ہے مادی لذت کو محسوس کرنے کی استعداد ہے' دوسری طرف اس کے پاس محض ایک خبر ہے' اگرچہ وہ خبر اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے ہے اب یہ اللہ کی خبر کو زیادہ اہمیت دے تو نجات یقینی ہے۔''

ماخوذ از تعلیمات و برکات نبوت ﷺ

تعاون مہر فاروق اختر فون 0320--5464850

اللہ کی مخلوق سے تعلق

''جتنے صوفی حضرات آبادیوں سے باہر چلے گئے جب سے انہوں نے انسانوں سے رشتہ توڑا' ان کے منازل سلوک جس مقام پر تھے وہیں پر رک گئے' اس سے آگے ترقی نہیں کر سکے۔ یہ اس لئے کہ ترقی درجات کا سبب اللہ کی مخلوق کے ساتھ تعلقات ہیں۔ آپ اللہ کی مخلوق پر کس قدر مہربان ہیں' کتنی محبت دے سکتے ہیں' ان سے کتنا ظلم دور کر سکتے ہیں اور ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں یہ ترقی درجات کا سبب ہے۔ جب وہ مخلوق سے گھبرا کر الگ ہو گئے تو یوں سمجھ لو جیسے ان کی موت واقع ہو گئی کیونکہ عمل منقطع ہو گیا پھر وہ خواہ پچاس سال تنہائی میں بیٹھے رہے' ترقی درجات نہیں ہوتی' اس مقام پر رہے' جس مقام پر لوگوں سے الگ ہو گئے تھے تو بندے خواہ گنہگار بھی ہوں' اللہ کی مخلوق کتنی بری بھی ہو لیکن زندگی کا اور اللہ کے ساتھ رشتے کا اور وصال الٰہی کا سبب تو یہی لوگ ہیں۔'' ماخوذ از تعلیمات و برکات نبوت ﷺ

تعاون

حکیم محمد الیاس ساغر

اویسیہ دواخانہ الطاف گنج جھنگ روڈ' فیصل آباد

www.naqshbandiaowaisiah.com

جینا سیکھئے

زندگی کا سارا سکون چھیننے والی صرف دو چیزیں ہیں۔ خوف اور غم۔ ان میں سے غم کا تعلق ماضی سے ہے کہ ہائے یہ کیوں ہو گیا' ایسا تو نہیں ہونا چاہئے تھا' اور خوف کا تعلق مستقبل سے ہے' کہ ہائے کہیں یوں نہ ہو جائے اور ان دونوں کا اثر حال پر پڑتا ہے' اور آدمی بے حال ہو جاتا ہے۔

پروفیسر حافظ عبدالرزاق
اویسی' چکوال

زندگی نام ہے سانس کے آنے جانے کا' جب سلسلہ رک جائے تو کہتے ہیں زندگی ختم ہوگئی' زندگی کی یہ حقیقت وہ ہے' جو ہر آدمی سمجھتا ہے۔ اس سے بڑھ کر ذرا گہری سوچ ہو تو کہا جاتا ہے کہ جو چیز جس مقصد کے لئے پیدا کی گئی ہے' جب تک وہ مقصد پورا کرتی رہے زندہ ہے' جب وہ مقصد پورا کرنا بند کر دے اس کی زندگی ختم۔ یہ اصول منطقیانہ معلوم ہوتا ہے' اسی اصول کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ اشرف المخلوقات جب تک اپنا مقصد تخلیق پورا کرتا ہے' زندہ ہے ورنہ چلتی پھرتی لاش ہے۔ ترجمان حقیقت نے اس عظیم حقیقت کو ایک شعر میں اس خوبی سے سمو دیا ہے کہ پڑھ کر بے اختیار سبحان اللہ زبان پر آ جاتا ہے۔

یعنی وہ شخص جو مسلمان ہونے کا دعوی کرتا ہے اور اللہ ھو یعنی اللہ کی یاد کے بغیر زندگی بسر کر رہا ہے۔ تو وہ محض سانس لے رہا ہے اس کے اندر روح کوئی نہیں وہ چلتی پھری لاش ہے۔

اللہ ھو یا اللہ کی یاد کا مسلمان کی زندگی سے ایسا تعلق ہے کہ وہ ہر وقت ہر حال میں اسکے ساتھ رہتی ہے۔ مثلاً زبان سے اللہ ھو اس طریقہ پر ہے کہ جب کوئی بات کرنے لگے تو

> **زندگی کا اصل کام یہ ہے کہ خالق سے معاملہ کھرا ہو اور مخلوق سے معاملات درست ہوں۔ بس ساری زندگی کے محور اور مرکز یہی دو نکتے ہیں۔**

دیکھ لے کہ کیا اللہ کو یہ بات پسند ہے یا ناپسند اگر پسند ہے تو کرے ورنہ ہرگز نہ کرے اور اسکی مشق کیلئے روزانہ صبح شام تنہائی میں اللہ ھو ضرور کیا کرے۔

پھر خیال اور روح سے یہی احتیاط ملحوظ رکھے۔ پھر عمل سے اللہ کی یاد یوں کہ جو کام کرنے لگے پہلے دیکھ لے کہ اللہ کو پسند ہے تو کرے اگر ناپسند ہے تو رک جائے یہ صورت ہے اللہ ھو کے بغیر زندہ رہنے کی مسلمان جو اللہ ھو کے بغیر جی رہا ہے وہ جی نہیں رہا صرف سانس لے رہا ہے۔

بھلا اشرف المخلوقات کا مقصد تخلیق کیا ہے آیئے اس کے خالق سے پوچھیں' آواز آتی ہے۔

وما خلقتُ الجن و الانس الا لیعبدوُن ۝ یعنی میں نے مکلّف مخلوق یعنی جن اور انسان کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ تو کیا انسان ۲۴ گھنٹے صرف عبادت ہی کرتا رہے' اور کوئی کام نہ کرے' کیا یہ ممکن ہے؟

ہاں یہ ممکن ہے بشرطیکہ عبادت کی حقیقت معلوم ہو وہ کیا ہے؟ ہاں! عبادت نام ہے' خالق کی بات محبت کے جذبے کے ساتھ ماننے کا' وہ بات زندگی کے کسی شعبے سے تعلق رکھتی ہو' مثلاً بولنا' چالنا' اٹھنا بیٹھنا' چلنا پھرنا' کھانا پینا' سونا جاگنا' کمانا خرچ کرنا' دوستی دشمنی کسی شعبے سے تعلق رکھتی ہو' اس بات کو ماننے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کو نام عبادت ہے۔ ہاں اب بات کی جو چیز ناممکن نظر آ رہی تھی وہ تو اب زندگی کا معمول نظر آنے لگی ہاں اب تھوڑی سی جھلک بھی دیکھ لو۔

1-بولنا چالنا۔ قل لعبادی یقول التی ھی احسن اور حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیراً او یصمت۔ اور ارشاد ربانی ہے۔

(الف) لا یغتب بعضکم بعضاً

(الحجرات رکوع ۲)

(ب) اجتنبوا قول الزور

(سوۃ الحج رکوع ۴)

(ج) لا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب۔

(الحجرات ع ۲)

2-اٹھنا بیٹھنا۔ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ' (سورۃ الکھف رکوع ۴) اور فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ (الانعام ع ۸)

3-چلنا پھرنا۔ لاتمش فی الارض مرحاً (القمن ع ۲)

اور اللہ کے بندے وہ ہیں جو یمشون علی الارض ھوناo (سورۃ الفرقان رکوع ۶)

4-کھانا پینا۔ کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً اور کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ (سورۃ الاعراف رکوع ۳)

5-کمانا خرچ کرنا۔ اذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (سورۃ الجمعہ رکوع ۲) اور اللہ کے بندے وہ ہیں اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواماً (سورۃ الفرقان رکوع ۶)

سونا جاگنا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جو آدمی عشاء کی نماز باجماعت پڑھتا ہے، پھر سو جاتا ہے۔ صبح کی نماز باجماعت پڑھتا ہے' وہ سویا نہیں' رات بھر عبادت کرتا رہا' اسی طرح جو ذکر کرتے کرتے سو گیا' صبح اٹھا تو بے اختیار اس کی زبان پر آیا۔ الحمد للہ الذی احیانا بعدما اماتنا والیہ النشور۔ پھر اللہ کی جماعت میں زندگی کے کاروبار میں لگ گیا وہ سویا نہیں بلکہ رات بھر عبادت میں مصروف رہا۔

وہ شخص جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتاہے اور اللہ ہو یعنی اللہ کی یاد کے بغیر زندگی بسر کر رہا ہے تو وہ محض سانس لے رہا ہے اس کے اندر روح کوئی نہیں وہ چلتی پھرتی لاش ہے۔

7-دوستی۔ دشمنی: یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء (سورۃ الممتحنہ رکوع ۱)

اور یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا اباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان۔

یہ چند احکام بطور نمونہ پیش کئے ہیں اسی طرح کے احکام پر عمل کیا جائے تو کیا ساری زندگی عبادت نہیں بن جاتی' اور اس طرح جینے کا ڈھنگ سیکھا جائے اور اختیار کیا جائے تو کیا یہ انسان اور اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت نہیں۔

اسی طرح جینے کا ڈھنگ' سیکھنے کی کوشش ہماری اصل ضرورت ہے' وہ کیوں؟ وہ اس طرح کہ جب خالق نے پہلے انسان کو کرہ ارض پر اپنے نائب کی حیثیت سے رہنے بسنے کے لئے جانے کا حکم دیا' تو قدرتی بات ہے اس کے دل میں یہ بات آئی ہو گی کہ نئی جگہ جا رہا ہوں' نیا ماحول ہو گا۔ گزارہ کیسے ہو گا' اور خالق جو "علیم بذات الصدور" ہے' وہ جانتا تھا تو اس نے آدم علیہ السلام کو تسلی دی وہاں رہنے بسنے کا سلیقہ میں خود سکھاؤں گا۔ تمہارا کام یہ ہے کہ اپنی اولاد کو تاکید کرنا کہ میری ہدایات کے مطابق زندگی گزارنا اور اس کا نقد انعام بھی بتایا۔ ارشاد فرمایا۔

فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنونo اور یہ حقیقت ہے کہ زندگی کا سارا سکون چھیننے والی صرف دو چیزیں ہیں۔ خوف اور غم۔ ان میں سے غم کا تعلق ماضی سے ہے کہ

ہائے یہ کیوں ہو گیا' ایسا تو نہیں ہونا چاہئے تھا' اور خوف کا تعلق مستقبل سے ہے کہ ہائے کہیں یوں نہ ہو جائے اور ان دونوں کا اثر حال پر پڑتا ہے' اور آدمی بے حال ہو جاتا ہے۔

اس خطرے سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ خالق جو کہے وہ کرو اور جن سے روکے رک جاؤ' بس نہ غم نہ خوف زندگی پرسکون اور پر لطف۔

ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہم میں ایک فیصد انسان بھی ایسے نہیں ملتے' جن کو یقینی علم ہو کہ ہمارا مقصد تخلیق کیا ہے؟ مقصد تخلیق کو پورا کرنے کی بات تو دور ہے ہم تو بس اتنا جانتے ہیں۔

دنیا کا مزہ لے دنیا تمہاری ہے اور لطف یہ ہے کہ مزہ لینا نصیب ہی نہیں ہوتا' سو سال بھی جی لیں مرتے وقت یہی کہتے ہیں۔

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

اور۔

ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے

اور زندگی جو گزارتے ہیں یہی رونا روتے ہوئے۔

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

دنیا کا کوئی ملک ہو وہاں کے معاشرہ کا مطالعہ کرنے سے انسانی نفسیات کا ایک وصف نمایاں طور پر نظر آتا ہے وہ یہ کہ انسان کو جو چیز پسند آ جائے اسے حاصل کرنے یا اسے اختیار کرنے کیلئے بے تاب ہو جاتا ہے۔ انسان کی نفسیات کا یہ وصف اتنا مؤثر ہے کہ انسان اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ دیکھئے اگر آج کوئی پوچھے کہ مسلمان کی پہچان کیا ہے؟ اس کے جواب کے لئے آپ دنیا بھر کے غیر مسلم ممالک اور مسلم ممالک کا سروے کریں اور مسلم ممالک کے حکمرانوں تک کو دیکھیں' تو آپ کو مسلمان کی پہچان یہ دکھائی دے گی کہ مسلمان وہ ہے' جس کو زندگی میں سب سے زیادہ نفرت نبی کریم ﷺ کی صورت سے ہو' اس کا ادنیٰ سا نشان تک اپنے وجود پر گوارا نہیں کرتا اور اسے محبت اس صورت سے ہے جس سے حضور اقدس ﷺ نے واضح طور پر منع فرمایا ہے..... چنانچہ دنیا میں جتنے نئے فیشن پیدا ہو کر پھیلتے ہیں اس میں انسانی نفسیات کے اسی پہلو کا دخل ہے' اسی لئے انسان کو زندگی کی کوئی روش اختیار کرنے کے لئے کوئی نمونہ یا ماڈل درکار ہوتا ہے' اسلام چونکہ فطرت ہے' اس لئے انسانی فطرت کے اس پہلو کو بڑی اہمیت دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

عبادت نام ہے خالق کی بات محبت کے جذبے کے ساتھ ماننے کا' وہ بات زندگی کے کسی شعبے سے تعلق رکھتی ہو' مثلاً بولنا' چالنا' اٹھنا بیٹھنا' چلنا پھرنا' کھانا پینا' سونا جاگنا' کمانا خرچ کرنا' دوستی دشمنی کسی شعبے سے تعلق رکھتی ہو' اس بات کو ماننے کا نام عبادت ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ۰ یعنی زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھانے کے لئے خالق نے تمہارے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کو بہترین ماڈل بنا کے بھیجا ہے' اسے دیکھو اور اس جیسی روش اختیار کرو۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنی تربیت سے جو انسان تیار کئے انکو بھی آپ نے یہی مقام عطا فرمایا چنانچہ ارشاد ہے علیکم بسنتی وسنتہ الخلفاء الراشدین۔ تمہارے لئے بہترین ماڈل میرا طرز زندگی ہے' اور میرے خلفائے راشدین کی سنت ہے' اسے لازم پکڑو یعنی حضور اکرم ﷺ نے اس کو اور وسعت دے دی۔

ایک طویل حدیث ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی اور وہ سارے جہنمی ہوں گے۔ "سوائے ایک ملت کے" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' وہ ایک ملت کون سی ہے' آپ ﷺ نے کسی کا نام نہیں لیا' بلکہ ایک پہچان بتا دی کہ "وہ اس روش پر چلے گی جس پر میں چل رہا ہوں اور جس پر میرے صحابہ چل رہے ہیں"۔ گویا آپ ﷺ نے بتا دیا کہ میرے بعد قیامت تک آنے والے

انسانوں کے لئے زندگی بسر کرنے کے لئے ماڈل میرے صحابہؓ کی زندگی ہے' اور یہی ملت اسلام ہے' یہ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ کی تربیت میں یہ کمال تھا' چنانچہ کسی عارف نے کہا ہے۔

درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا' آنکھوں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ھادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

گویا اب قیامت تک ملت واحدہ کی پہچان ''صحابہ کا اتباع ہے''۔ مگر ہم نے اس کام کو ہلکا اور آسان بنا دیا ہے' وہ یوں کہ ہزاروں برس پہلے کی تاریخ سے ماڈل تلاش کرنے کی بجائے اپنے موجودہ معاشرے سے یا ماضی قریب سے ماڈل تلاش کر لو' چنانچہ ہماری موجودہ نسل نے زمانہ حال سے ماڈل تلاش کر لیا۔

ہر شخص اپنی بساط کے مطابق ایکٹنگ میں جان کھپا رہا ہے' اس کی فکر کسی کو نہیں کہ میں ہوں کیا' بلکہ کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ دکھائی دوں جیسا میں نہیں ہوں بھائی! انسان بننے کی کوشش کرو اور اس کے لئے جان کھپاؤ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے اتباع اور صحابہؓ کی اتباع کی صورت کیا ہے؟ سو اس کا طریقہ یہ ہے کہ زندگی کا اصل کام یہ ہے کہ خالق سے معاملہ کھرا ہو' اور مخلوق سے معاملات درست ہوں' بس ساری زندگی کے محور اور مرکز یہی دو نکتے ہیں۔ خالق سے معاملہ کھرا رکھنے کی صورت یہ ہے' اس کی اطاعت' مگر ایسی اطاعت جس میں محبت کا عنصر غالب ہوتا کہ وہ اطاعت عبادت بن جائے' جس کی تفصیل ابھی ابھی گزر چکی ہے۔ اور مخلوق سے تعلق خیر خواہی اور شفقت کا ہے' ان دو جذبوں کے ساتھ مخلوق سے معاملہ کیا جائے' تو یوں سمجھئے کہ اشرف

ہر شخص اپنی بساط کے مطابق ایکٹنگ میں جان کھپا رہا ہے' اس کی فکر کسی کو نہیں کہ میں ہوں کیا' بلکہ کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ دکھائی دوں جیسا میں نہیں ہوں۔ بھائی! انسان بننے کی کوشش کرو اور اسکے لئے جان کھپاؤ

المخلوقات کی طرح جینے کا ڈھنگ آ گیا۔ ان دونوں شعبوں کے اصطلاحی نام حقوق اللہ اور حقوق العباد ہیں ______ ان دونوں میں فرق ہے اور وہ یہ کہ حقوق اللہ میں کمی رہ جائے' سستی ہو جائے' تو سچی توبہ سے اللہ کریم وہ کمی معاف فرما دے گا' مگر حقوق العباد کا معاملہ ذرا نازک ہے وہ یوں کہ جسکے حقوق پورے نہیں کئے' جب تک وہ نہ بخشے' اللہ نہ بخشے گا۔ اس لئے انسان کو زندگی کے اس پہلو میں بڑا محتاط ہونا چاہئے' اس شعبے کی کما حقہٗ تکمیل کے لئے رحمۃ للعالمین ﷺ بڑی تفصیل سے ہدایات دی ہیں

اس مختصر سی محفل میں چند ہدایات بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ یعنی میرا امتی ہونے کا دعویٰ کرنے والے کی نشانی یہ ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان امن وسلامتی کے سوا کچھ نہ پائیں۔

مطلب یہ ہے کہ انسان کی کوشش یہ ہو کہ وہ اپنی زبان سے ایسی باتیں کرے کہ دوسروں کو ان سے کوئی دکھ تکلیف یا اذیت نہ پہنچے بلکہ ہر سننے والے کو کسی نہ کسی درجے میں سکون اور راحت ملے اسی طرح اپنے ہاتھ سے ۔یا اپنی طاقت سے' یا اپنے منصب سے' یا اپنے اقتدار سے' کوئی ایسا کام نہ کرے' اور نہ کوئی ایسا حکم دے جس سے کسی کو دکھ یا اذیت پہنچے بلکہ کوشش یہ ہو کہ ہر شخص بقدر استطاعت اس سے کوئی فائدہ یا راحت حاصل کرے' اب ذرا تصور کرو' جس معاشرے میں ہر شخص اپنی زبان اور طاقت پر اس قسم کا کنٹرول حاصل کرے اس معاشرے میں زندگی کی کیا کیفیت ہوگی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتے ہو' وہی اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرو' اور جو اپنے لئے ناپسند ہو' وہ اپنے بھائی کے لئے بھی ناپسند ہو۔

بھائی کا لفظ صرف نسبتی تعلق کیلئے ہی استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ عقیدہ میں اتحاد ہو تو اس کے لئے بھی بھائی کا لفظ بولا جاتا ہے' اور نبی

www.naqshbandiaowaisiah.com

نوع انسان سے تعلق ہو تو اس کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے ــــــ مطلب یہ ہے کہ فرض کرلو تم کسی دوسرے انسان سے کوئی خاص قسم کا برتاؤ کرنا چاہتے ہو' تو اس کے کرنے سے پہلے سوچو کہ اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ یہ برتاؤ کرے تو تمہیں پسند ہوگا' اگر ایسی بات ہے تو وہ برتاؤ کرو اور اگر ذہن یہ جواب دے کہ مجھے تو یہ برتاؤ ہرگز پسند نہیں تو شرافت یہ ہے کہ تم بھی اس کے ساتھ یہ برتاؤ نہ کرو جو کرنا چاہتے ہو۔

اب ذرا چشم تصور کے سامنے یہ منظر لاؤ' جس میں ہر شخص اس اصول پر زندگی بسر کر رہا ہے' اس ماحول اور اس معاشرے میں رہنا جنت ارضی میں رہنا نہیں تو اور کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ "لا یحل لمسلم مال امرا الا بطیب نفس منه"۔ یعنی کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ کسی کا مال اپنا لے سوائے اس صورت کے کہ صاحب مال اپنا مال اپنی آزاد مرضی اور خوشی سے اسے دے۔

اس طرح دینے کی کئی صورتیں ہیں' مثلاً کوئی چیز کسی کو ہبہ کر دینا' تحفہ کے طور پر دینا' ہدیہ کے طور پر دینا یا قیمت لے کر دینا' وغیرہ اس کے علاوہ جتنی صورتیں ہیں' ناجائز اور حرام ہیں' مثلاً چوری کرلینا' چھین لینا' یا ہیرا پھیری کر کے کسی کا مال دھوکہ سے ہتھیالینا۔

صرف اس ہدایت پر عمل کرنے سے معاشرے میں جو راحت اور سکون میسر آ سکتا ہے اس کا تصور کر کے تو دیکھو۔

ہمارا حال یہ ہے کہ مسجد میں نماز پڑھنے جائیں تو اپنے جوتے بغل میں لے کر مسجد میں داخل ہوتے ہیں' پھر جب نماز پڑھنا شروع کرتے ہیں' تو پہلے اپنے جوتے اپنے سامنے وہاں رکھتے ہیں' جہاں سے کوئی چھ انچ دور سجدہ کرنا ہوتا ہے۔

ہمارا حال یہ ہے کہ مسجد میں نماز پڑھنے جائیں تو اپنے جوتے بغل میں لے کر مسجد میں داخل ہوتے ہیں' پھر جب نماز پڑھنا شروع کرتے ہیں تو پہلے اپنے جوتے اپنے سامنے وہاں رکھتے ہیں' جہاں سے کوئی چھ انچ دور سجدہ کرنا ہوتا ہے۔

ہمارے اسلاف کا حال یہ تھا کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کا ایک واقعہ ہے۔ کانپور جانے کا ارادہ کیا' ریلوے سٹیشن پر گئے ٹکٹ خریدا' گاڑی میں بیٹھنے لگے تو جس درجے کا ٹکٹ خریدا تھا' اس درجے کے کسی کمرے میں تل دھرنے کی جگہ نہیں' اوپر کے درجے میں بیٹھ گئے کہ چیکر آئے گا تو اس درجے کا ٹکٹ کٹوالیں گے۔ مگر سفر ختم ہوا اور کوئی چیکر نہ آیا' سٹیشن ماسٹر کے پاس گئے اور پوچھا کہ اس درجے اور اوپر کے درجے کے کرایہ میں کتنا فرق ہے' اس نے بتایا تو آپ نے اتنی رقم کا کسی سٹیشن کا ٹکٹ خریدا اور لے کر اسے پھاڑ دیا۔ بابو نے ان سے پوچھا یہ کیا' آپ نے سارا واقعہ سنایا۔ بابو نے کہا واہ مولانا' جب نہ کوئی چیکر آیا نہ کسی نے پوچھا آپ نے خواہ مخواہ اپنا نقصان کر لیا' آپ نے فرمایا۔ بھائی! مجھے جس سے واسطہ پڑنا ہے' وہ جانتا بھی ہے اور دیکھ بھی رہا ہے' اور مجھے کل اس کے سامنے پیش ہونا ہے' وہ پوچھے گا تو میں کیا جواب دوں گا اس لئے میں نے اتنی رقم جو میرے ذمہ بنتی تھی اور محکمہ ریلوے کا حق تھا میں نے اسے پہنچا دی ــــــ یہ حقوق العباد کی اہمیت کا ایک منظر اور یہ ہے صحابہؓ کی روش کو ماڈل بنا کر زندگی بسر کرنے کی صورت' کاش ہمیں زندگی کے اس پہلو پر غور کرنے کی سعادت نصیب ہو جائے' دعا کیجئے' اللہ کریم ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

www.naqshbandiaowaisiah.com

امیر المکرم خاموش کیوں ہیں؟

پروفیسر راجہ محمد اسلم خان

پاکستان کی فضاؤں میں یہ سوال پھر ابھر آیا ہے کہ آج کے سیاسی حالات میں امیر المکرم جناب محمد اکرم اعوان خاموش کیوں ہیں؟ مجھ سے یہ سوال بار ہا پوچھا جا چکا ہے۔ اور پوچھنے والوں کو اس کا جواب بھی دے چکا ہوں۔ اسی سلسلے میں جناب غیاث الدین جانباز کا مورخہ 14 مئی 2004ء کا نوائے وقت میں کالم اور محترمہ آسیہ اسد اعوان صاحبہ کا ماہنامہ المرشد میں اس کا بڑا ہی مدلل جواب بھی پڑھ چکا ہوں۔ جناب امیر المکرم سے میری اس سلسلہ میں کئی بار گفتگو بھی ہو چکی ہے بلکہ آج تک میرے یا میرے ساتھیوں کے ذہن میں کوئی ایسا سوال نہیں ابھرا جو آپ کو پیش کیا گیا ہو اور جس کا ہمیں آپ سے تسلی بخش جواب نہ ملا ہو۔ جناب غیاث الدین جانباز کی خدمت اقدس میں میرا یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ ان کا بھی کوئی سوال تھا تو آپ امیر المکرم سے براہ راست اس کا جواب لے سکتے تھے۔ یوں پریس کا سہارا لینے کی انہیں ضرورت نہ تھی اور یہ کہ ہم ان کے دوستوں کا یہ استحقاق بھی کھلے دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ہم پر تنقید کا پورا پورا حق رکھتے ہیں۔ جناب غیاث الدین جانباز صاحب کا سوال جو آپ نے مذکورہ کالم میں دوستوں کی وساطت سے پہنچایا ملاحظہ فرمائیے۔ آپ لکھتے ہیں۔

''بعض سیکولر دوست جن سے ان کی نیاز مندی ہے انہیں ناقدانہ لکھتے ہیں کہ اچھی بھلی سیاست کر رہے تھے سیاست میں نام بھی بنا لیا تھا پھر ایک مولوی کے پیچھے لگ کر اپنی سیاست کا بیڑہ غرق کیوں کر دیا...... آپ مزید فرماتے ہیں ایسے ہی ایک بے تکلف دوست نے انہیں لکھا کہ مولویوں کے پیچھے لگ کر اب تم تین کے رہے نہ تیرہ کے اور نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم''۔ اس بے تکلفانہ تبصرہ سے متاثر ہو کر ہی میں کچھ لکھنے پر مجبور ہوا۔ وصال صنم (تو آپ فرماتے ہیں) سیکولر سیاست کے ''زریں عہد'' میں بھی نہ ملا کیونکہ آپ اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو محلات میں پیدا نہیں ہوا۔ اس ساری صورتحال میں مجھے جس بات پر حیرت اور افسوس ہے وہ یہ ہے کہ جناب جانباز بھی حضرت جی امیر المکرم اور ان کے ساتھیوں کو مولوی کہتے ہیں جو قطعی طور پر درست نہیں۔ امیر المکرم دنیا کے ایک بہت بڑے سلسلہ کے روحانی پیشوا ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں اس سلسلہ کے شیخ بھی ہیں اور شیخ جانباز صاحب ایک زمانے میں ایک ہی ہوتے ہیں۔ آپ نے مولوی اس ہستی کو قرار دیا جن کی سرپرستی میں اولیاء اللہ کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ نیز یہ کہ آپ کا مقصد حکومت پر قبضہ نہیں بلکہ بنی نوع انسان کی بھلائی کیلئے دین کا نفاذ ہے اسی وجہ سے تنظیم الاخوان پاکستان سیاسی جماعت نہیں بلکہ ایک تحریک ہے۔ جماعت کا لفظ ہم بعض اوقات غیر تحریکی احباب کی سہولت کیلئے استعمال کر لیتے ہیں۔ اس کا مزاج پاکستان کی دوسری تمام روایتی سیاسی جماعتوں سے یکسر مختلف ہے۔ جانباز صاحب آپ جانتے ہی ہیں سیاسی جماعت کا کام ملکی سیاسی نظام کی حدود کے اندر رہ کر آئین و قوانین کیمطابق حکومت پر قبضہ کر کے اپنا پروگرام لاگو کرنا ہوتا ہے جبکہ ہم جنہیں آپ کے دوست مولوی قرار فرماتے ہیں پاکستان میں رائج سیاسی نظام کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے۔ لہٰذا ہم اس کا حصہ بن ہی نہیں سکتے۔ ہمارے نزدیک صرف انگریز اور ہندو اس خطہ ارضی سے گیا ہے لیکن ان کی جگہ اور لوگوں نے لے لی ہے اور یہ کہ ہم آج بھی بدستور غلام ہیں۔ لہٰذا ہم آزادی کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ اسی وجہ سے ہمارا کوئی کارکن اس کے پلیٹ فارم سے کبھی کسی سطح کے کسی الیکشن میں حصہ نہیں لیتا کیونکہ ہمارے خیال میں منتخب ہو کر مجالس میں پہنچ کر اس نظام کی حفاظت کیلئے حلف لینا قوم کے ساتھ

www.naqshbandiaowaisiah.com

سراسر ناانصافی اور ظلم ہے۔ لہذا آپ کے دوستوں کے اعتراض کے اگلے حصہ کا جواب بھی یہی ہے۔ غور فرمایئے آپ کے دوست مزید فرماتے ہیں آپ نے سیاست میں بنائے ہوئے نام کا بیڑہ غرق کر لیا۔ جبکہ ہمارے نزدیک پاکستانی روایتی سیاست دھوکہ اور فریب کے سوا کچھ بھی نہیں۔ لہذا اس بات کا جواب بھی بڑی معذرت کے ساتھ حاضر ہے کہ اس تحریک میں جو بھی روایتی پاکستانی سیاست کی سیاسی کمائی لے کر داخل ہوگا اسے اپنی اس کمائی پر فخر کی بجائے اس سے پہلے اس کا نئے سرے سے جائزہ لینا ہوگا کیونکہ روایتی سیاست کیلئے ہماری اس تحریک میں بالکل کوئی جگہ نہیں...... کوئی گنجائش نہیں اس لئے یہاں جس نے آنا ہے یہ سوچ کر آنا ہے کہ اس تحریک کو دے کیا سکتا ہے؟ اسے یہ سوچنے کی یہاں ضرورت ہی نہیں پڑسکتی کہ یہاں سے اسے حاصل کیا ہوگا۔ یہ اللہ و رسولؐ کے دین کے نفاذ کیلئے تحریک ہے۔ یہ قوم کی غلامانہ نظام سے نجات کی تحریک ہے۔ اس میں شامل ہونے والا امیر المکرم یا ان کے ساتھیوں پر کوئی احسان نہیں دھرتا جس کا عوضانہ ہم پر واجب ہو۔ بلکہ اس کا معاملہ اللہ اور رسولؐ کے سپرد ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی براہ کرم دوسری انتہائی اہم بات بھی ذہن میں رکھ لیجئے کہ وطن عزیز میں شروع ہی سے دین کو سیاست کیلئے استعمال کیا جاتا رہا ہے (آپ اس سے قائداعظم کا مختصر دور الگ کر دیجئے کہ آپ کرشماتی رہنما تھے اور ہمیں ان کے خلوص کے بارے میں کوئی شبہ نہیں) بلکہ دین کا سیاسی مقاصد کیلئے اب بھی استعمال ہو رہا ہے۔ امیر المکرم کی خواہش ہے لہذا ہم اسے روک دینا چاہتے ہیں۔ ہم غیر روایتی لوگ ہیں اس لئے ہیں کہ ہم سیاست کا دین کیلئے استعمال چاہتے ہیں لہذا امیر المکرم جناب محمد اکرم اعوان جس مقصد کیلئے دن رات کوشاں ہیں وہ بھی یہی ہے۔ لہذا جس کسی کو بھی روایتی سیاسی صنم کی تلاش ہے وہ صنم ہمارے اسٹاک میں موجود ہے ہی نہیں تو ہم اسے دیں گے کہاں سے۔ پھر بے وفا سیاسی عہدوں کی پوجا کیا شرک نہیں؟ ہمارے سیاسی عقائد کے مطابق عہدیدار سیاسی اختیار کے حامل نہیں ہوتے کہ جو جی میں آئے کرتے پھریں بلکہ ہمارے سیاسی عقائد کے مطابق ایسے عہدیدار محض فرائض کے حامل ہوتے ہیں اختیارات ان کے پاس ہوتے ہی نہیں لہذا ہمارے ہاں کانٹوں کے بستر ہیں پھولوں کی سیج نہیں۔ ویسے بھی جانباز تحریکوں کی زندگیوں میں آپ کے دوستوں کی سوچ کے حامل افراد معاشرہ کیلئے گنجائش پیدا ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ یہ ہوتی ہے نظام کی تبدیلی کیلئے اور نظام کی تبدیلی سے جن گلچھرے اڑانے والوں کا تیا پانچا ہونا ہوتا ہے وہ پورے اسلحہ سے لیس مرنے مارنے کیلئے آسامنے موجود ہوتے ہیں۔ تو وصال صنم کی یہاں ایسے حالات میں گنجائش کہاں رہتی ہے۔ اسی وجہ سے اس تحریک میں شامل ہونے کے لئے جو جو سیاست دان وصال صنم کی خواہش لے کر ہمارے پاس آئے یہاں آکر انہیں مایوسی ہوئی اور انہیں ناکام لوٹنا پڑا۔ پاکستان کے آبادی کے لحاظ سے دوسرے یا تیسرے بڑے شہر کے نصف کے تنظیم الاخوان کے ایک ناظم اسی ایریا کے ایک دفتر کے حاضر سروس نائب قاصد ہیں لہذا جانباز صاحب آپ کے دوستوں کا اس ماحول سے کیا واسطہ؟ ہم لاکھوں کی تعداد میں ہیں اور منظم بھی۔ آپ کو علم ہی ہوگا۔ سیاسی کارکن اور بیعت ہوئے شخص میں کیا فرق ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ہم میں تنظیم کا فقدان ہے جبکہ لاکھوں کی تعداد میں ان میں وہ ساتھی بھی شامل ہیں جنہوں نے خصوصی بیعت یعنی موت پر بیعت کر رکھی ہے۔ یہ الگ معاملہ ہے کہ سیاسی ڈھول ڈھمکے اور شور شرابے سے ہمارا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ہم اس ہستی کے پیروکار ہیں جو دن کے اجالے کی روشنی سے لے کر اتھاہ اندھیری رات کی گہری نیند تک سوچتے ہیں یا خواب دیکھتے ہیں تو یہ سب کچھ بھی اتباع رسول اللہ کے لئے ہوتا ہے اور اللہ و رسولؐ کے نظام کے نفاذ کیلئے ۔ بقول امیر المکرم جناب محمد اکرم اعوان صاحب کے ہم ان کی وراثت کے امین ہیں جنہوں نے اس تحریک کیلئے مکہ سے اپنے گھر بار چھوڑ کر آنے والوں کو اپنی جائیدادوں میں سے اسی طرح حصہ دیا جس طرح سگا بھائی اپنے باپ کی جائیداد میں سے اپنے دوسرے بھائی کو دیتا ہے۔ نیز ہم ان کی وراثت کے امین ہیں جنہوں نے فتح مکہ پر ان کو بھی معاف فرما دیا۔ جنہوں نے اس تحریک میں شامل ہونیوالوں پر بھی زمانہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی رائج وحشیانہ اذیتوں سے بھی بڑھ کر ظالمانہ حربے استعمال کیئے۔

جب انتقام کا وقت آیا تو نہ ان کی عورتوں' بیٹیوں' بہنوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا نہ ان کی جائیدادوں کی طرف حالانکہ سب کچھ ان کے قبضے میں تھا بلکہ مزید یہاں تک کیا کہ ہجرت کے وقت اپنی چھوڑی ہوئی جائیدادوں کی طرف بھی نظر اٹھا کر نہ دیکھا کہ یہ اعلیٰ اور ارفع مقصد کی خاطر قربان کی گئی تھیں۔ یہ قوم پرستی اور سیکولرازم کا لبادہ مسلمان اسی وقت اوڑھتا ہے جب اس کیلئے ایسی قربانیاں دینا ممکن نہ رہے۔ کیا آنحضورؐ کے نبی آخر الزمان ہونے اور قرآن کے دنیا کی آخری کتاب ہونے میں یہ ثبوت موجود نہیں کہ اب اس نظام کو کوئی خطرہ نہیں۔ ہاں ہم اسے چھوڑ کر جن حالات میں گرفتار ہیں اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ ہم تباہ ہو سکتے ہیں' ہم برباد ہو سکتے ہیں' دین کوئی اور قوم سنبھال یا اپنا لے گی کیونکہ یہ منشائے خداوندی ہے اس نے قیامت تک جو رہنا ہے تو کیوں نہ ہم ہی ایسا کر لیں۔ اس میں کیا ملائیت ہے؟

جناب جانباز صاحب آپ نے سازش کا ذکر فرمایا یہ تو اس دنیوی نظام کا حصہ ہے۔ بعض لوگ سازشوں میں اب بھی مصروف ہو سکتے ہیں پہلے بھی ہو سکتا ہے بہت کچھ کر چکے ہوں وہ اپنا کام کر رہے ہیں ہم اپنا۔ ہم دونوں کو ہمارے اللہ اور رسولؐ جو دیکھ رہے ہیں ہمیں کیا فکر ہے۔ جب آپ اپنے کسی خادم کو کوئی فریضہ سونپ دیتے ہیں تو اس فریضہ کی ادائیگی میں اسے مشکلات پیش آتی ہیں۔ انہیں آپ لازمی دور فرماتے ہیں تو آپ کا کیا خیال ہے ہم جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے دیئے ہوئے فریضہ کو نیک نیتی سے سرانجام دینا چاہ رہے ہیں کیا ہمارے راستوں کی مشکلات کی دوری میں وہ ہماری مدد نہیں فرمائیں گے؟ جو لوگ سلسلہ سے نکالے گئے ان کے بارے میں میری امیر المکرّم سے تفصیل سے بات ہو چکی ہے۔ امیر فرماتے ہیں وہ کافی عرصہ سے اس دھندے میں مصروف تھے اور امیر المکرم ان کی اصلاح کیلئے کوشاں۔ یہ اس حد تک سخت قدم ان کے خلاف مجبور ہو کر اٹھایا گیا کہ اب ان میں اصلاح کی گنجائش نہ تھی اور پھر یہ حقیقت سب کے علم میں ہے کہ امیر المکرّم کوئی روایتی سیاستدان' روایتی مولوی یا روایتی پیر نہیں کہ ان کی نظر عوام کی جیب پر ہو۔ آپ کی موجودگی میں یہ سازشی دبے ہوئے ہیں (کوئی ہیں بھی تو) اور اہم بات یہ ہے کہ امیر المکرّم کی نگاہوں سے اوجھل ہونا ویسے ہی ایسے لوگوں کے بس میں نہیں۔ میں اس دعوے کی یہاں وضاحت عرض نہیں کروں گا۔ کیونکہ یہ محض میرا عقیدہ نہیں یہ دعوی میرے ذاتی مشاہدات پر مبنی ہے۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کوئی اسے مانتا ہے یا نہیں۔ جناب عمران خان صاحب اور جناب علامہ طاہر القادری صاحب سے الحاق اور علیحدگی بھی کوئی پیچیدہ معاملہ نہیں۔ تنظیم الاخوان آئندہ بھی کسی سیاسی جماعت یا گروہ سے اتحاد کرے گی تو یہ محض دین کے نفاذ کی حد تک ہوگا اور اسی حد تک قائم رہے گا۔ ہماری اس معاملے میں کوئی سیاسی غرض نہیں ہوتی لہذا ان سے بھی ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ جانباز صاحب آپ نے پاکستان کی ایک محترم ہستی سابقہ سینیٹر کے بارے میں فرمایا کہ وہ اسی وجہ سے استعفیٰ دے کر چلے گئے۔ ہم ان کا آج بھی احترام کرتے ہیں تاہم آپ کو اس حقیقت کا علم نہیں کہ ان سے بھی بڑے نام جنہوں نے ماضی میں جناب امیر المکرّم سے ایسا رابطہ کیا اور بعض آج بھی رابطے میں ہیں ہمارے ماحول کو غیر روایتی سیاسی ماحول سمجھ کر کئی ایسی ہستیاں آئیں اور خاموشی سے واپس بھی چلی گئیں۔ حضرت جی امیر المکرّم نے نہ کبھی کسی کو آنے سے روکا نہ واپس جانے سے۔ اس کار خیر میں شمولیت نصیب کی بات ہے امیر کسی کو مجبور نہیں فرماتے۔

ہماری ٹریننگ یہ ہے کہ خاموشی سے خلوص قلبی سے اپنے کام میں جتے رہو۔ سیاسی ہنگامے کھڑے کروانے' بسوں پر پتھراؤ اور سڑکوں کو بلاک کر کے ہم حکومت کو مذاکرات پر مجبور نہیں کرتے۔ اس لئے کہ ہم نے دین کی خدمت کے جھانسے میں نہ چندا لینا ہوتا ہے نہ حکومت کی دوسری مراعات۔ ہمیں حکم ہے۔ (فی الحال) صرف تیاری کا اور تیاری سے بھی مراد یہ نہیں کہ ہم نے چھاؤنیاں بنا رکھی ہیں' اسلحہ کے ڈھیر لگا رکھے ہیں یا فوجی تربیت حاصل کر رہے ہیں بلکہ ہمیں حکم ہے اپنی' اپنے خاندان' عزیز و اقارب اور دوست احباب کی اصلاح کی طرف بھرپور توجہ کی

کیونکہ شیخ المکرم کا فرمانا ہے کہ فرض عبادات کی ادائیگی کے باوجود اگر کسی کے کردار میں جھول رہ جاتی ہے تو عین ممکن ہے ایسے شخص کی فرضی عبادات میں کوئی گڑبڑ ہوا سے فکر کرنی چاہیے۔

تنظیم الاخوان خون خرابہ نہیں چاہتی۔ اسے شریعت کے نفاذ کے راستوں کی رکاوٹوں کا پورا ادراک ہے۔ ہماری یعنی اس کے کارکنوں کی حکمت عملی یہ ہے کہ ٹکراؤ Avoid کرو کہ کسی بظاہر دینی جماعت کا کارکن ہو یا فوجی یا پولیس کا سپاہی ان کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ وہ یا تو اللہ ورسول کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ دیتے ہیں یا ملکی قانون اور آئین کے تحفظ کیلئے جس کی انہیں تنخواہ ملتی ہے لہذا بے گناہوں کو نہیں مارنا چاہتے اور اس کا علاج یہ سوچ رکھا ہے کہ اتنی طاقت اکٹھی کر لو کہ مقابلے کی کسی کو جرات ہی نہ رہے اور ہماری طاقت میں ہر وہ مسلمان شامل ہے جسے اللہ اور رسول ﷺ سے اور ان کے نظام سے عقیدت ہے۔

جناب غیاث الدین جانباز صاحب نے جو یہ تاثر دیا کہ ہم امیروں کا مال چھین کر غریبوں میں بانٹیں گے بھی مکمل طور پر غلط ہے حلال کمائی کو اور جائز کمائی کو ہم تحفظ فراہم کریں گے خواہ وہ کسی کے پاس کتنی ہی دولت کی شکل میں ہو۔ ہم لٹیروں سے قوم اور عوام کا لوٹا ہوا مال ضرور چھینیں گے اور اسے واپس حقداروں کو لوٹائیں گے۔ اس ضمن میں ہم بالکل کلیئر ہیں ہاں دولت کی کمائی میں ہم ناجائز ذرائع کی نہ اجازت دیں گے اور نہ اس کے غیر شرعی اخراجات کی۔ اسلام کا ہمارا تصور بھی سن لیجئے اور امیر المکرم فرماتے ہیں کہ دنیا کے کل سیاسی نظام انسانی حقوق کے تحفظ کے ضامن ہیں نیز ان نظاموں کے اندر ان حقوق کی حفاظت کیلئے میکنزم بھی موجود ہیں تاہم اسلام ایک واحد سیاسی نظام ہے جس کی تعمیر ہی انسانی حقوق کے تحفظات پر ہوتی ہے لہذا ہمارا نفاذ اسلام کا مقصد یہ ہے کہ حکومت اور وطن عزیز کے ہر شہری کے درمیان جو رشتہ ہے اسے سب سے پہلے مشرف بہ اسلام کیا جائے۔ اس لئے جب ہم نکلیں گے ہم لوگوں کے نقد مسائل کے حل کیلئے نکلیں گے کسی حکومت پر قبضہ کیلئے نہیں۔ اس لئے ہمارا روکا جانا کسی بھی حکومت یا پاور کے بس کی بات نہ ہوگی انشاء اللہ اور انشاء اللہ مناسب وقت پر جو بہت دور نہیں دنیا ہمیں خود دیکھ لے گی کہ ہم دکھی انسانیت کی خدمت کس طرح کرتے ہیں۔

جناب غیاث الدین جانباز صاحب ہمارے دلوں میں آپ کا احترام آج بھی محفوظ ہے لیکن اسلام سے منحرف آپ کے سیکولر دوستوں کے بارے میں ہمارے تحفظات ضروری ہیں کیونکہ عام انسانوں سے ہم تنظیم الاخوان کے اراکین کو میل جول کی لین دین کی نیز دنیاداری کے معاملات میں ناگزیر تعلقات قائم کرنے کی مکمل اجازت ہے۔ تاہم انہیں دل کی گہرائیوں سے دوست بنانے یا سمجھنے کی اجازت نہیں جب تک کہ وہ اسلام میں پورے کے پورے داخل نہ ہو جائیں۔ یہ قرآن میں موجود حکم ربی کی رو سے ہے اور اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم نبی نوع انسان کا احترام کرنے کے پابند نہیں یا ہمیں ان کے حقوق تسلیم کرنے کی اجازت نہیں۔ ایسی خطرے والی کوئی بات نہیں ہمیں تو ہمارے امیر کا یہاں تک حکم ہے کہ اگر کسی گندی فلمیں بیچنے والے کا کاروبار ہم ختم کرنا چاہیں اور ہم میں اسے ختم کرنے کا جذبہ اور ہمت ہو تو پہلے ہم اس کا مال اس سے قیمت چکا کر خریدیں گے پھر اسے خرید کر تلف کریں گے اور اس سے درخواست کریں گے کہ وہ اس طرح حاصل شدہ رقم سے کوئی اور کاروبار کر لے اور اگر وہ پھر بھی باز نہ آیا تو پھر اس کے ساتھ وہی کچھ کریں گے جو اللہ ورسول ﷺ کا حکم ہوگا اور داڑھی یا شلوار کے سائز میں الجھنے کا ہمارا فی الحال کوئی پروگرام نہیں۔ ہم نے نفاذ اسلام کیلئے مکمل اور جامع نظام بنا رکھا ہے اور وہ بھی اس حد تک مکمل کہ کوئی شعبہ انسانی زندگی ایسا نہ ہے جو اس کے دائرہ میں نہیں آتا اور ہمارا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ ہم اسے مارشل لاء کی طرح راتوں رات نافذ کر دیں گے۔ دعا فرمایئے اللہ پاک ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اس ضمن میں امیر المکرم جناب محمد اکرم اعوان کے خطبات کا خزانہ آڈیو ویڈیو کیسٹیں اور تحریروں میں امت محمدی کی امانت کے طور پر ہمارے پاس موجود ہے جو حاصل کرنا چاہے ہم ہر لمحہ مدد کیلئے تیار ہیں۔

بشکریہ روزنامہ "جناح" ☆☆☆☆☆☆

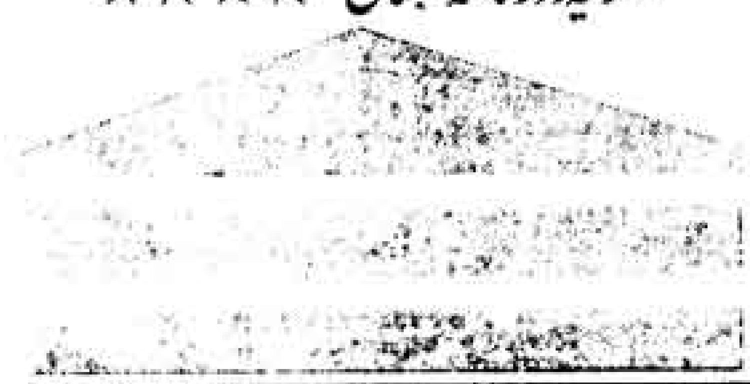

www.naqshbandiaowaisiah.com

کیا امریکہ کا اگلا ہدف سوڈان ہوگا؟

تحریر۔ محمد اسلم

ان دنوں دنیا بھر میں مسلمان ممالک زوال کا شکار ہیں اور اسلام دشمن قوتیں ایک ایک کر کے مسلمان ممالک کو تباہ و برباد کرتی جا رہی ہیں۔ کہیں پر مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت کو پامال کیا جا رہا ہے اور کہیں پر ان کے وسائل پر قابض ہو کر کفار اپنی طاقت میں اضافہ کر رہے ہیں۔ کشمیر، چیچنیا، بوسنیا، فلسطین، افغانستان اور عراق میں مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کردی گئی ہے۔ قابل افسوس پہلو تو یہ ہے کہ ظلم کا یہ سلسلہ کہیں رکتا دکھائی نہیں دیتا اور عراق پر شب خون مارنے کے بعد امریکی مظالم کا رخ اب مسلمان ملک سوڈان کی طرف ہے اور دوسرے مسلمان ممالک کے حکمران خاموش تماشائی بن کر اپنے برادر مسلم ممالک کی تباہی کے مناظر دیکھ رہے ہیں۔

گزشتہ چند برسوں میں امت مسلمہ پر ڈھائے جانے والے مظالم پر اسلامی ممالک کے حکمرانوں نے جس بے حسی اور بے بسی کا مظاہرہ کیا ہے اس کی مثال ماضی میں کم ہی ملتی ہے۔ مسلم ممالک کے حکمرانوں کی اسی نااتفاقی اور بزدلی کی وجہ سے ہی کفار پوری دنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اگر ماضی پر نظر دوڑائی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے زوال کا سلسلہ سلطنت عثمانیہ کے خاتمہ کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا اور پھر آہستہ آہستہ مسلم ممالک مغرب کے قبضہ میں چلے گئے۔ جنگ عظیم دوئم کے بعد جب مغرب کچھ کمزور ہوا تو مجبوراً مسلم ممالک کو آزادی دینا پڑی۔ لیکن آزادی کے نام پر نوآبادیاتی نظام کے تحت اپنی پسند کے لوگوں کو اقتدار بخش کر مغرب نے عملاً ان ممالک پر اپنا تسلط قائم رکھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلم ممالک میں جب کسی نے اسلام کا نام لیا یا مغرب کی تابعداری سے انکار کیا تو وہ عتاب کا شکار ہوا۔

مغرب کی اجارہ داری اور ان کے مفادات کے تحفظ کی خاطر قائم ہونے والے ادارے ''اقوام متحدہ'' نے پہلے ان ممالک پر ناروا پابندیاں عائد کیں اور بعد میں منظم سازش کے ذریعے مسلم ممالک کے اندر سے کچھ لوگوں یا جماعتوں کو اقتدار کے لالچ پر خریدا گیا' ان کو آگے بڑھایا گیا' پشت پناہی دی گئی' وسائل مہیا کیے گئے اور وہاں کی حکومتوں سے ٹکرایا گیا' بعد میں انہیں مظلوم ثابت کر کے امریکہ بہادران کی مدد کو پہنچا اور پھر ظلم و زیادتی کا ایسا بازار گرم ہوا کہ چنگیز اور ہلاکو بہت پیچھے رہ گئے۔

امریکہ نے کشمیر، چیچنیا، بوسنیا، فلسطین، افغانستان اور عراق میں مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کردی گئی ہے۔ قابل افسوس پہلو تو یہ ہے کہ ظلم کا یہ سلسلہ کہیں رکتا دکھائی نہیں دیتا اور عراق پر شب خون مارنے کے بعد امریکی مظالم کا رخ اب مسلمان ملک سوڈان کی طرف ہے

دنیا پر حکمرانی کرنے کے خواب کے ساتھ ساتھ' دنیا کے وسائل پر قبضہ' اس سارے عمل کا بنیادی مقصد ہے' خیر الرازقین نے مسلم ممالک کو ہر طرح کے وسائل سے مالا مال کر رکھا ہے۔ دنیا کے تقریباً 80 فیصد رزق کے بنیادی وسائل مسلمانوں کے پاس ہیں۔ تیل وسائل میں اہمیت کے اعتبار سے سرفہرست ہے۔ امریکہ کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

حریصانہ وسفاکانہ نظریں تیل پیدا کرنے والے ممالک پر مرکوز ہیں۔ وہ کسی ایک ملک کا انتخاب کرتا ہے اور بتدریج اُس کے گرد گھیرا تنگ کرتا چلا جاتا ہے۔ مسلم ممالک کی بدنصیبی یہ ہے کہ انفرادی طور پر سب سوچ رہے ہیں مگر مرکزیت اور اتحاد کہیں نظر نہیں آتا۔

1950 کے عشرے سے لے کر سویت یونین کے بکھرنے تک امریکہ کو اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل میں وقت کا سامنا تھا۔ لیکن جب سویت یونین کے ٹکڑے ہوگئے تو امریکہ بہادر کھل کر سامنے آ گیا اور پھر اس نے دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف مظالم کی ایسی داستان رقم کی کہ ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس نے کبھی بنیاد پرستی کے نام پر، کبھی دہشت گردی کے نام پر اور کبھی دنیا کے امن کو خطرہ قرار دے کر مسلمان ممالک کو ہدف بنایا۔ بوسنیا' الجزائر اور چیچنیا میں جو کچھ ہوا' دنیا کے سامنے ہے مسلمان حکومتیں خاموش تماشائی ہیں مگر عام مسلمان شدید تر مزاحمت کر رہے ہیں امریکی معیشت کو ہلا دینے والے جنگی وسائل جھونک کر بھی' امریکہ بہادر افغانستان میں کابل اور چند دیگر شہروں تک محدود ہے اور عراق میں بُری طرح پھنس کر دنیا کو مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ اس غیر متوقع ردعمل پر امریکہ شدید بوکھلاہٹ کا شکار ہے' اور امریکی معیشت دیوالیہ ہو چکی ہے۔ تباہ شدہ معیشت کو سہارا دینے کے لئے امریکہ دو ارب بیرل خام تیل کے ذخائر رکھنے والے اسلامی ملک سوڈان کی طرف للچائی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ سوڈان ایک کروڑ 85 لاکھ آبادی کا ملک ہے۔ جہاں 85 فیصد مسلمان آباد ہیں۔ سوڈان پر صدر عمر البشیر کی حکومت ہے اور وہاں اسلامی نظام نافذ ہے۔ تیل کی دولت رکھنے کے ساتھ ساتھ سوڈان پر امریکہ کی برہمی کی ایک اور وجہ 1991ء سے 1996ء تک اسامہ بن لادن کو پناہ دینا بھی ہے جس کی پاداش میں امریکہ 1997ء میں سوڈان پر اقتصادی پابندیاں عائد کر چکا ہے اور اب تیل کی طلب میں سوڈان کے گرد گھیرا تنگ کرتا چلا جا رہا ہے۔

> **امریکی معیشت کو ہلا دینے والے جنگی وسائل جھونک کر بھی' امریکہ بہادر افغانستان میں کابل اور چند دیگر شہروں تک محدود ہے اور عراق میں بُری طرح پھنس کر دنیا کو مدد کے لئے پکار رہا ہے**

دراصل امریکہ نے اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے 21 سال قبل ہی سوڈان میں فتنہ کا بیج بو دیا تھا اور ایک سازش کے تحت سوڈان کے شہر دارفر میں میں کچھ قبائل کو اپنے مقاصد کے لئے خریدنا شروع کر دیا تھا۔ اس شہر میں 85 مختلف قبائل آباد ہیں اور اب امریکہ نے کچھ تنظیموں اور افراد کو اکسا کر حکومت کے سامنے کھڑا کر دیا ہے اور اس وقت سوڈان کے داخلی حالات خراب ہو چکے ہیں۔ امریکہ کے اکسائے ہوئے لوگ سوڈان کی حکومت کے لئے مشکلات پیدا کئے ہوئے ہیں اور وہاں پر قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ دکھ کی بات تو یہ ہے کہ انسانی حقوق کے علمبردار امریکہ کو سوڈان کے فسادات میں کہیں بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزی نظر نہیں آتی کیونکہ درحقیقت یہ حالات اس کے اپنے ہی پیدا کردہ ہیں اور مستقبل میں وہ انہی حالات کو جواز بنا کر سوڈان کے خلاف کوئی بھی کارروائی کر سکے گا اسی لئے وہ سوڈان میں کے حالات کو "نسل کشی" سے تعبیر دے رہے ہیں۔

یہاں پر سوچنے اور غور وفکر کی بات یہ ہے کہ معاملہ کشمیر کا ہو، فلسطین کا ہو، افغانستان کا ہو یا عراق کا، مسلم ممالک اور ان کی نمائندہ تنظیموں او۔آئی۔سی اور عرب لیگ کا [illegible] ہمیشہ افسوس ہی رہا ہے۔ اب جبکہ امریکہ اور اس کے اتحادی سوڈان کے خلاف کارروائی کیلئے پر تول رہے ہیں تو اس مسئلہ پر بھی اسلامی ممالک کی تنظیم او۔آئی۔سی خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہے۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی ممالک کے حکمران غفلت کی نیند سے بیدار ہوں اور کفار کے مظالم کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد و منظم ہو کر حکمت عملی اپنائیں ورنہ حالات اسی ڈگر پر چلتے رہے تو امریکہ کا اگلا نشانہ کوئی بھی بن سکتا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

رزق طیب و نیک عمل

''کلوامن الطیبت آپ پاکیزہ چیزیں کھایئے اس پابندی کی وجہ سے عالم آب وگل میں انسان کی فکر معاش کی کوشش محدود ہوگئی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بہت سے چیزوں میں حرمت آگئی' وہ حرام ہیں' ان کے لئے کوشش کی ضرورت نہیں' پھر ہر چیز آپ حاصل کرتے ہیں' اس کے حصول کے اسباب اس میں حرمت آجاتی ہے اگر ہم نے حاصل بھی کر لی لیکن حاصل کرنے کے عمل میں وہ چیز حرام ہوگئی' جیسے ہم نے کسی کا مرغ چوری پکڑ لیا تو ہم نے غذا تو حاصل کر لی لیکن حاصل کرنے کا جو طریقہ تھا اس میں وہ حرام ہوگئی تو ہمارے کام کی نہ رہی' اس لئے ہمیں چوری پکڑنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ ایک بہت بڑا جو راستہ تھا' فساد کا' وہ اس طرح ختم ہوگیا کہ حصول رزق کے لئے جائز ذرائع اختیار کئے جائیں پھر جب جائز ذرائع سے رزق حاصل ہو جائے تو اسے پاکیزہ رکھا جائے۔ اس میں کوئی چیز ناپاک نہ ملنے دی جائے' یہ نہیں کہ میں اپنا حلال لایا ہوں' آپ حرام لائے ہیں' چلوں دونوں مل کر کھائیں فرمایا نہیں کھانے کو پاکیزہ رکھو' حلال رکھو' اسے بھی حلال کھلا سکتے ہو لیکن اس کا حرام خود نہیں کھا سکتے دوسرے کا حرام اپنے لئے نہیں لے سکتے' محنت ومشقت کا مسئلہ ہی حل ہو گیا کلوا من الطیبت جب آپ کی غذا پاکیزہ ہوگئی یعنی حلال کے بعد حصول رزق کا ذریعہ جو ہے وہ جائز ہوگا۔ اس کے بعد آپ کوئی کسی دوسرے کی ناجائز لائی ہوئی چیز اس میں شامل نہیں کریں گے' اسے ناپاک بھی نہیں ہونے دیں گے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر بدعملی کی گنجائش ختم ہو جائے گی۔ وعملوا صالحاً چیزیں پاکیزہ کھاؤ' عمل صالح کرو' بدعملی کی ضرورت ہی نہیں رہتی' برے کام کی' چوری کی ضرورت نہیں ہے' جھوٹ بولنے کی ضرورت باقی نہ رہی' رشوت لینے کی ضرورت باقی نہ رہی' کسی کا مال کھانے کی ضرورت جب باقی نہ رہی' تو پھر جو عمل باقی بچے گا' وہ صالح ہوگا۔ غیر صالح عمل کی بنیاد ہی ایک دوسرے کے چھیننے پر ہوتی ہے۔ ماخوذ از ''تعلیمات و برکات نبوت ﷺ''

مینوفیکچررز آف PC یارن

تعاون اسلم ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

برائے رابطہ:- پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد

667571
667572

www.naqshbandiaowaisiah.com

معاشرے میں مثبت تبدیلی لانے کیلئے

روزمرہ کے ان بظاہر معمولی الفاظ اور جملوں میں جو معنویت گہرائی اور دعوت وپیغام پوشیدہ ہوتا ہے ان کے بیان کی حاجت نہیں۔ مقصود صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ لوگ انسانی اور معاشرتی اخلاق کے بنیادی اصولوں اور تقاضوں کے حامل ان مختصر الفاظ اور جملوں کے ذریعے اپنی شاندار دعوت کو کتنے سہل اور اثر انگیز انداز میں عوام الناس تک پہنچانے کی حکمت اختیار کرتے ہیں

اشفاق احسان
ٹرسٹ جمیعت تعلیم القرآن، کراچی

قوم میں موجود ہمہ جہت خرابیوں اور ان کی اصلاح پر ملک کے بڑے بڑے عالی مرتبت اور اہل فکر ونظر کے دل سوزی کے ساتھ لکھے ہوئے مضامین اور مقالات شاید میری طرح دیگر قارئین کے بھی غم وافسوس کو وقتی طور پر بڑھا دیتے ہیں لیکن ان کی اکثریت میں کوئی ایسا ردعمل پیدا کرتے نہیں دکھائی دیتے۔ جو ان کے قول وفعل اور معاملات میں کسی مثبت اخلاقی تبدیلی کا کوئی شدید اور مستقل داعیہ پیدا کرتا محسوس ہوتا ہو۔

ان کا ظاہر سبب ذوق مطالعہ کی کمی، صاحب کردار لوگوں کی معاشرے میں قلت، اور ان سے صحبت کے مواقع میں سہولت کا فقدان، جیسے مسائل اپنی جگہ لیکن ایک بڑا سبب جو بہت واضح نظر آتا ہے وہ یہ بھی ہے کہ انسانی نفسیات اور عہد موجود کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمارے اصلاح پسند بزرگ اور ادارے اپنے سامعین اور قارئین کو مخاطب نہیں کرتے۔

لمبے لمبے مضامین، طول طویل پروگرام اور ان میں دشوار طلب مطالبے عام لوگوں کی ہمتیں عمل سے پہلے پست کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ سالہا سال سے نامی گرامی واعظین، مقررین اور مصنفین کو سننے اور پڑھنے کے باوجود قوم کی اخلاقی حالت مسلسل روبہ تنزل چلی آ رہی ہے اور اصلاح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

میں عاجز گمان کرتا ہوں کہ دیگر علوم وفنون کیطرح ابلاغ کے حوالہ سے بھی ہم مسلمانوں کو اہل مغرب سے بہت کچھ سیکھنے کی ضرورت ہے ان کی حکمت ابلاغ کا ایک نمونہ بطور مثال میں یہاں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ انگریزی اخبارات ورسائل کی تصویروں اور کارٹونوں میں کبھی کبھی دیکھنے میں آیا ہے کہ چند مشنری حضرات دو ایک بینرز ہاتھوں میں پکڑے خاموشی کے ساتھ کسی عام گزرگاہ پر کھڑے ہیں، ان بینرز پر موٹے موٹے حروف میں صرف ایک آدھ لفظ یا جملہ جیسے "Patience" و "Christ Message: "Love" "Truth is the beauty of Human." جیسے مختصر الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔ گزرنے والے لوگوں کی ان پر نظر پڑتی ہے اور وہ ان مختصر الفاظ میں چھپے اور کھلے مفہوم اور ان میں پوشیدہ پیغامات کا پورا پورا مطلب بآسانی اخذ کر لیتے ہیں، روزمرہ کے ان بظاہر معمولی الفاظ اور جملوں میں جو معنویت گہرائی اور دعوت وپیغام پوشیدہ ہوتا ہے ان کے بیان کی حاجت نہیں۔ مقصود صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ لوگ انسانی اور معاشرتی اخلاق کے بنیادی اصولوں اور تقاضوں کے حامل ان مختصر الفاظ جملوں کے ذریعے اپنی شاندار دعوت کو کتنے سہل اور اثر انگیز انداز میں عوام الناس تک پہنچانے کی حکمت اختیار کرتے ہیں ہمارے دانشور اور اصلاح طلب اصحاب اور ادارے بھی اگر چاہیں تو وہ بھی اپنے اپنے طور پر اتنے مختصر اور ایسے ہی دانشمندانہ انداز میں ابلاغ کے طریقے اختیار کر

www.naqshbandiaowaisiah.com

کے کثیر لوگوں کو سوچنے اور عمل کرنے پر ابھار سکتے ہیں۔ یہ طریقہ ان کے طول طویل خطبات اور تصنیفات سے بدر جہا زیادہ مفید اور اثر انگیز ثابت ہوسکتا ہے۔

ان بینرز کی عبارات کچھ اس طرح کی ہوسکتی ہیں۔

۱۔ دیانتداری اور صداقت کو اپنا شعار بنائیے۔ ہمارے اجتماعی مسائل اور مصائب کا صرف یہی علاج ہے۔

۲۔ پرامن معاشرے محبت' خدمت' دیانت' صداقت اور عدل وانصاف کی خوبیاں رکھنے والے لوگوں کی کثیر تعداد سے وجود میں آتے ہیں۔ ان خوبیوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیے' ورنہ ہمارا معاشرہ جہنم ہی بنا رہے گا۔

۳۔ جب تک ہم اپنے فرائض ایمانداری سے انجام دینا شروع نہیں کریں گے ہمارے کروڑوں اہل وطن مصائب اور پریشانیوں میں گرفتار رہیں گے۔ اپنے قول وعمل سے لوگوں میں خوشیاں تقسیم کیجئے۔ ظلم وزیادتی کر کے ان کے دکھوں میں اضافہ نہ کیجئے۔

۵۔ آپ صرف انصاف پسند اور ایماندار بن کر ہی اپنے ملک وقوم کی بدنصیبیاں دور کر سکتے ہیں۔

۶۔ اپنے قلوب کی سختی کو دور کیجئے۔ ہر انسان کی عزت اور اس سے محبت کرنا سیکھئے۔ صرف یہی بات آپ کو ہر انسان کی آنکھ کا تارہ بنادیگی۔

۷۔ جھوٹ سے بڑا کوئی عیب نہیں اور فریب دہی سے بڑھ کر کوئی کمینگی نہیں ان برائیوں سے باز آجائیے' انہی نے مسلمانوں کو ساری دنیا میں ذلیل اور رسوا کر رکھا ہے۔

۸۔ حق وانصاف کی بات کہنے اور کرنے کی عادت ڈالئے۔ اس کے بعد ہی ہمارا معاشرہ ظلم وزیادتی اور ناانصافیوں سے نجات پاسکتا ہے۔

۹۔ انسانوں کی خدمت سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اس سے خدا خوش اور بندے شادکام ہوتے اور آپ کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالی کے ہاں قبولیت کا باعث بنتی ہے۔

۱۰۔ صبر وتحمل انسان کا اعلی ترین وصف ہے ساری انسانی خوبیاں اسی سے پیدا ہوتی اور قوموں کو ترقی وعروج ان کی انہی صفات سے حاصل ہوتا ہے۔

۱۱۔ اپنی خواہشات نفس کی غلامی چھوڑ دیجئے' صبر وشکر اور دیانت وامانت کی خوبیاں اپنے اندر پیدا کیجئے۔ یہی خوبیاں پوری قوم کو بام عروج پر پہنچا سکتی ہیں۔

۱۲۔ معاشرے میں پائے جانے والے بے پناہ مسائل اور مصائب کو دور کرنے کیلئے نہ خدا ہماری مدد کو آئے گا نہ امریکی ڈالر کچھ کام آئیں گے۔ صرف اور صرف ہمارے عمدہ انسانی اوصاف ہی ہماری تقدیریں بدل سکتے ہیں یہی قانون قدرت اور خدا کا نظام ہے۔ سختی کے ساتھ اپنے وعدوں کی پابندی کیجئے۔ یہ بات آپ کے وقار اور عزت میں بھی اضافہ کریگی اور مسلمان کی شان بھی یہی ہے۔

مجھے یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ متذکرہ بالا بینرز میں جن مجوزہ عبارات کا بیان ہوا ہے ان کا تعلق انسان اور اس کے معاشروں کے بنیادی اخلاق سے ہے۔ یہی وہ اخلاقی صفات ہیں جن کی کمی وبیشی انسانی معاشروں کو زیروزبر کرتی چلی آئی ہے۔ دین ودنیا کی ترقی وتنزل کا انحصار صرف اور صرف انہی صفات کے وجود اور عدم وجود پر موقوف ہے۔

ان بینرز کے ذریعے ابلاغ کی سہل ترین صورت یہ ہوسکتی ہے کہ "9x3 سائز کے بینر میں صرف ایک عبارت درج ہو۔ جمعہ کے روز نماز کے وقت سے ایک گھنٹہ پہلے اور آدھے گھنٹے بعد تک اعزازی کارکنان یا Paid Workers کے ذریعہ بڑی بڑی مساجد کے گیٹس کے سامنے ان کا Display کیا جائے۔ کھمبوں یا درختوں پر بھی لٹکائے جا سکتے ہیں۔ ایک بینر دو تین جمعہ دکھانے کے بعد دوسرا بینر لگا دیا جائے۔

ابلاغ عامہ کا یہ شاید سہل ترین کم خرچ اور اثر انگیز طریقہ ہے۔ اس کے لئے کسی بڑی تنظیم یا ادارے کی بھی ضرورت نہیں اپنے اپنے محدود مقامات پر چند محب قوم اور سرگرم دوست واحباب بھی محدود پیمانے پر اس نیک کام کی ابتدا کر سکتے ہیں جو یقیناً دوسرے مقامات کے اصحاب کو بھی اس کام کیلئے راغب کریگا اور اس طرح انشاء اللہ وسیع پیمانے پر اس تبلیغ کا سلسلہ پورے ملک میں جاری ہو جائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆